آئین اکبری

جلد اوّل

سلسلۂ نصابیات علمیہ جامعۂ عثمانیہ

آئین اکبری

جلد اوّل (حصّہ اوّل)

تصنیف
علّامہ ابوالفضل

ترجمہ
مولوی محمد فدا علی صاحب طالب
رُکن شعبۂ تالیف و ترجمہ جامعۂ عثمانیہ سرکار عالی

سنہ ۱۳۵۷ھ م سنہ ۱۳۴۷ف م سنہ ۱۹۳۸ع

دارالطبع جامعۂ عثمانیہ سرکار عالی حیدرآباد دکن

فہرست مضامین

آئین اکبری جلد اوّل حصّۂ اوّل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آئین اکبری

جلد اوّل

دیباچہ

خدایا بشر تجھ کو کیا کیا کہے   مگر مختصر یہ کہ مولیٰ کہے
جھکے گر تو اعلیٰ و برتر کہے   اقامت میں اللہ اکبر کہے
ترا راز سربستہ اے بے نیاز   ہے پردے ہی پردے میں سرگرم ناز
سحر تیری بیگانہ ہے شام سے   بری ہے تو آغاز و انجام سے
یہ حادث اثر اور فانی نشاں   بھلا تیرے ملکِ قدم میں کہاں
بیاباں تری مدح کا ہے فراخ   زمیں اس بیاباں کی ہے سنگلاخ
نہ شیوا زبانی نہ غائر نظر   نہ جوشِ طلب ہے نہ کیف خبر
نہ پائے ارادت نہ ذوقِ سفر   کہاں ایسے جنگل میں بھٹکے بشر
تقاضا تو یہ ہے کہ جویاں رہے   مگر عجز کہتا ہے ناداں رہے
زباں گنگ ہو عقل حیراں رہے   اسی نامرادی میں شاداں رہے

تری شان حیرت سے دیکھا کرے
تجھے بیخودی میں پکارا کرے

حقیقی معرفت کا تقاضا یہ ہے کہ انسان خدا کی مدح وثنا کو صرف الفاظ و اقوال میں محدود نہ رکھے بلکہ اپنے افعال و کردار سے بھی اسی کی عظمت و جلال کا کلمہ پڑھے۔ خالق مطلق کی صناعیوں کے چند عجیب وغریب کرشموں کو زبان قلم سے بیان کرکے دائمی سعادتوں کا ذخیرہ جمع کرے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ اس مدح وثنا میں جو دل سے نکلے وہی قلم سے ٹپکے۔ اگر قلم کی رفتار نے دل کی گفتار کا پورا پورا ساتھ دیا تو ممکن ہے کہ اس شخص پر انوار شہنشاہی کی جھلک پڑ جائے اور ثناگر اس روشنی میں دریا سے چند قطرے اور بیاباں سے کچھ ذرے حاصل کرلے اور اس طرح اس کے اقوال و افعال کی ویران زمین سرسبز و شاداب ہو۔

ابوالفضل مبارک شاہی ثناگری کے پیرائے میں خدا کی شکرگزاری کی نغمہ سرائی کرکے تعریف کے بیش بہا موتیوں کو تحریر کی لڑیوں میں پروتا اور دنیا کے سامنے لاتا ہے۔ میری مدح سرائی کا یہ مقصد نہیں ہے کہ میں اس بادشاہ عالیجاہ کی بزرگ ترین خصلتوں اور بہترین عادتوں سے بنی نوع انسان کو آگاہ کردوں جس نے دنیا کو طرح طرح کی رنگ آمیزی سے زیب و زینت دی ہے اور اپنی جدت پسند طبیعت سے عالم کے رشتۂ انتظام میں بہترین جواہر پروئے ہیں اس لئے کہ جو شئے روز روشن کی طرح ظاہر ہے اس کو خواہ مخواہ تحریر میں لانا اپنی ناسمجھی کا خود اظہار کرکے عقلمندوں کے تیر ملامت کا نشانہ بننا ہے۔ میں صرف اپنی ذاتی واقفیت کے گوہر ہاتھ پر رکھ کر دنیا کے بازار میں آتا ہوں اور اپنے دل کی خودستائی کو ایسی دوادوش کے مشغلے میں مشغول و مصروف رکھتا ہوں۔

ظاہر ہے اس عظیم الشان کام کو سرانجام دینے کی ذمہ داری اپنے اوپر لینا جس کا بار آسمانی طبقوں کے رہنے والے بھی نہیں اٹھا سکتے خودستائی میں داخل نہیں ہے بلکہ اس جسارت سے اپنی نااہلیت اور ناعاقبت اندیشی کو دوسروں پر ظاہر کرنا ہے۔

میرا اصل مقصد اس تصنیف سے یہ ہے کہ اس مبارک عہد کے رہنے والوں کو اس بےمثال ہستی کی عقل و دانش عالی ہمتی حسن انتظام و محاسن افعال سے آگاہ کروں جو مادی وغیرمادی ہر دو قسم کی ہر شئے حقیقت سے واقف اور میدان علم کے نشیب وفراز کا پورا مرد میدان ہے اور آئندہ نسل کے لئے بہترین تحفۂ یادگار چھوڑ جاؤں۔

محسن کے احسانات کی شکر گزاری کرنا دنیا و آخرت ہر دو عالم کے لئے اعلیٰ ترین سامان کا مہیا کرنا ہے ممکن ہے کہ اس مطلب آشنا دنیا میں جہاں طبیعتوں کی افتاد ایکدوسرے سے مختلف انسانی خواہشیں متضاد انصاف معدوم اور راہنما مفقود ہیں کچھ ایسے اشخاص بھی ہوں جو اس عقل و دانش کے دفتر کی ہدایتوں سے اپنی کاربرآری کر سکیں اور عالم کے بے پایاں جنگل میں جہاں علم و عمل کے ہجوم کی وجہ سے ہر وقت ایک کشاکش رہتی ہے حیرانی اور سرگردانی سے نجات پائیں۔ یہی وہ مبارک خیال ہے جس نے مجھے اس امر کی طرف متوجہ کیا کہ میں بادشاہ عالم پناہ کے جاری کردہ قوانین کو تحریر میں لاکر دورونزدیک دنیا کے ہر گوشے کے بسنے والوں کے لئے ہدایت اور واقفیت کا ایک مکمل کارنامہ چھوڑ جاؤں۔

میرا ارادہ یہ ہے کہ قوانین شاہی کو معرض تحریر میں لاؤں اس لئے پہلے خود بادشاہ کی بلند پایہ شخصیت اور اس کے ارکان دولت کی اہمیت کا کچھ ذکر کرتا ہوں واضح ہو کہ خدا کے نزدیک مرتبۂ شاہی سے زیادہ بلند کوئی دوسرا مقام نہیں ہے۔ دنیا کے تمام عقلا اسی سرچشمۂ اقبال سے سیراب ہوتے ہیں۔ جو لوگ میرے اس دعوے پر دلیل طلب کرتے ہیں ان کو خاموش کرنے کے لئے صرف یہ امر کافی ہے کہ دنیا میں سرکشوں کو زیر کرنا اور بنی نوع انسان کو اطاعت کے صراط مستقیم پر چلانا صرف اسی مرتبۂ اعلیٰ کا کام ہے بلکہ لفظ بادشاہ کا مفہوم خود میرے دعوے کو قوی کرتا ہے ظاہر ہے کہ اس لفظ کا جزو اوّل یاد اقتدار پر دلالت کرتا ہے اور شاہ کے معنیٰ مالک یا آقا کے ہیں اس لئے یہ امر بدیہی ہے کہ حکمراں کو اقتدار و ملکیت کا سرچشمہ تسلیم کیا جائے اور صدق دل سے اس امر کا اعتراف کیا جائے کہ اگر شاہی جاہ و جلال کا وجود نہ ہوتا تو نہ تو دنیا کو فتنہ و فساد کے تباہ کن طوفان سے نجات حاصل ہوتی اور نہ عالم سے خودغرضی و نفس پرستی کی بیخ و بنیاد کا قلع قمع ہوتا۔ اگر انسان کے سر پر حکمراں کا سایہ نہ ہوتا تو بنی آدم غصہ و طمع کے ناگوار بوجھ سے دب کر نیستی کے عمیق غار میں گر جاتے۔ بازار دنیا کی ساری رونق جاتی رہتی اور تمام عالم بجائے ایک دلکش سبزہ زار ہونے کے ویران سرزمین نظر آتا۔

شاہانہ انصاف کی نورانی شمع بعضوں کو تو صراط اطاعت پر مسرت خیز رفتار میں

چلاتی ہے اور بعض افراد شاہی سیاست سے مرعوب ہو کر ظلم و ستم سے کنارہ کش ہوتے اور خوف کی وجہ سے اسی راستے پر چلتے ہیں۔ شاہ کا لفظ عام طور پر اُس شئے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جس نے اپنے ہمجنسوں میں کوئی خاص امتیاز پیدا کیا ہو جیسا کہ شاہ سوار و شاہ راہ کے مفہوم سے ظاہر ہے۔

شاہ نوشہ کو بھی کہتے ہیں۔ بادشاہ کی ذات عالم میں دولھا ہے اور دُنیا عروس ہے جو حکمراں کے جمال جہاں آرا کی فریفتہ ہو کر آخر میں اس کی پرستار بن جاتی ہے۔

نادان و کوتاہ بین اشخاص حقیقی و خود غرض و حریص فرمانرواؤں میں تمیز نہیں کرتے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اس فرق کی شناخت کرنا بیحد مشکل ہے اس لئے کہ خزانے کی معموری سپاہ و فوج کی درستی خدمت گزاروں کی اطاعت پذیری عقلمند مشیروں کی کثرت مختلف ہنرمندوں کی جماعت اور اسباب جاہ و حشم کی فراوانی ہر دو حکمراں کے مشترک نشانات عظمت ہیں جن کی وجہ سے دونوں فرمانروا ایک دوسرے سے ممتاز نہیں ہو سکتے لیکن صاحبان بصیرت اس فرق کو بخوبی پہچانتے ہیں مذکورۂ بالا مراتب حشمت اول الذکر کے لئے دیرپا بلکہ دائمی ہیں اور دوسرے کے لئے زوال پذیر۔

حقیقی فرمانروا خود ان نشانات عظمت کا فریفتہ نہیں ہوتا بلکہ وہ ان مراتب کو ظلم و ستم کے مٹانے اور ہر جذبۂ خیر کے پیدا کرنے کا ذریعہ و واسطہ بناتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ امن و اماں انصاف و پرہیزگاری وفاشعاری اور زیادتی اخلاص وغیرہ حقیقی رحمتوں کے برکات بنی نوع انسان پر بارش کی طرح برستے ہیں برخلاف اس کے خود پسند و مطلب آشنا حکمراں ان اسباب جاہ و جلال کا بندۂ بے درم بن جاتا ہے اور اپنی ظاہری شان و شوکت پر نازاں ہو کر تکبر و غرور خوشامد و چاپلوسی خود پرستی و خود غرضی وغیرہ روحانی امراض کا شکار بن جاتا ہے اور اس طرح خوف و خطر بے اطمینانی و بے آرامی فتنہ و فساد ظلم و ستم بیوفائی و قزاقی کے تباہ کُن دروازے رعایا کے لئے کھل جاتے ہیں۔

چراغ شاہی خدا کا ایک درخشاں نور اور آفتاب عالمتاب کی ضیا ہے جو حقیقت میں کتاب تکمیل کی ایک بیّن دلیل اور تمام خوبیوں کا ملجا و ماویٰ ہے۔ حال کی

اصطلاح میں انوارِ شاہی کو فرِّ ایزدی (الوہیت کی ضیا یا روشنی) کہتے ہیں قدیم زمانے میں اس مبارک روشنی کو کیہاں خدیو کے نام سے یاد کرتے تھے۔

مرتبۂ شاہی بلا واسطہ خدا کی طرف سے کسی برگزیدہ شخصیت کو عطا ہوتا ہے۔ اس اعلیٰ مرتبے کی نورانیت اُس بزرگ ہستی کے سراپا پر چھا جاتی ہے جس کو دیکھ کر تمام بنی نوعِ انسان اُس کے سامنے اپنا سرِ اطاعت جھکا دیتے ہیں۔

اس کے علاوہ یہ شمعِ ہدایت متعدد بہترین خصائل کا مرکز ہے جن میں سے چند مندرجِ ذیل ہیں۔

(۱) شفقتِ پدری۔ ہزارہا انسان بادشاہ کی اس مہر و محبت کے سایۂ عاطفت میں پرورش پاتے ہیں اور اختلافِ مراتب کی وجہ سے فتنہ و فساد کی شورش برپا نہیں ہوتی۔ بادشاہ اسی جذبے کے تحت اپنی دور اندیشی سے زمانے کی نبض شناسی فرماتا اور رفتارِ زمانہ کے مطابق حکمرانی کرتا ہے۔

(۲) دریا دلی۔ یہی وہ جذبہ ہے جس کی وجہ سے کسی ناگوار منظر کو بھی دیکھ کر بادشاہ کے مزاج میں تغیر نہیں واقع ہوتا اور طوفانِ بے تمیزی کے باعث فرماں روا کے عزم و استقلال اور اُس کی قوتِ فیصلہ میں فرق نہیں آتا۔ بادشاہ اپنی شاہانہ ہمت سے آگے قدم بڑھاتا ہے اور اُس کے خداداد عزم میں دو چند اضافہ ہو جاتا ہے۔ کسی مجرم کی شخصیت بادشاہ کے قلب کو مرعوب نہیں کر سکتی۔ حقیر و بزرگ کم مایہ و امیر حصولِ مقاصد کے لئے بادشاہ کے گرد جمع ہوتے ہیں اور ہر شخص کا دستِ سوال بلا انتظار کی تکلیف اُٹھائے ہوئے گوہرِ مراد حاصل کر لیتا ہے۔

(۳) روز افزوں توکل۔ بادشاہ خدا کو کارسازِ حقیقی جانتا ہے اور دنیاوی اسباب کی پراگندگی اُس کی جمعیتِ خاطر کو درہم و برہم نہیں کر سکتی۔

(۴) طاعت و عبادت۔ ارادوں کی کامیابی بادشاہ کے قلب سے خدا کی یاد کو نہیں بھلاتی اور کسی قسم کی ناکامی اُسے کارسازِ حقیقی کے آستانے سے اُٹھا کر فانی و مجازی واسطوں کے در پر نہیں لے جاتی۔ حقیقی حکمران کی نفسانی خواہشوں کی باگ ہمیشہ عقل کے ہاتھ میں رہتی ہے۔ تمناؤں کے بے پایاں جنگل میں بادشاہ دنیاوی مقاصد کا فریفتہ ہو کر کبھی بےچین نہیں ہوتا اور نہ کبھی ناشائستہ شئے کی تلاش و محبت میں

اپنا قیمتی و مبارک وقت ضائع کرتا ہے۔ بادشاہ غیظ و غضب کو جو سرمایۂ ظلم ہے اس طرح عقل کا تابع بناتا ہے کہ قہر و ستم جو حقیقی طور پر نابینا ہیں کبھی اپنا ہاتھ بلند نہیں کرتے اور بے پروائی حد اعتدال سے قدم نہیں بڑھا سکتی۔

بادشاہ تلطف و مدارا کو اپنا شعار بناتا ہے تاکہ منحرف و برگشتہ اشخاص کو بھی بغیر پردہ دری کی ذلت و رسوائی برداشت کئے راہ راست پر واپس آنے کا موقع ملتا رہے۔

حقوق کے فیصلے میں بادشاہ خود داد خواہ نظر آتا ہے اور سائل اُس کے رحیمانہ برتاؤ سے اپنے کو حاکم عدالت خیال کرتا ہے۔ بادشاہ سائلوں کو بہت زیادہ امید و بیم میں گرفتار نہیں رہنے دیتا اور مخلوق کی خوشنودی کو خالق کی رضامندی خیال کرتا ہے۔ بادشاہ مخلوق کو کبھی کسی ایسے امر پر خوش ہونے کا موقع نہیں دیتا جو عقل کے خلاف ہو اور ہمیشہ حق پسند افراد کا جویاں رہتا ہے۔ اس فرماں روا کو سخن شیریں ثمر سے گو بظاہر کتنا ہی تلخ کیوں نہ ہو غصہ نہیں آتا اور ہمیشہ گفتگو کا محل اور معروضہ کرنے والے کی شخصیت اس کی نگاہ کے سامنے حاضر رہتی ہے۔ بادشاہ اس قدر انصاف دوست ہے کہ صرف خود ظلم و ستم سے پرہیز کرنے پر قناعت نہیں کرتا بلکہ اس کی اصل تنا یہ ہوتی ہے کہ اُس کی تمام قلمرو میں بیداد کا نام بھی نہ سنائی دے۔

بادشاہ ہر وقت رفتار زمانہ کی دیکھ بھال رکھتا ہے اس کے جسم کو کسی تباہ کن آزار کا شکار نہیں ہونے دیتا اور ہر بیماری کا بہترین علاج کرتا رہتا ہے جس طرح حیوانی مزاج عناصر کے صحیح ارتباط سے حد اعتدال پر رہتا ہے اسی طرح زمانۂ سیاست کی طبیعت بنی نوع انسان کے مراتب کی صحیح تقسیم سے معتدل رہتی ہے اور اس طرح انسانوں کے مختلف گروہ یکدلی و یکجہتی کے پرتو سے جسم واحد کے حکم میں داخل ہو جاتے ہیں۔ انسانی گروہ چار قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(۱) جری و بہادر افراد۔ ان کا مرتبہ جسم عالم میں عنصر آتش کے موافق ہے اس گروہ کی قہر آمیز عقل کے شعلے سے شورہ پشت اشخاص کا تمام سامان فتنہ پردازی خاک سیاہ ہوتا ہے اور دُنیا کی پُر آشوب فضا میں سکون و آسائش کے چراغ روشن ہو جاتے ہیں۔

(۲) پیشہ ور و سوداگر۔ ان کا مرتبہ ہوا کا ہے۔ اس گروہ کی کار پردازی اور سیر و سیاحت سے خدا کی نعمتیں ہر شخص کے لئے عام ہو جاتی ہیں اور نسیم مراد کے

جھونکوں سے شجرِ حیات تازہ وشاداب ہوتا ہے۔

(۳) اہلِ قلم۔ جس میں حکیم، طبیب، محاسب، مہندس، اہلِ نجوم وغیرہ داخل ہیں۔ یہ گروہ پانی کا حکم رکھتا ہے جس کے قلم و عقل کی روانی سے خشک سالِ دنیا میں ایک دریا بہتا ہے جو گلشنِ عالم کو سیراب کر کے اُس کے ہر گوشے میں ایک خاص شادابی وسرسبزی پیدا کرتا ہے۔

(۴) کسان و مزدور۔ اس گروہ کو خاک سے تشبیہ دے سکتے ہیں۔ ان کی محنت ومشقت سے سرمایۂ زندگی کی تکمیل ہوتی ہے اور ان کی کارپردازی قوت وشادمانی پیدا کرتی ہے۔

ان وجوہات کی بنا پر بادشاہ کے لئے ضروری ہے کہ ان میں سے ہر گروہ کو اس کے مناسب مرتبہ عطا فرماکر دنیا کو آباد و معمور کرے اور شخصی قابلیت کو دوسروں کی قدر افزائی کے ساتھ اس طرح ہمعنان رکھے کہ زمانے کی شورش وفساد بالکل نیست ونابود ہو جائیں اور مزاجِ عالم ہمیشہ اعتدال پر قائم وبرقرار رہے۔

جس طرح کہ سیاسی شخصیت مذکورۂ بالا چار مراتبِ انسانی کے ارتباط سے معتدل رہتی ہے اسی طرح شہنشاہیت بھی چار خدامِ دولت کی محتاج ہے جو اُس کے ظاہری وباطنی نظام کو حدِ اعتدال سے منحرف نہیں ہونے دیتے۔

(۱) اعیانِ مملکت۔ یہ گروہ ہر وقت اپنی حقیقت شناسی کے باوجود کاروبارِ سلطنت کو بہترین طریقے پر انجام دیتا ہے اور میدانِ جنگ میں اپنی عقیدتمندی کا کامل طور پر اظہار کر کے جان نثاری میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرتا۔

خوش نصیب اہلِ دربار عنصرِ آتش کے مماثل ہے جو خود قلوب کو نورِ اطاعت سے روشن اور دشمن کو نارِ غضب سے خاک سیاہ کرتا ہے۔ اس گروہ کا صدر وکیلِ سلطنت ہے جو اپنی خداداد عقل کے وسیلے سے اخلاص کے چاروں مدارج (ترکِ جان۔ ترکِ مال۔ ترکِ ناموس۔ ترکِ دین) طے کر کے ملکی ومالی ہر معاملے میں بادشاہ کا نائب ہوتا ہے۔ مجلسِ مشورت کو اسی شخص کے دم سے رونق حاصل ہوتی ہے اور سلطنت کے اہم معاملات اس کی تدبیر سے خوبی کے ساتھ طے ہوتے ہیں۔ ترقی وتنزل تقرر وبطرفی وغیرہ اسی کی صائب رائے کے مطابق عمل میں آتے ہیں۔

اس شخص کو تجربہ کار و صائب الرّائے ہونا چاہیئے اور اس کا حوصلہ بلند اُس کی ہمت عالی طبیعت نیک اور دل غنی ہونا ضروری ہے وکیل کو صلح پسند و کشادہ پیشانی ہونا چاہیئے اس کے اخلاق اس قدر وسیع ہوں کہ عزیز و بیگانہ اس کی نگاہوں میں برابر ہوں اور دوست و دشمن سب کے ساتھ یکساں سلوک کرے۔

اہم معاملات کو خوبی سے حل کرے صداقت پسندی اس کا شعار ہو عام اشخاص کو آداب سلطنت کی تعلیم کرے اور خود دیگر افراد کی نگاہوں میں صاحب وقعت ہو ضرورت کے وقت مشورہ طلب کرے اور صحیح مشورے پر عمل کرنا ضروری خیال کرے امانت دار احتیاط پسند دور اندیش ہو آداب شاہی سے واقف اور امور سلطنت کا بہترین شناسا ہو کار امروز بہ فردا مگذار پر عمل کرے اور اپنے فرائض کے تنوع سے پریشان خاطر نہ ہو عام اشخاص کی تمناؤں کو پورا کرنا اپنا فریضہ سمجھے اور اپنے تمام احکام و اعمال کی بنیاد محکوم طبقے کی رتبہ شناسی پر رکھے ہر دل عزیزی کو بہت بڑی نعمت سمجھے اور کم مرتبہ اشخاص سے بھی عزت و اخلاق سے پیش آئے اس امر کا لحاظ رکھے کہ گفتگو میں یاوہ گوئی اور افعال میں کجروی نہ ہو۔

اگرچہ خزانے کے دفاتر براہ راست اُس کے ماتحت نہیں ہوتے لیکن اُن محکموں کے حکام اجرائی حکم کے اسناد اسی افسر اعلیٰ سے حاصل کرتے ہیں اس شخص کو چاہیئے کہ تمام احکام کا ایک خلاصہ دیانت و فراست کے ساتھ اپنے پاس رکھے میر مال، مہردار، میر بخشی، بار بیگی، تور بیگی، میر توزک، میر بحر، میر بر، میر منزل، خوان سالار، قوش بیگی، آختہ بیگی، اس گروہ میں داخل ہیں ان میں سے ہر شخص کو دیگر افراد کے فرائض سے واقف ہونا ضروری ہے۔

(۲) ارکین سلطنت۔ محاصل ملک کے جمع کرنے والے اور نیز وہ اشخاص جو مداخل و مخارج سلطنت کے کار پرداز ہیں فرمانروائی کے قیام حقیقت میں ہوا کا حکم رکھتے ہیں۔ یہ گروہ نسیم دلنواز بھی ہے اور سموم جانگداز بھی ان کا افسر اعلیٰ وزیر سلطنت ہے جس کو دیوان بھی کہتے ہیں یہ امیر بادشاہ کا نائب اور محکمۂ مال کا حاکم اعلیٰ ہے۔ خزانوں کی حفاظت کرنا اور تمام حسابات کی تنقید اور ان کی جانچ پڑتال کرنا اسی افسر اعلیٰ کا کام ہے۔

وزیر نقد محاصل کا خزانہ دار اور ویران کدۂ دنیا کا آباد کنندہ ہے اس افسر کو

دین الٰہی کا پیرو، علم حساب کا ماہر، سیر چشم، بیدار مغز، رحم دل، پرہیزگار، کارکن، خوش تحریر، انشاپرداز، راست گو، دیانت دار، شگفتہ رو و جفاکش ہونا چاہیئے۔

یہ افسر دراصل صاحب دفتر ہے جو اپنی دور اندیشی سے مستوفی کی ہر مشکل کو حل کرتا ہے جو اہم معاملہ کہ وزیر سے بھی حل نہیں ہوتا اس کو وکیل سلطنت طے کرتا ہے مستوفی (صدر محاسب) صاحب توجیہ (محاسب فوج) اور اوارجہ نویس (محاسب بارگاہ) ناظر بیوتات (محافظ بارگاہ) دیوان بیوتات (مہتمم کارخانہ جات شاہی) دیوان بیوتات (محاسب کارخانہ جات شاہی) مشرف گنجور (صیغہ دار خزانہ) واقعہ نویس اور عامل دیوان کے ماتحت اور اُس کی ہدایت و احکام کے پابند ہیں۔

اکثر فرماں روا وزارت کو وکالت کا ایک جزو سمجھتے ہیں اور اس امر کے متمنی رہتے ہیں کہ مُلک میں کوئی ایسا جامع شخص مل جائے جو ان ہر دو ایوان سلطنت کا کام انجام دے۔

اکثر اوقات وکیل سلطنت تمام صفات سے موصوف دستیاب نہیں ہوتا ایسی صورت میں کسی ایک شخص کو جس میں فی الجملہ صفات وکالت پائے جاتے ہوں مشرف دیوان مقرر کر لیتے ہیں یہ شخص اپنے عہدے کے لحاظ سے وکیل سے کم اور وزیر سے عالی مرتبہ ہوتا ہے۔

(۳) حاضرین بارگاہ۔ یہ گروہ اپنی فہم و فراست کی روشنی اور معاملہ فہمی کی منور شعاع اپنی زمانہ شناسی اور قوت مزاج دانی اپنی کشادہ پیشانی و شیریں زبانی سے بارگاہ سلطنت کا وہ گراں بہا جواہر ہے جو اپنے حسن عقیدت و خیر اندیشی سے بازار دنیا میں نیکیوں اور خوبیوں کے ہزاروں انبار لگا دیتا ہے۔

یہ فرقہ اپنی روشن رائے اور صحیح عقل و دانش سے حرص و طمع کو پابہ زنجیر کرتا اور جنگ گاہ عالم میں اپنی حکمت و دانائی کے ابر بارندہ سے غیظ و غضب کی آگ کو بجھا دیتا ہے۔ سیاستِ مُلک کے جسم میں یہ گروہ پانی کا حکم رکھتا ہے اگر اس کا مزاج صاف رہا اور ان کی طبیعت میں کسی قسم کی آمیزش نہ ہوئی تو یہ گروہ دُنیا سے کدورت و مصائب کے گرد و غبار کو دور کر کے بزم عالم کے ہر گوشے کو تر و تازہ کرتا ہے اور اگر اُن کے طبائع حد اعتدال سے گزر گئے تو تمام دُنیا سیلاب حوادث کے تلاطم خیز طوفان میں غرق آب ہو جاتی ہے۔

اس فرقے کا سرگروہ حکیم ہے یہ شخص اپنی فہم و فراست اور اپنے حکمت آموز افعال سے برگشتہ و جاہل افراد کے اخلاق کو درست کرکے دُنیا کی اصلاح کرتا ہے۔ صدر، میر عدل، قاضی، طبیب، منجم، رمّال اور شاعر وغیرہ اس گروہ میں داخل ہیں۔

(۴) **اصحاب خدمت** - یہ گروہ بادشاہ کے حضور میں اپنی خدمات کو انجام دیتا ہے جسم سلطنت میں یہ فرقہ خاک سے مشابہ ہے۔ اس گروہ کے ارکین شاہراہ بندگی کے افتادہ غلام اور علمراں کی منزل تقرب کے جاروب کش ہیں جہاں ہر وقت شاہی رعب و داب سے ان کے دل کانپتے رہتے ہیں۔ اگر یہ ارکین کثافت و زنگ سے پاک ہیں تو ان کا وجود اکسیر ہے ورنہ چہرۂ مقصود کا وہ بدنما داغ ہیں جس پر نظر ڈالنا بھی وبال جان ہے۔

خواص۔ قورچی۔ شربت دار۔ آبدار۔ توشکچی اور کرکیراق وغیرہ اسی طبقے میں داخل ہیں۔

اگر فرماں روا کے گرد ایسے خدام کا مجمع ہو جن کو خدا نے طالع مسعود و صفات حسنہ عطا کئے ہوں تو ان مختلف اشخاص کی اجتماعی حالت ایک ایسا گلدستۂ خوش نصیبی ہے جس کی خوشبو سے ساری دُنیا مہک اُٹھتی ہے۔

اقبالمند فرماں روا جس طرح اوّل چار گروہ کی پرورش و تربیت سے دُنیا میں اعلیٰ انتظام کرتا ہے اس طرح سلطنت و فرمانروائی میں بھی موخر الذکر چار طبقوں کے وجود و ان کی نگہداشت سے بہترین آرائش و زینت کا اضافہ کرتا رہتا ہے۔

قدیم عقلا نے مندرجہ ذیل چار رکن سلطنت قرار دئے ہیں۔

(۱) دیانتدار عامل جس کا فریضہ یہ ہے کہ کاشتکاروں کی حفاظت اور رعایا کی پاسبانی کے علاوہ مُلک کو آباد و مرفہ الحال اور خزانے کو معمور کرے۔

(۲) فوج کا بیدار دل سپہ سالار۔ اس افسر پر لازم ہے کہ فرائض منصبی کو خوبی کے ساتھ انجام دے اور ماتحتوں کو اپنا ممنون احسان بنانے کا خواہشمند نہ ہو۔

(۳) میر داد۔ یہ رکن سلطنت حرص و خود غرضی سے پاک ہو کر بیدار مغزی کو اپنا شعار اور راستی کو اپنا اجلاس بنائے اس افسر کو چاہیئے کہ سوالات جرح کرکے مقدمات کی تہ کو پہنچے اور صرف شہادت و حلف پر کاربند نہ ہو۔

(۴) جاسوس (واقعہ نویس) جو واقعاتِ عالم کو بے کم و کاست درج کرے اور صداقت کا دامن مضبوط پکڑ کر دوربینی کو کسی وقت بھی ہاتھ سے نہ جانے دے۔

انصاف دوست فرماں روا کے لئے یہ امر ناگزیر ہے کہ عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لے کر پنج اقسام کے افرادِ عالم سے صحیح معرفت حاصل کرے اور اسی علم کے مطابق عقل و فراست کے ساتھ حکمرانی کا ڈنکا بجائے۔

بہترین انسان وہ مرد دانا ہے جو ضروریاتِ زمانہ کو عقل و دانش کے ساتھ فراہم کرنے کا انتظام فرمائے۔ اُس کی نیکیوں کا سرچشمہ ایسا تنگ و محدود نہ ہو جس سے صرف اسی کا کوچہ شاداب ہو بلکہ اس چشمے کی نہریں ایسی عام و فیض رساں ہوں کہ ساری دُنیا کی کشتِ امید اُن سے سرسبز ہو یہی شخص فرماں روا کو اہم معاملاتِ سلطنت میں مشورہ دینے کے لئے بہترین مشیر ہو سکتا ہے۔

اس کے بعد دوسرا مرتبہ اُس نیک خیال شخص کا ہے جس کے محاسن کا دریا صرف اسی کے متعلقات تک محدود رہے اور دیگر بنی نوع انسان اس کے چشمۂ فیض سے مستفید نہ ہو سکیں اگرچہ یہ شخص بھی توقیر و محبت کے لائق ہے لیکن اوّلیں انسان سے بمراتب کم ہے جس پر اس درجہ اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔

تیسرا مرتبہ اُس سادہ لوح انسان کا ہے جس کے افعال میں نہ احسان و نیکی کی جھلک ہو اور نہ اُس کا دامن بے مہری و بدکرداری کے غبار سے آلودہ ہو اگرچہ ایسا شخص کسی عزت و محبت کا سزاوار نہیں ہے لیکن اس امر کا مستحق ضرور ہے کہ اس کو اتنا موقع دیا جائے کہ خود اپنی زندگی آرام و آسائش سے بسر کرے۔

چوتھا مرتبہ اس خوابیدہ بخت انسان کا ہے جو خود تو اپنی برائیوں کا پورا شکار ہو لیکن دیگر اشخاص اس کی سیہ کاری کے نقصانات سے محفوظ ہوں۔ فرمانروائے مُلک ایسے شخص کو ہمیشہ ناکامی کی حرارت سے تشنہ لب رکھتا ہے اور اپنی عمدہ ترین نصیحتوں اور شدید ترین سزا و ملامت سے اس برگشتہ انسان کو نیکوکاری کے صراطِ مستقیم پر لے آتا ہے۔

سب سے کم مرتبہ و بدترین خلائق وہ انسان ہے جس کی سیہ کاری سے دیگر افرادِ عالم کے قلوب بھی تاریک اور اس کی بدکرداری سے تمام دُنیا رنج و الم میں گرفتار ہو۔

اگر اس مریض کو خوابیدہ بخت انسان کا معالجہ راست نہیں آتا تو فرمانروا جو طبیب روحانی ہے اس کو مبروص سمجھ کر دیگر افراد کے میل جول سے باز رکھتا ہے۔ اگر اس ضرب سے بھی یہ سیہ بخت خواب غفلت سے بیدار نہ ہوا تو پھر شکنجۂ غضب سے اُس کا علاج کر کے دُنیا کے کسی کام کی اُس کو اجازت و موقع نہیں دیا جاتا۔ اگر یہ دوا بھی اُس کے مزاج کے موافق نہ ہوئی تو آباد دُنیا سے اُس کو علحدہ کر کے گوشۂ ناکامی میں قید کر دیتے ہیں لیکن اگر یہ علاج بھی اس سیہ بخت کو سودمند نہ ہوا تو اس کی آنکھوں کو بے نور دست و پا کو بیکار اور اُس کے مجرم اعضاء و جوارح کو مجروح کرتے ہیں لیکن اُس کے رشتۂ حیات کو منقطع نہیں کرتے۔ روشن ضمیر عقلا انسانی پیکر کو نمونۂ صنعت الٰہی سمجھ کر اس کو تباہ و خراب کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔

انصاف پرور سلاطین کے لئے یہ امر بیحد ضروری ہے کہ وہ اپنی غائر نگاہ روشن عقل و فراست سے پیشتر انسانی اعمال و مراتب سے آگاہی حاصل کریں اور اس کے بعد کارفرمائی کے احکام و قوانین جاری کریں۔

یہی وجہ ہے کہ قدیم عقلا نے لکھا ہے کہ وہ سلاطین جن کے ہاتھ میں عنان عقل ہوتی ہے ہر کم مایہ کو خدمت پر مامور نہیں کرتے اور نیز یہ کہ ہر خادم کو روزانہ شرف دیدار کا مستحق نہیں سمجھتے اور ہر ایسے بہرہ اندوز کو بساط تقرب پر بیٹھنے کی اجازت نہیں دیتے اور ہر حاشیہ نشین شاہی کلمہ و کلام و نیز مخاطبت کی عزت نہیں پاتا۔ ہر مخاطب بارگاہِ شاہی میں باریاب ہونے کی سعادت حاصل نہیں کرتا اور ہر خوش نصیب جو اس نعمت سے بہرہ اندوز ہوتا ہے وہ رازدانی کے گراں پایہ مرتبے پر فائز نہیں ہوتا اور ہر راز دار سلطنت مشیران دولت کے اہم بلند ترین گروہ میں شامل نہیں ہو سکتا۔

خدا کا شکر ہے کہ ہمارے عصر کا فرماں روان تمام بہترین عادت و خصائل کا ایسا کامل مجموعہ ہے کہ اگر ہم اس کو صدر نشین ایوان سلطنت کہیں تو ہرگز بیجا نہ ہوگا ہمارے فرمانروا نے اپنے نور عقل سے انسان کے مختلف مراتب کا اندازہ فرما کر بلا کسی کوشش و واسطہ کے ہر چہار جانب عملی چراغ روشن فرمائے ہیں زبان و قلم میں یہ قدرت کہاں جو ہم اپنے مالک کے روحانی مدارج و نیز آفاقے نامدار کے

قدسی صفات اعمال وکردار کی تفصیل تقریر یا تحریر کے ذریعے سے بخوبی بیان کرسکیں اور اگر بفرض محال مشتے نمونہ از خروارے چند امور کی نشاندہی کریں بھی تو قوت سامعہ میں اُس کے سننے کی اور دماغ میں اُن کے سمجھنے کی تاب وطاقت کہاں سے پیدا کریں اس لئے بہتر ہے کہ اپنے عجز کا اظہار کر کے اس اہم فریضے کی ادائی سے اپنے کو معذور سمجھیں اور جہاں پناہ کے ان آئین وقوانین کا ذکر کریں جو قبلۂ عالم نے عالم ظاہر یعنی دُنیائے فانی کی بہبود ورفاہ کے لئے جاری فرمائے ہیں۔

چونکہ کارخانۂ فرمانروائی میں تین قسم کے احکام ناگزیر ہیں یعنی منزل آبادی سپاہ آبادی۔ مُلک آبادی۔ انھیں ہرسہ رفاہ پر توجہ فرمانا اولوالعزم سلاطین کا کام ہے۔ ابوالفضل مبارک پہلے آئین منزل آبادی کو اور بعد اس کے آئین سپاہ آبادی اور سب کے آخر میں قوانینِ مُلک آبادی کو اس کتاب میں تفصیل کے ساتھ درج کر کے عملی دُنیا کے طلبگاروں کے لئے بہترین تحفہ یادگار چھوڑتا ہے جو بظاہر مشکل لیکن حقیقتاً آسان یا یہ کہ بظاہر آسان مگر اُصولاً دشوار ہے۔ تجربہ کار وتیز فہم حضرات جو عقل سلیم کے باوجود قدیم تاریخ سے بھی واقفیت رکھتے ہیں اس شبہے میں گرفتار ہوسکتے ہیں کہ سلاطین وفرمانروایانِ گزشتہ نے بغیر ان فراست انگیز قواعد وقانون کی واقفیت کے کیوں کر عالم میں اپنی حکومت کا ڈنکا بجایا اور بغیر اس دریائے فراست کی آبیاری کے کیونکر ان کی سلطنتوں کا گوشہ گوشہ سرسبز وشاداب ہوا۔

اسی خیال وشبہ کو رفع کرنے کے لئے میں نے اس کتاب میں تین عنوان قائم کر کے ہر عنوان کے تحت آئین وقوانین مندرج کر دئے ہیں اور ان بیشمار نعمتوں کا جو مجھ کو عطا فرمائی گئی ہیں اس طرح قلیل شکریہ ادا کر دیا ہے۔

ہدایاتِ مصنّف

چونکہ میں نے اس دفتر میں بعض مقامات پر ہندی الفاظ استعمال کیے ہیں

اس لئے حروف کے تعین و اعراب کی صحت میں بیحد کوشش کی ہے۔ میرا مقصد صرف یہ ہے کہ واقفیت طلب ناظرین کو کسی طرح کی مشکل پیش نہ آئے اور تحریف کی وجہ سے کوئی خرابی ایسی نہ پیدا ہو جو غلطی و مغالطہ کا باعث ہو۔ الف و لام یا ان کے مثل دیگر حروف اپنے اسمار کی وجہ سے قطعاً واضح و صاف ہیں۔ بعض حروف کو میں نے نقطوں سے معین کر دیا ہے اور جو حروف کہ ان منقوطہ حروف سے مشابہ ہیں وہ غیر منقوطہ ہونے کی وجہ سے بخوبی سمجھ میں آجاتے ہیں۔

جو حروف کہ فارسی نژاد ہیں اُن کو بالکل متمائز کر دیا ہے۔ جیسے بائے پدید وجیم چمن وکاف نگار وزائے مژدہ وغیرہ اور کبھی ان حروف کو تین نقطے والے حروف کہہ کر واضح و صاف کیا ہے۔

جو حروف کہ زبان فارسی میں بھی مستعمل نہیں ہیں اُن کو ہندی لکھ کر شک کو دور کر دیا ہے۔

یائے روی و تائے دست کو تحتانی و فوقانی لکھ کر متمائز کر دیا ہے۔

بائے ادب کو بلا کسی قید کے بے کے نام سے یاد کیا ہے۔

حروف واؤ۔ نون۔ یائے و ہائے کی اگر پوری اور صحیح آواز نکلتی ہے تو ان کو بلا کسی قید کے اسی طرح تحریر کیا ہے لیکن نون غنّہ کو جیسے نون جان نون خفی یا نون پنہاں لکھ کر املا کو واضح کر دیا ہے۔

بعض حروف ایسے ہیں جو لکھے جاتے ہیں مگر پڑھے نہیں جاتے جیسے ہائے فرخند۔ ان حروف کو میں نے مکتوب لکھ کر شک کو دور کر دیا ہے۔

اعراب میں زیر و پیش جہاں کہیں کہ صاف و اصل آواز نہیں دیتے وہاں اُن کو مجہول لکھ کر تلفظ کو واضح کر دیا ہے اور چونکہ الف سے ماقبل زبر کا ہونا ضروری ہے اور مختفی ہمیشہ ساکن ہوتا ہے اس لئے اس کے اعراب کو کسی قید کے ساتھ مقید نہیں کیا۔

بِاسمِ الٰہٖ سبحانہٗ

دفترِ اوّل

آئین (۱)

منزل آبادی

بلند ہمت و عالی فطرت وہ شخص ہے جو بلا غیر کی مدد کے دُنیا کے ہر ذرّے کو قدرتِ الٰہی کی نیرنگی کا جلوہ گاہ جانے اور اپنے ظاہری و باطنی عادات و اطوار کو اسی حقیقت شناس رفتار کے سانچے میں ڈھالے اور اس کے بعد شفا سائی پیدا کر کے اپنے اور پرائے سبھوں کی قدر و عزت افزائی کرے۔ جو شخص اس بلند مرتبے پر نہ پہنچے اُسے چاہیئے کہ دُنیا کے مشاغل میں مصروف نہ ہو بلکہ نرمی و ملائمت کو اپنا دستور العمل بنائے۔ اگر یہ بلند و حقیقت شناس آدمی خلوت کے گوشۂ تنہائی میں جا بیٹھتا ہے تو پسندیدہ و قابلِ عزت عادتیں اختیار کرتا ہے اور اگر دُنیا کے سامنے آکر اپنے اَبنائے جنس کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے تو جان و دل سے اپنے کام کو حسنِ انتظام کے ساتھ پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے اور ہر تکلیف و فکر سے آزاد ہو کر اپنی زندگی کے دن بسر کرتا ہے۔ روحانی و جسمانی، دینی و دُنیاوی کسی قسم کی بھی بزرگی ایسے شخص کو حقیر سے حقیر کام کے انجام دینے سے بھی باز نہیں رکھتی بلکہ ہر کام کو سرانجام دینا اس کے نزدیک خدا کی عبادت و بندگی ہے جسے وہ خلوص کے ساتھ ادا کرتا ہے۔

اگر ایسا شخص ہر کام کو اپنے ہاتھوں سے خود تنہا انجام نہیں دے سکتا تو اسے چاہیئے کہ اپنی انجام بین نگاہ و احتیاط پسند تجربے سے وہ ایک ماتحت جو فہم و فراست

آزادئ خیال۔ محنت ومشقت ونیز قلوب کے حالات کی شناخت کرنے میں کامل ہوں منتخب کرے اور امور سلطنت اُن کے سپرد کر کے خود کامل نگہداشت کرے۔

جو بادشاہ کہ صرف بڑے بڑے کاموں کو انجام دیتا ہے عقلمند لوگ اُسے اصلی معنوں میں فرمانروا نہیں کہتے۔ اگرچہ بعض ایسے حکمران کو جو صرف اعلیٰ امور پر توجہ کرے اور ادنیٰ افعال کو نظر انداز کرے بُرا نہیں سمجھتے اس لئے کہ طامع وخوشامدکُن افراد جو حیلہ سازی سے اپنے کو نیک طینت اشخاص کے گروہ میں داخل کرنے کی کوشش کیا کرتے ہیں اکثر اوقات ایسے حکمرانوں سے بنی نوع انسان کے مختلف طبقات کے مراتب کی کمی وبیشی کی گفتگو کر کے ان فرمانرواؤں کو جو فقط ظاہری عظمت کے دلدادہ ہیں ہمیشہ کے لئے خواب غفلت میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ ایسے مکّار خوشامدیوں کا اس حیلہ سازی سے صرف یہی مقصد ہوتا ہے کہ اپنے لین دین کی دُکان کو بارونق بنائیں اور اس طرح اپنے اغراض اور اپنے مطالب کو پورا کر کے اپنا گھر آباد کریں۔ برخلاف اس کے بلند طالع فرمانروا چھوٹے اور بڑے کاموں میں کوئی فرق نہیں سمجھتے بلکہ خدا کی مدد اور اس کی توفیق ونیز اپنی عالی ہمتی سے دین ودُنیا دونوں جہاں کا بوجھ اپنے کاندھے پر رکھ کر بفکری اور آرام وآسائش کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں جیسا کہ ہمارے زمانے کے بادشاہ عالیجاہ کا حال ہے۔

قبلۂ عالم نے اپنی فہم وفراست سے ہر محکمے کے کامیاب عملدرآمد سے ذاتی واقفیت حاصل کی ہے اور یہی چیز ہے جسے اگرچہ قدیم حکمرانوں نے ہیچ وکمتر سمجھا ہے لیکن دراصل یہی عمل بہترین سلطنت کے سنگ بنیاد رکھنے کا پہلا قدم ہے۔

جہاں پناہ نے ہر سررشتے کے خاص آئین بنائے ہیں اور اس کام کے سرانجام دینے میں خدا کی رضامندی حاصل کرنے کی کوشش فرماتے ہیں۔

اس وسیع وتعجب انگیز عملدرآمد کی کامیابی دو امور پر منحصر ہے۔ اوّل یہ کہ انجام بینی اور فہم وفراست سے آئین وقوانین کو وضع کرنا دوسرے ان قوانین کا عملدرآمد راستباز وجفاکش افراد کے سپرد کرنا اور یہ دیکھنا کہ وہ قوانین اپنی جگہ پر پوری طرح برتے جاتے ہیں۔

اگرچہ بیشمار ملازمین کی تنخواہ فوجی مد سے ادا کی جاتی ہے لیکن باوجود اس کے خانگی اخراجات میں ۳۹ سنہ الٰہی میں (۳۰۹۱۸۶۷۹۷) تیس کرور اکانوے لاکھ چھیاسی ہزار سات سو ستانوے دام صرف ہوئے (چالیس دام کا ایک روپیہ ہوتا ہے اس حساب سے مذکورۂ بالا دام کے ۷۷۲۹۶۶۹ روپے چودہ آنے ہوئے) سلطنت کی آمدنی کے ساتھ اخراجات بھی روز بروز بڑھتے جاتے ہیں۔

ممالک محروسہ میں سو سے زیادہ محکمے اور کارخانے ہیں ہر محکمہ اور کارخانہ بمنزلہ ایک شہر بلکہ ایک ملک کے ہے لیکن بادشاہ کی ہمہ گیر نگرانی سے ہر محکمے کا انتظام خوبی کے ساتھ انجام پاتا ہے ہر سررشتے کی ترقی جس قدر ہر شاخ میں روز افزوں ترقی ہوتی جاتی ہے جس درجہ قبلۂ عالم مزید توجہ اور حضرت کے حسن انتظام سے نشو ونما پاتی رہتی ہے اُسی قدر حضرت کی نگرانی و توجہ میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔

چند قوانین آئندہ نسل کی ہدایت کے واسطے لکھے جاتے ہیں اور اس طرح فہم وفراست و قوت عمل کی شمع روشن کی جاتی ہے جو آئین کہ عام طور پر ہر سہ آبادیوں میں نافذ ہیں انھیں میں نے آئین منزل آبادی میں درج کر دیا ہے۔

آئین (۲)

خزانہ داری

ہر عاقبت اندیش و صاحب فہم و فراست جانتا ہے کہ خدا کی بہترین عبادت اور اُس کی اعلیٰ ترین اطاعت یہ ہے کہ زمانے کی مصیبتیں دور کی جائیں اور اہل زمانہ کی پریشانی رفع کر کے اُن کی حالت درست کی جائے۔ ہر شخص کو معلوم ہے کہ یہ اُسی وقت ممکن ہے جب کہ زمین کی کاشت میں ترقی، گھر کی آبادی میں زیادتی، ارکین سلطنت کے دل و دماغ میں مستعدی اور سپاہ کے اعمال میں راستی پیدا ہو۔

مذکورۂ بالا امور کے علاوہ خود فرمانروا کو خاص توجّہ کرنے اور اپنی رعایا کی خبرگیری کرنے اور ملک کی آمدنی اور اخراجات پر نگرانی رکھنے کی بھی سخت ضرورت ہے۔ شہری اور قصباتیوں کا اپنی ضرورتوں کو خواہش کے مطابق پورا کرنا اور شائستگی کی برکتوں سے فائدہ اُٹھانا اُسی وقت ممکن ہے جب کہ ان امور کی کافی نگہداشت کی جائے۔

انصاف پرور فرمانرواؤں کے لئے ہر دو قسم کی رعایا کا خیال رکھنا بیحد ضروری ہے۔ اگر کم فہم معترض یہ کہے کہ دولت کو جمع کرنا اور ضروریات زندگی سے زیادہ ساز و سامان کے لئے ہاتھ پھیلانا ان حضرات کے نزدیک قابل نفرت ہے جنھوں نے قناعت کے گوشۂ عافیت کو طلب سوال پر ترجیح دی ہے، حالانکہ جو لوگ شہر میں رہتے ہیں اُن کی حالت بالکل اس کے خلاف ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا معترض در اصل ظاہر پرست اور کوتاہ بیں ہے ورنہ اصل یہ ہے کہ ہر دو قسم کے انسان اپنے فکر کے موافق اپنی ضروریات زندگی کے فراہم کرنے میں کوشاں ہیں۔ تہی دست سیر دل اشخاص

خوراک کی کافی مقدار وضروری لباس اس قدر ضرور حاصل کر لیتے ہیں جس سے اُن کے اعضا میں اتنی قوّت وطاقت باقی رہے کہ وہ اپنی ضروریات زندگی کو حاصل کر سکیں اور اُنھیں سردی وگرمی ہر دو موسم کے ناگوار اثر سے پناہ ملے۔

برخلاف اس کے دوسرے طبقے کو اس قدر دولت چاہیئے کہ وہ اپنے خزانے کو معمور اور جاہ وحشم کو اپنی بارگاہ پر جمع کریں اور نیز یہ کہ اسی طرح کے دیگر اسباب بھی پیدا کریں جن سے اُن کی قوّت وطاقت میں روز افزوں ترقی ہو۔

اسی ارادے کی بنا پر جب جہاں پناہ نے کارفرمائی کے چہرے سے نقاب اُٹھا کر مہمات سلطنت پر توجّہ فرمائی تو اعتماد خاں خواجہ سرا کو خطاب جو اُس کے مناسب حال تھا عطا کر کے اپنا رازدار بنایا۔ اعتماد خاں کی کارکردگی اور اُس کے تجربے سے بادشاہ کے دلی خیالات نے عملی جامہ پہنا۔ ان خیالات کے رونما ہونے میں روز افزوں ترقی ہوئی۔ یہاں تک کہ اُن سے قلبی تمنّاؤں کا اظہار روز روشن ہو کر چمکا (یعنی بہترین آئین وقوانین کی صورت میں ظاہر ہوا)۔

ممالک محروسہ کے ہر حصّے کی آمدنی کی جانچ پڑتال شروع ہوئی اور راستی پیشہ وتجربہ کار کام کرنے والے عمّال سلطنت کی فہم وفراست سے یہ کام بخوبی انجام پایا۔ اس ہمہ دان دور اندیشی سے جو یگانہ وبیگانہ میں تمیز کر سکے خالصہ اور جاگیر کی زمین جدا کی گئی۔

کارفرما و دیانتدار اشخاص مقرر کیے گئے اور ایک ایک کرور دام کی آمدنی کے حصّے ہر ایک کے سپرد کیے گئے۔ بیسرحشتم بیکچی اُن کے ہمراہ کام کرنے کے لئے مقرر کیے گئے اور ایک ایک خزانچی ہر محکمے کو عطا ہوا۔

بادشاہ نے اپنی مہربانی سے کاشتکاروں کی نگہداشت وپرورش کو مدّنظر رکھ کر یہ حکم دیا کہ عمّال شاہی مالگزاری جمع کرنے میں کسانوں پر اس امر کا زور نہ دیں کہ وہ سرکاری رقم کو خالص وکامل وزنی سکّوں میں ادا کریں بلکہ جس قسم کا روپیہ بھی کاشتکار ادا کریں محاصل کے جمع کرنے والے اس کو لے کر اپنی رسید اُنھیں دے دیا کریں۔

اس مفید وبہترین قاعدے سے عمّال محاصل کے قلوب سے شکوک کا غبار دور ہوا اور رعایا نے طرح طرح کی سختیوں سے نجات پائی آمدنی میں زیادتی ہوئی اور سلطنت میں مرفہ الحالی پیدا ہوئی۔ محاصل کا سرچشمہ صاف ہوا اور ایک کارکُن اور

ایماندار شخص صدر خزانے کا اعلیٰ افسر منتخب کیا گیا اور ایک داروغہ اور ایک اہلکار اس افسر خزانہ کی مدد کے لئے مقرر کئے گئے۔ احتیاط و دوراندیشی کا دور دورہ ہوا اور اس محکمے کے لئے ایک اصل اصول قانون ہمیشہ کے لئے جاری ہوگیا۔

یہ حکم ہوا کہ جب صوبے کے خزانچی کے پاس دو لاکھ دام جمع ہو جائیں تو اُسے چاہیئے کہ یہ رقم مع عرایضہ ارسال بارگاہ شاہی کے صدر خزانچی کے پاس بھیج دے اور اُس کے ساتھ رقم کی نوعیت کی ایک تحریر بھی روانہ کرے پیشکش کی رقومات کے لئے ایک علیحدہ خزانچی مقرر کیا گیا۔ لاوارث کے مال کے لئے ایک تحویلدار اور نذر کی رقم کے لئے ایک تجربہ کار خزانچی جدا مقرر کیا گیا۔ جو رقم کہ بادشاہ کو تولنے اور خیرات دینے میں صرف ہوتی ہے اس کے واسطے علیحدہ ایک نیک بخت خزینہ دار کا تقرّر عمل میں آیا۔ ہر قسم کے اخراجات کے لئے بہترین قانون بنائے گئے اور ہر سررشتے کے لئے راستباز منتظم دیانتدار داروغہ اور انشاپرداز بیکچی جدا مقرر کئے گئے۔ جس قدر سالانہ اخراجات کی ضرورت ہوتی وہ اس خزینہ دار خرچ کو صدر خزانے سے ادا کیا جاتا ہے اور صحیح رسیدیں ان رقومات کی ادائی کی لے لی جاتی ہیں اس طرح اخراجات اور حساب و کتاب کا باضابطہ انتظام ہوا اور سلطنت میں ہر طرف سرسبزی و خوشحالی نظر آنے لگی۔

قلیل زمانے میں خزانہ معمور رہا اور فوج میں خاطر خواہ اضافہ ہوا اور نافرمان افراد نے اطاعت قبول کر لی۔

ایران اور توران میں چونکہ ایک ہی خزانچی ہوتا ہے اس لئے حساب و کتاب صاف نہیں رہتا اور جانچ پڑتال میں دقت ہوتی ہے لیکن ممالک محروسہ میں چونکہ مالگزاری کی رقم بہت زائد وصول ہوتی ہے اور اخراجات کے مختلف مدات ہیں اس لئے بارہ خزانچی محاصل کی رقم جمع کرنے کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔ ان بارہ خزینہ داروں میں نو اشخاص مختلف اقسام کی نقدی رقومات جمع کرنے کے لئے اور تین جواہرات، سونے و دیگر معدنیات کی نگہبانی و انتظام کے لئے متعین ہیں۔

خزانے کی معموری اور اس کی وسعت و اہمیت ایسی نہیں ہے جو کسی دوسرے سررشتے کے بیان میں ضمنی طور پر معرض تحریر میں آئے، قبلۂ عالم اپنے وسیع معلومات

وکارکنان سررشتہ کی قدر افزائی کو مدنظر رکھ کر اس سررشتے کے حسن انتظام سے اکثر اپنی
رضامندی کا اظہار فرماتے اور اہلکاروں پر نوازش فرماتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہر قسم
کے کاروبار میں رونق اور ترقی کے آثار نمایاں ہیں۔

ہر کارخانے کے لئے ایک خزانچی جداگانہ مقرر ہے ان خزینہ داروں کی
تعداد سو تک پہنچتی ہے۔ روزانہ ماہواری وموسمی وسالانہ حساب کا عملدرآمد جاری
ہے ہر مد کے اخراجات کا سرکاری داخلہ اور اُن کی رسیدیں محفوظ رہتی ہیں اور اس طرح
اس سررشتے کا بھی ہر انتظام رونق پذیر ہے۔

اس کے علاوہ جہاں پناہ کے حکم سے ایک راستباز و دیانتدار شخص روپے
اور اشرفیاں عام لوگوں کی حاجت روائی کے لئے آستانۂ شاہی پر ہمیشہ مہیا رکھتا ہے
اور اس طرح حاجتمندوں کی کاربراری بلاتاخیر ہوجاتی ہے۔

بادشاہ کا یہ بھی حکم ہے کہ ایک کرور دام شاہی محل میں ہمیشہ موجود رہیں اور
ان میں سے ہزار ہزار درم پلاس کی تھیلیوں میں جن کو زبان ہندی میں سہسہ کہتے ہیں
بھردئے جائیں (تھیلیوں کے انبار کو گنج کہتے ہیں)

بادشاہ اپنے ایک مقرب درباری کو ایک بہت بڑی رقم عنایت کرتا ہے
تاکہ روپے کی عدم موجودگی سے ہرج نہ واقع ہو یہ رقم ہر وقت ہمیانی میں جس کو بہلہ
کہتے ہیں موجود رہتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس قسم کے اخراجات کو ملکی زبان میں خرچ بہلہ
کہتے ہیں۔ یہ تمام فوائد اور رعایا کی ہر طرح پرورش اور ان کی نگہبانی جہاں پناہ کی
مہربانی و توجہ کا نتیجہ ہے۔ خدائے کریم قبلۂ عالم کو ہزار برس زندہ وسلامت رکھے۔

آئین (۳)

خزینۂ جواہر

اگر جواہرات کی حقیقتیں اور قسمیں اور اُن کی مقدار کی کیفیت لکھی جائے تو اس کو ایک مدت دراز در کار ہے اس لئے خرمن سے ایک خوشہ لے کر اس سر رشتے کا کچھ مختصر حال آگاہی کے لئے لکھا جاتا ہے۔ جہاں پناہ نے اس محکمے کے لئے ایک محنتی و صاحب فہم و ہوشیار تپیکچی مقرر کیا ہے اور اس اہلکار کی مدد کے واسطے ایک تجربہ کار اور راستباز محرر و جفاکش و نیک نیّت داروغہ ملازم رکھے ہیں ان کے علاوہ بادشاہ نے ہوشیار و ہنرمند جوہری بھی متعین کر دئے ہیں اور اس سر رشتے کا سنگ بنیاد انھی چار ستونوں پر رکھ کر اس محکمے کو بلند پایہ بنایا ہے۔

محکمے کے ان نگرانکاروں نے ہر معدن کے مختلف مراتب قرار دے کر شک وشبہ کا کوئی موقع باقی نہیں رکھا۔

لعل۔ قسم اوّل کا لعل وہ ہے جس کی قیمت ہزار مُہر سے کم نہ ہو جس لعل کی قیمت نَو سو ننانوے سے لے کر پانچ سو مُہر تک ہے وہ لعل قسم دوم میں اور چار سو ننانوے سے تین سو مُہر تک کا لعل تیسرے درجے میں رکھا ہے۔ اسی طرح ۲۹۹ سے دو سو مُہر تک کا لعل چوتھے درجے میں اور ۱۹۹ سے لے کر سو مُہر تک کا پانچویں درجے میں اور ۹۹ سے لے کر ساٹھ مُہر کا چھٹے درجے میں اور ۵۹ سے لے کر چالیس مُہر تک ساتویں درجے میں اور ۴۹ سے لے کر تیس مُہر تک آٹھویں درجے میں اور انتیس سے لے کر دس مُہر تک کا نویں درجے میں ۹¾ سے لے کر (پونے دس)

سے لے کر پانچ مُہر تک دسویں درجے میں اور ۴ ۳/۴ (پونے پانچ) مُہر سے لے کر ایک مُہر تک کا گیارھویں درجے میں اور ۳/۴ پون مُہر سے لے کر ایک روپے تک کا لعل بارھویں درجے میں رکھا گیا ہے اس سے زائد مراتب مقرر نہیں کئے گئے ہیں۔

الماس۔ زمرد۔ سرخ اور زرد یاقوت بھی اسی آئین و انتظام کے تحت میں داخل ہیں۔ نمبر اوّل کا جواہر تیس مُہر اور اس سے زیادہ قیمت کا قرار پایا۔ دوسرا نمبر ۲۹ ۳/۴ مُہر سے لے کر پندرہ مُہر تک۔ تیسری قسم ۱۴ ۳/۴ مُہر سے لے کر بارہ مُہر تک، چوتھی قسم ۱۱ ۳/۴ مُہر سے لے کر دس مُہر تک پانچویں قسم ۹ ۳/۴ مُہر سے لے کر سات مُہر تک چھٹی قسم ۶ ۳/۴ مُہر سے لے کر پانچ مُہر تک ساتویں قسم ۴ ۳/۴ مُہر سے لے کر تین مُہر تک آٹھویں قسم ۱ ۳/۴ مُہر سے ایک مُہر تک دسویں قسم ۸ ۳/۴ روپے سے پانچ روپے تک گیارھویں قسم ۴ ۳/۴ روپے سے دو روپے تک، بارھویں ۱ ۳/۴ روپے سے لے کر چار آنے تک۔

مروارید (موتی) یہ گراں قیمت جواہر سولہ قسم کا قرار پایا اور اس طرح ایک قسم دوسری قسم سے متمائز ہوئی تیس مُہر اور اس سے زیادہ کے بیس بیس موتیوں کو تاگے میں پرو کر اُن کی لڑیاں بنائی گئیں ۲۹ ۳/۴ مُہر سے لے کر پندرہ مُہر تک کی قیمت کے موتی دوسری قسم کے قرار پائے۔ ۱۴ ۳/۴ مُہر سے لے کر بارہ مُہر تک تیسری قسم۔ ۱۱ ۳/۴ مُہر سے لے کر دس مُہر تک چوتھی قسم۔ ۹ ۳/۴ سے لے کر سات مُہر تک کے پانچویں قسم۔ ۶ ۳/۴ سے لے کر پانچ تک کے چھٹی قسم۔ ۴ ۳/۴ مُہر سے لے کر تین مُہر تک کے ساتویں قسم۔ ۲ ۳/۴ مُہر سے لے کر دو مُہر تک۔ آٹھویں قسم کے ۱ ۳/۴ مُہر سے لے کر ایک مُہر تک کے۔ نویں قسم۔ ایک مُہر سے کچھ کم سے لے کر پانچ روپے تک کے۔ دسویں قسم۔ پانچ روپے سے دو روپے تک۔ گیارھویں قسم۔ دو روپے سے ۱ ۳/۴ روپے تک۔ بارھویں قسم۔ ۱ ۳/۴ روپے سے لے کر تیس دام تک۔ تیرھویں قسم۔ ۲۹ دام سے ۲۰ دام تک۔ چودھویں قسم۔ اُنیس دام سے لے کر دس دام تک۔ پندرھویں قسم۔ ۹ دام سے لے کر نصف دام تک۔ سولھویں قسم کے قرار دئے گئے۔

یہ موتی اپنے اپنے مراتب کے موافق اسی تعداد کی لڑیوں میں پروئے جاتے ہیں جن سے ان کی صفتوں اور ان کے مدارج کا اندازہ ہوتا ہے چنانچہ سولھویں قسم میں سولہ لڑیاں ہوتی ہیں۔

ہر لڑی کے آخری سرے پر خاص شاہی مُہر لگائی جاتی ہے تاکہ موتیوں کی لڑیاں تغیّر کے نقصان سے محفوظ رہیں۔

اس کے علاوہ ہر رشتے کے آخر میں موتیوں کی نوعیت کی تفصیل ایک کاغذ پر لکھی ہوئی ہے تاکہ کسی قسم کا مغالطہ وشبہ نہ واقع ہو۔ علاوہ روزانہ اور ماہواری اجرت کے موتیوں میں سوراخ کرنے کی اجرت حسب ذیل ہے۔ اوّل درجے کے موتی کے لئے ۱/۴ روپے۔ دوسرے درجے کے لئے ۱/۲ تیسرے درجے کے لئے ۱/۱۶ چوتھے درجے کے لئے ۳ دام پانچویں درجے کے لئے دو دام۔ چھٹے درجے کے لئے ایک دام۔ ساتویں درجے کے لئے ۳/۴ دام آٹھویں درجے کے لئے ۱/۲ دام نویں درجے کے لئے ۱/۴ دام۔ دسویں درجے کے لئے ۱/۵ دام۔ گیارہویں درجے کے لئے ۱/۶ دام۔ بارھویں درجے کے لئے ۱/۷ دام تیرھویں درجے کے لئے ۱/۸ دام۔ چودھویں درجے کے لئے ۱/۹ دام پندرھویں درجے کے لئے ۱/۱۰ سولھویں درجے کے لئے ۱/۱۱ دام اجرت مقرّر فرمائی گئی۔

جواہرات کی قیمت اس قدر مشہور اور عام طور پر معلوم ہے کہ ان کے لکھنے کی ضرورت نہیں ہے، لیکن جو جواہرات کہ اس زمانے میں جہاں پناہ کے خزانۂ عامرہ میں موجود ہیں اُن کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

لعل وزنی گیارہ ٹانک وبیس سرخ والماس وزنی ۵ ۱/۲ ٹانک چار سرخ کی قیمت ایک ایک لاکھ روپے ہے۔

زمرد وزنی ۱۷ ۳/۴ ٹانک و تین سرخ کی قیمت باون ہزار روپے ہے۔

یاقوت وزنی چار ٹانک ۷ ۳/۴ سرخ اور مروارید وزنی پانچ ٹانک پچاس پچاس ہزار روپے کے آنکے گئے ہیں۔

آئین (۴)

دارالضّرب

ظاہر ہے کہ سکہ خانے کی آبادی سے خزانہ معمور ہوتا ہے اور اس محکمے کی سرسبزی سے ہر کام رونق پاتا ہے۔ لہٰذا دارالضرب کا مختصر حال لکھ کر اپنی تصنیف کو زیب و زینت دیتا ہوں۔

شہر اور قصبے کے رہنے والوں کی حاجت برآری روپے سے ہوتی ہے اور ہر شخص اپنی خواہش کے موافق اُسے صَرف میں لاتا ہے۔ جن لوگوں کے قلوب دُنیاوی افکار سے آزاد ہیں اُن کے گھروں کی آبادی اور زندگی کا سامان راحت اسی سے وابستہ ہے اور دُنیادار اس کو اپنی بہترین تمنّا و مراد خیال کرتا ہے اور ہر شخص کی ضروریات زندگی اسی سے پوری ہوتی ہیں۔

عقلمند دولت کو ایک ایسا سرچشمہ جانتا ہے جس کے پانی سے اُس کے دینی و دُنیاوی اعمال کی کھیتیاں سرسبز و شاداب ہوتی ہیں۔ یہی وہ چیز ہے جو انسان کی بقا کے لئے بیحد ضروری ہے اس لئے کہ ہر شخص اپنی خوراک اور پوشاک کو اسی کے واسطہ و ذریعہ سے حاصل کرتا ہے۔

انسان روپے کو مختلف محنتوں اور مشقتوں سے حسب ذیل طریقوں سے حاصل کرتے ہیں۔ بونے، جوتنے، صاف کرنے، پکانے، بننے اور کپڑے صاف کرنے وغیرہ مختلف پیشوں سے دولت حاصل ہوتی ہے لیکن یہ مختلف کام بلامدد غیرے بخوبی انجام نہیں پا سکتے۔ تنہا آدمی کی طاقت یہ نہیں ہے کہ فقط اپنی

قوتِ بازو سے ان کاموں کو پورا کرے۔ ان کاموں کو روزانہ تنہا ایک آدمی کا اپنے ہاتھوں سے انجام دینا مشکل بلکہ محال ہے۔ اس کے علاوہ انسان کو ایک جگہ ایسی بھی چاہیئے جہاں وہ اپنا چند روزہ سامان مہیا رکھے اسی مقام کو گھر کہتے ہیں چاہے وہ خیمہ ہو یا غار و خندق۔

انسان کی ہستی اور اُس کی بقا ماں، باپ، اولاد، نوکر اور غذا الغرض پانچ زندگی کو قائم رکھنے والے عناصر پر منحصر ہے۔ آخری عنصر یعنی غذا سب کے لئے ضروری ہے۔

جب ہماری خانہ داری اور دوسرے ضروری کاموں کے ظروف معدوم یا غیر مضبوط ہو جاتے ہیں تو ہم کو ان کے لئے بھی روپے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ کام کاج کے برتن اور دیگر ظروف بہت زیادہ دنوں تک نہیں چل سکتے لیکن روپیہ اپنے عنصر اور جوہر کی وجہ سے مدتوں تک پائدار رہتا ہے۔ تھوڑے روپے سے بھی بیشمار کام انجام پاتے ہیں۔ اسی روپے کے ذریعے سے انسان سفر اختیار کرتا ہے۔ اگر روپے سے غذا و ضروریات زندگی نہ حاصل ہو سکتیں تو مہینوں اور برسوں کا تو کیا ذکر چند دنوں کا سامان بھی اپنے ہمراہ لے جانا بیحد دشوار ہو جاتا۔

خدا کی خاص مہربانی سے یہ بہترین اور عمدہ دھات یعنی سونا پیدا ہوا اور انسان کی زندگی کا سرمایہ بلا محنت و مشقت کے اُسے مل گیا اور اس کے مقصود کی کشتی بلا کسی خطرے کے کنارے آلگی۔ اسی دولت کی قوت ہے جس کی امداد سے بڑے سے بڑا کام انجام دینے میں بھی انسان کی ہمت نہیں ٹوٹتی اور اس کی پیشانی پر شکن تک نہیں پڑتی اسی کی مدد سے خدا کی بندگی و طاعت اچھی طرح کی جاتی ہے۔

سونے کی تعریف حدِ بیان سے باہر ہے اس کا جسم نرم اس کا ذائقہ نفیس و عمدہ اور اس کی خوشبو دل آویز ہے اُس کے اجزا قریب قریب وزن میں مساوی اور اُس کی عنصری ترکیب میں تقریباً اعتدال ہے اس کی حقیقت و ظاہری شکل و صورت سے ہر چہار عناصر کے نشان اس میں نمایاں ہیں۔ اس کا رنگ

آگ کا، اس کی صفائی ہوا کا، اس کی نرمی پانی کا، اور اس کا بھاری وزن خاک کا پتہ دیتا ہے چونکہ سونے میں بیشمار زندگی بخش آثار نمایاں ہیں اس لئے چاروں عناصر میں سے کوئی عنصر بھی اُسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ لوگ اس کو جلا نہیں سکتے ہوا اس میں اثر نہیں کر سکتی، پانی میں مدتوں پڑے رہنے پر بھی اس میں کوئی تغیر نہیں ہوتا اور مٹی اسے بوسیدہ نہیں کر سکتی۔

دوسری دھاتوں کا حال اس کے بالکل خلاف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فن حکمت میں عقل کو جس کی تدبیر سے ہر کام انجام پاتا ہے ناموس اکبر کہتے ہیں اور سونے کو جس سے انسان کی روزی وابستہ ہے ناموس اصغر کے نام سے یاد کرتے ہیں، انصاف کا محافظ اور سارے جہان کی ہستی کو برقرار رکھنے والا اس کے معزز القاب ہیں۔ تمام عالم کی ہستی کی بقا اسی پر منحصر اور انصاف کا اسی پر دار و مدار ہے۔

پروردگار نے سونے کی خدمت کرنے کے لئے چاندی اور تانبے کو رواج دیا اور اس طرح انسان کی فلاح و بہبود کے مزید سامان مہیا کئے۔ یہی وجہ ہے کہ انصاف پرور اور انجام بیں فرمانرواؤں نے انہی دھاتوں پر توجہ کی اور ان کو دنیا میں رائج کیا اور دار الضرب قائم کر کے ان کی جانچ پڑتال کے کام کو زیادہ ترقی دی۔

اس محکمے کی کامیابی بیدار مغز جفاکش و امتیاز اہل کاروں کے تقرر پر منحصر ہے اور ان اہلکاروں کے کام کی نگرانی اور دیکھ بھال سے عالم کا انتظام درست و پائدار رہتا ہے۔

آئین (۵)

عمّال دار الضّرب

داروغہ۔ اس کو احتیاط پسند، صاحب فہم و فراست، آزاد خیال ہونا چاہیے جو اپنے ساتھیوں کے کام کا ناگوار بوجھ ہر شخص کے کاندھے پر آسانی کے ساتھ رکھ کر ہر فرد کو اس کے کاروبار میں لگائے رکھے اور اس طرح حسن انتظام و دانائی و کوشش کے ساتھ تمام کام انجام دے۔

صیرفی (صرّاف) اس اہم سررشتے کی کامیابی بہت کچھ اسی اہلکار کے تجربے پر منحصر ہے۔ یہ صرّاف ہی کا کام ہے کہ سکّوں کی صفائی کے مراتب کو دریافت کرے۔ اس زمانے کی موافقت و قدر افزائی کی وجہ سے بیشمار ہنرمند صرّاف آستانہ شاہی پر جمع ہو گئے ہیں اور جہاں پناہ کی توجّہ سے چاندی اور سونا صفائی کے انتہائی مرتبے تک پہنچ گئے ہیں۔

چاندی اور سونے کی آخری درجۂ صفائی کو فارس میں وہ وہی کہتے ہیں لیکن فارس کے لوگ دسویں مرتبے سے بلند اور اعلیٰ کوئی اور مرتبہ نہیں جانتے لیکن ہندی میں اس کو انتہائی درجے کو بارہ بانی کہتے ہیں اور اہل ہند سونے کے بارہ مختلف مدارج مانتے ہیں۔

قدیم زمانے میں ہُن کو جو ملک دکن کا رائج سکّہ ہے بےحد خالص خیال کیا جاتا تھا

اور اُس کے سونے کو دہ بانی کا مرتبہ حاصل تھا لیکن قبلۂ عالم نے مذکورۂ بالا سکّے کے سونے کو ۹½ بانی قرار دیا ہے۔ اسی طرح خُرد گول و نیز طلائی اشرفیاں یار [illegible] بانی سمجھی جاتی ہیں لیکن جہاں پناہ نے اُن کو دہ بانی کا مرتبہ عطا فرمایا۔

ماہرین فن موجودہ زمانے میں سونے کی صفائی کی بابت مختلف افسانے بیان کرتے ہیں۔ اس گروہ کا بیان ہے کہ کسی معدن کا سونا اس درجہ صاف نہیں ہوتا اور یہ دھات اکسیر کیمیائی سے تیار کی گئی ہے۔ قبلۂ عالم کی خاص توجہ سے سونے نے صفائی کا یہ مرتبہ حاصل کیا جس کو دیکھ کر اس فن کے اُستاد حیرت زدہ ہو گئے۔ اب یہ امر مسلّمہ سمجھا گیا ہے کہ سونے کے مراتب و صفائی میں اس سے زیادہ ترقی محال ہے۔ راست گفتار مؤرخ و صداقت پسند مسافر اس پائے کے سونے کا کہیں نشان نہیں بتاتے۔ اس سونے کو گلانے سے کچھ باریک ریزے اس سے جدا ہو کر خاک میں مل جاتے ہیں۔ ناواقف اشخاص ان ذرّوں کو دھات کا میل خیال کرتے ہیں لیکن ماہرین ان کو خاک سے چُن کر اُن سے فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ اگرچہ معدنی نرم سونا کشتہ کر کے خاک بنایا جا سکتا ہے لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ اُس کو عمل خاص کے ذریعے سے دوبارہ اُس کی اصلی حالت پر لے آئیں۔ لیکن ایسی حالت میں سونے کی مقدار میں کچھ کمی آجاتی ہے۔

قبلۂ عالم کی نکتہ رسی و فراست سے اس کمی کی حقیقت کا اندازہ ہو گیا اور خیانت پسند افراد کا کافی امتحان لے لیا گیا۔

آئین (٦)

(بنواری) سونے کی آزمائش

بنواری لفظ بانواری کا مخفف ہے۔ اگرچہ اس مُلک میں ہوشیار صرّاف اپنے تجربے سے اس دھات کی خوبی کے مراتب سونے کے رنگ اور اس کی صفائی سے اچھی طرح بیان کر سکتے ہیں لیکن پھر بھی دوسرے اشخاص کے اطمینان کے لئے یہ قابل تعریف آئین مُلک میں جاری کیا گیا۔

تانبے یا اسی قسم کی دوسری دھاتوں کی چند سو قلمیں بنائی جاتی ہیں اور ان باریک قلموں کے سرے پر مختلف قسم کا تھوڑا تھوڑا سونا لگایا جاتا ہے اور ہر سونے کی خوبی اور صفائی قلموں پر لکھی ہوتی ہے۔ جب نئے سونے کا امتحان مدّنظر ہوتا ہے تو چند لکیریں اس سونے کی کسوٹی پر کھینچی جاتی ہیں اور اس کے بعد مختلف قلموں کی بھی چند سطریں اسی محک پر بنائی جاتی ہیں۔ سونے کی لکیریں جس قلم کی سطروں میں ملتی جلتی ہوتی ہیں نیا سونا اُسی سونے کی قسم میں داخل سمجھا جاتا ہے جو اس قلم پر لگا ہوا ہے۔ قلم اور نئے سونے کی سطریں ایک ہی کشش اور ایک ہی طاقت سے کسوٹی پر کھینچی جاتی ہیں تاکہ شناخت میں کسی طرح کا دھوکا نہ ہونے پائے۔

اس آئین کے برتنے کا مقصد یہ ہے کہ مختلف مدارج کی صفائی اور خوبی کا سونا پیدا ہو اور یہ بات مندرجۂ ذیل طریقوں سے حاصل ہوتی ہے۔

ایک ماشہ خالص چاندی اور اسی قدر عمدہ تانبہ ملاتے ہیں اور ان کو گلا کر جما لیتے ہیں۔ اس جوڑ میں ایک ماشہ خالص سونا جو صفائی میں ½ ۱۰ درجے کا سمجھا جاتا ہے پھر ملایا جاتا ہے۔ اس مرکب میں ایک ماشہ ملیا سونا دے کر اس کے سولہ حصے کیے جاتے ہیں۔ ہر حصہ نصف سرخ کا ہوتا ہے۔ ساڑھے سات سرخ خالص سونا اس مرکب کے ایک سرخ میں ملالیں تو ¼ ۱۰ درجے کا سونا بن جاتا ہے۔ اگر سات سرخ خالص سونا اس مرکب کے دو سرخ میں ملایا جائے تو ۱۰ درجے کی صفائی کا سونا بنتا ہے۔ اگر ساڑھے چھ سرخ خالص سونا مرکب کے تین سرخ میں ملایا جائے تو ¾ ۹ درجے کا سونا تیار ہوتا ہے۔ اگر چھ سرخ خالص سونا مرکب کے چار سرخ کے ساتھ ملا کر گلایا جائے تو ½ ۹ درجے کی صفائی کا سونا پیدا ہوتا ہے۔ اگر ساڑھے پانچ سرخ خالص سونا مرکب کے پانچ سرخ میں ملایا جائے تو ¼ ۹ درجے صفائی کا سونا بن جاتا ہے۔ اگر پانچ سرخ خالص سونا مرکب کے چھ سرخ کے ساتھ گلایا جائے تو نو بانی سونا نکلتا ہے۔ اگر ساڑھے چار سرخ خالص سونا سات سرخ مرکب میں ملایا جائے تو ¾ ۸ بانی سونا پیدا ہوتا ہے۔ اگر چار سرخ خالص سونا آٹھ سرخ مرکب میں ملا کر گلائیں تو ½ ۸ بانی سونا بن جاتا ہے۔ اگر ساڑھے تین سرخ خالص سونے میں نو سرخ مرکب کی آمیزش کی جائے تو ¼ ۹ بانی سونا بنتا ہے۔ اگر تین سرخ خالص سونا دس سرخ مرکب میں ملائیں تو آٹھ بانی سونا پیدا ہوتا ہے۔ اگر ڈھائی سرخ خالص سونا گیارہ سرخ مرکب میں ملا دیں تو ¾ ۷ بانی سونا ہو جائے گا۔ دو سرخ خالص سونے کو بارہ سرخ مرکب میں ملانے سے ½ ۷ بانی سونا حاصل ہوتا ہے۔ ڈیڑھ سرخ خالص سونا تیرہ سرخ مرکب کے ساتھ ملایا جائے تو ¼ ۷ بانی سونا تیار ہوتا ہے۔ ایک سرخ خالص سونا چودہ سرخ مرکب کے ساتھ گلایا جائے تو ۷ بانی سونا بن جاتا ہے۔ نصف سرخ خالص سونا پندرہ سرخ مرکب میں ملا کر ¾ ۶ بانی سونا بنا لیتے ہیں۔

اس عمل کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر نصف سرخ ملا ہوا سونا ¼ بان خالص سونے کی صفائی کو گھٹا دیتا ہے اور اس ملے ہوئے سونے کی صفائی جو دوسری ترکیب سے بنتا ہے ½ ۶ بان رہجاتی ہے۔

اگر چاہیں کہ سونے کی صفائی کو ۶½ بان سے بھی کم کریں تو نصف سرخ پہلے مرکّب کی جس میں چاندی اور تانبہ سے ملیں دوسرے مرکّب کے ساڑھے سات سرخ سے (جس میں سونا چاندی اور تانبہ تینوں دھات شامل ہیں) ملایا جائے تو ۶¼ بانی سونا بن جاتا ہے۔ ایک سرخ پہلے مرکّب کا دوسرے مرکّب کے سات سرخ کے ہمراہ گلایا جائے تو چھ بانی سونا تیار ہوتا ہے۔ اگر یہ چاہیں کہ سونے کو چھ بانی سے بھی کم کریں تو اسی طرح آدھا آدھا سرخ مرکّب میں ملاتے جائیں۔ چھ بانی سونے تک کو بان واری میں شامل کرتے ہیں اس سے کم مرتبے کے سونے کو بان واری کی قسم میں نہیں داخل کرتے۔

یہ تمام اعمال ایک ایسے شخص کی ماتحتی میں انجام پاتے ہیں جسے اس طرح کی آزمائش کرنے میں پورا تجربہ ہو اور اس طرح اس کام میں رونق و ترقی روز افزوں ہوتی جاتی ہے۔

تیسرے، امین۔ اس شخص کو بے غرض و کم آزار ہونا چاہیئے تاکہ دوست و دشمن سب اُس سے مطمئن رہیں اور اگر کسی قسم کا کوئی جھگڑا ہوتا ہے تو داروغہ اور دیگر عمال کی امداد کرتا ہے اور نزاع و فساد کو مٹاتا ہے۔

چوتھے، مشرف۔ یہ اپنی معاملہ فہمی، راستبازی اور دیانت داری سے اس محکمے کی روزانہ آمدنی اور خرچ کا حساب و کتاب لکھتا ہے اور ایک باضابطہ اور قابل اعتبار روزنامچہ تیار کرتا ہے۔

پانچویں، سوداگر۔ سونے، چاندی اور تانبے کی تجارت کرتا ہے اور اس طرح دُنیاوی نفع حاصل کرتا ہے۔ سوداگر محکمے کو رونق دیتا ہے اور باجگزاری کر کے خزانے کو اور زیادہ آباد و معمور کرتا ہے۔ سوداگروں کے کام میں گرم بازاری اسی وقت ہوتی ہے جب کہ ملک میں انصاف و عدل کا دور دورہ ہو اور حاکم طمع و حرص سے پاک و صاف ہوں۔

چھٹے، گنجور۔ منافع کی نگہداشت کرتا ہے اور اپنے لین دین میں راستی اور متانت سے کام لیتا ہے۔ پہلے چار اور چھٹے اہلکار کی تنخواہیں مختلف ہیں ان میں جو سب سے کم مرتبے کا اہلکار ہے وہ احدیوں میں داخل اور دُنیا کی فکر سے

آزاد اور اپنی حالت میں خوش و خرم ہے۔

ساتویں، ترازوکش۔ یہ اہلکار سکّوں کو تولتا ہے۔ سو جلالی اشرفیوں کے وزن کرنے کی اجرت ۱ ۳/۴ دام اُسے ملتی ہے۔ ایک ہزار روپے تولنے کی اجرت ۱۱/۲۵ دام ہے اور اسی نسبت سے مقدار کی شرح کو مدنظر رکھ کر اجرت میں کمی اور زیادتی ہوتی رہتی ہے۔ اور ایک ہزار بیسیوں کو تولنے کی اجرت ۶ ۱۹/۲۵ دام۔

آٹھویں، گدازگر خام۔ مٹی میں چھوٹے اور بڑے تختے لکڑیوں کے رکھتا ہے اور اسے روغن سے چکنا کرتا ہے اور چاندی اور سونا گلا کر اُن گھریوں میں ڈالتا ہے جس سے پگھلی ہوئی دھات کی ڈلی بندھ جاتی ہے۔ تانبے کے لئے بجائے گھریوں میں روغن ملنے کے اُن پر مٹّی کا چھڑکنا کافی ہوتا ہے۔ سونے کی مذکورۂ بالا مقدار کی مزدوری ۲ ۱/۱۵ دام دی جاتی ہے اور چاندی کی مذکورہ مقدار کی اجرت پانچ دام ۱۲ ۱/۴ جیتل اور تانبے کی اجرت چار دام اور ۲۱ ۱/۲ جیتل ادا کی جاتی ہے۔

نویں، ورق کش۔ یہ شخص اس آمیزش کیئے ہوئے سونے سے سات یا چھ ماشے کے ورق بناتا ہے۔ یہ ورق لمبائی اور چوڑائی میں چھ انگل ہوتے ہیں۔ یہ کاریگر ان ورقوں کو سونا پرکھنے والے کے پاس لاتا ہے جو ان ورقوں کو تانبے کے ایک سانچے میں ڈال کر ان کی آزمائش کرتا ہے۔ جو ورق اندازے میں ٹھیک نکلتے ہیں ان پر یہ صاحب کمال مُہر لگا دیتا ہے تاکہ کسی قسم کی آمیزش اور تبدیلی نہ واقع ہو اور یہ معلوم ہو کہ ان اوراق کے لئے جتنے مدارج آزمائش ضروری تھے وہ سب طے ہو گیئے۔ مذکورۂ بالا سونے کی مقدار میں ورق کش کو ۲۴ ۱/۲ دام اجرت دی جاتی ہے۔

آئین (۷)

کھوٹے سونے کو کھرا کرنے کی ترکیب

جب سونے کے پتّرول پر مُہرآز مالش لگ جاتی ہے تو سونے کا ایک ہر سو جلالی اشرفیوں کے مساوی وزن کے لئے چار سیر شور نمک اور چار سیر کچی اینٹ کی پسی ہوئی خاک لے آتا ہے۔ پہلے پتّر صاف پانی میں دھوئے جاتے ہیں اس کے بعد ان دواؤں میں اوراق کو اوپر نیچے رکھ کر اُن کو اُپلوں سے ڈھانک دیتے ہیں اور اس کے بعد اُپلوں میں آگ لگا دی جاتی ہے یہاں تک کہ اُپلے آہستہ آہستہ جل کر بالکل خاک ہو جاتے ہیں۔ جب راکھ بالکل ٹھنڈی ہو جاتی ہے تو خاک کو چاروں طرف سے آہستہ آہستہ ہٹا کر خاک اپنے پاس رکھتے ہیں فارسی میں اس مٹی کو خاک خلاص کہتے ہیں اور ہندی میں اسے سلونی کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

مندرجۂ ذیل طریقے سے اس خاک سے چاندی نکال لیتے ہیں۔ پتّروں اور اُن کے نیچے کی مٹی اُسی طرح پڑی رہتی ہے۔ پہلے عمل کو دو بار پھر دُہراتے ہیں اور دو آگ اور دیتے ہیں۔ جب تین آنچیں پوری ہو جاتی ہیں تو اس کو سنائی کہتے ہیں سنائی سونے کو پھر صاف پانی میں دھوتے ہیں اور سونے کو آتشدان میں رکھ کر تین بار آگ دیتے ہیں اور اوپر کی راکھ کو اپنے پاس محفوظ رکھتے ہیں اسی طرح

چھ بار سونے کو دوا میں رکھتے ہیں اور اسی طریقے پر اٹھارہ آنچیں دی جاتی ہیں اس کے بعد سونا پھر دھویا جاتا ہے۔ جب یہ عمل پورا ہو جاتا ہے تو ان پتروں میں سے ایک کو افسر آزمائش توڑتا ہے۔ اگر تختی کے ٹوٹنے کی آواز نرم و ملائم ہوتی ہے تو سونا پکا سمجھا جاتا ہے اور اگر ان سے آواز سخت نکلتی ہے تو سونے کو ایک مرتبہ دوا میں رکھ کر تین مرتبہ اور آگ دی جاتی ہے۔ اس کے بعد ہر پتر سے ایک ایک ماشہ سونا کاٹا جاتا ہے اور جدا کردہ سونے کا ایک علٰحدہ پتر بناتے ہیں اس پتر کو کسوٹی پر کستے ہیں۔ اگر اب بھی سونا خالص نہیں ہوا ہے تو دو ایک آنچیں اور دیتے ہیں۔ لیکن اکثر ایسا ہوتا ہے کہ تین یا چار آنچیں دینے کے بعد سونا پکا اور خالص ہو جاتا ہے۔

کبھی کبھی اس طریقے سے بھی سونے کو پرکھتے اور کھرا کرتے ہیں۔ دو تولے خالص سونا اور دو تولے آنچ دیا ہوا سونا لیتے ہیں اور ان دونوں قسم کے سونے کی بیس بیس ہم وزن تختیاں بناتے ہیں۔ ان تختیوں پر مذکورۂ بالا دوا رکھ کر ان کو آنچ دیتے ہیں آگ ٹھنڈی ہونے کے بعد پتر کو صاف پانی سے دھوتے ہیں اور خالص اور کھوٹے سونے کو صحت کے ساتھ تولتے ہیں اگر دونوں وزن میں برابر ہوتے ہیں تو یہ سمجھا جاتا ہے کہ کھوٹا سونا کھرا ہو گیا۔

دسویں 'گدازگر پختہ۔ گدازگر پکے سونے کے پتروں کو گلاتا ہے اور جیسا کہ اوپر بیان ہوا اسی طریقے پر سونے کی ڈلی بناتا ہے۔ گدازگر کی اجرت سو جلالی اشرفیوں کے لئے تین دام مقرر ہے۔

گیارھویں 'ضراب۔ یہ شخص اپنی تجربہ کاری سے سونے' چاندی اور تانبے کی ڈلی صحیح مقدار میں کاٹتا ہے۔ یہ ڈلی مسکوک سکے کے بالکل برابر ہوتی ہیں۔ اس کی اجرت سو جلالی اشرفیوں کے لئے ۲۱ دام $\frac{1}{4}$ ۱ جیتل اور اسی قدر چاندی کے لئے۔ اگر چاندی سے روپیہ بنایا جاتا ہے تو ۱۵ دام اور $\frac{3}{4}$ ۸ جیتل لیکن اگر اس مقدار چاندی کی چونیاں بنانا ہے تو اس کی اجرت میں ۲۸ دام کا اور اضافہ ہو جاتا ہے۔ ایک ہزار دام بنانے کی اجرت ۲۰ دام مقرر ہیں اور اگر اسی قدر تانبے کے نصف اور ربع دام بنانا ہے تو اسے ۲۵ دام ملتے ہیں۔ اگر $\frac{1}{8}$ دام کا

سکہ جس کو دمڑی کہتے ہیں اسی مقدار کے ساتھ تیار کرتا ہے تو اُسے اجرت میں ۶۹ دام دیئے جاتے ہیں۔

ایران اور توران میں روپیوں کو بلا کانٹے کی مدد کے نہیں تراش سکتے لیکن ہندوستان کے کاریگر بغیر اس قسم کی اعانت کے ایسا ٹھیک سکہ کاٹتے ہیں کہ مقدار میں بال برابر کا بھی فرق نہیں ہوتا اور یہ بات درحقیقت عجیب وغریب و قابل تعریف ہے۔

بارھویں، مُہرکن۔ یہ اہلکار روپے کے چھاپے لوہے یا اسی قسم کی دوسری دھات کے پتّر پر بناتا ہے۔ انھی چھاپوں سے سکّوں پر نقش بنایا جاتا ہے۔

اس زمانے میں مولانا احمد علی دہلوی اس فن میں ایسا کامل ہے کہ ہندوستان تو کیا کسی مُلک میں بھی اس کا مثل نہیں ہے۔ احمد علی مذکور مختلف قسم کے حروف اس طرح لوہے پر کاٹتا ہے کہ اس کے نقش ونگار مشہور ترین اُستادوں کی صنعت سے مقابلہ کرتے ہیں۔ احمد علی یوزباشیوں (یعنی وہ امیر جو دس سواروں کا افسر ہے) میں داخل ہے۔ اس کے ماتحت دو پیادے دارالضّرب میں کام کرتے ہیں اور ہر ایک کو ۶۰۰ دام ماہوار ملتی ہے۔

تیرھویں، سکّچی۔ یہ شخص دھاتوں کے گول ٹکڑے دو چھاپوں کے بیچ میں رکھ دیتا ہے۔ ہتوڑا چلانے والا چھاپوں پر ضرب مارتا ہے اور دھات کے ٹکڑوں کے دونوں طرف نقش بن جاتے ہیں۔ اس کی اُجرت سو اشرفیوں کے لئے ۱ ۱/۴ دام۔ ہزار روپیوں کے لئے ۵ دام ۹ ۱/۲ جیتل اور ایک ہزار روپے کی ریزہ کاریاں بنانے کی اجرت روپیہ تیار کرنے کی مزدوری سے ۱/۲ ۱ دام جیتل زیادہ ہے۔ ایک ہزار دام بنانے کی مزدوری ۳ دام اور دو ہزار نصف دام اور چار ہزار ربع دام بنانے کی اجرت ۳/۴ ۱۸ دام اور آٹھ ہزار دمڑی بنانے کی مزدوری ۱/۲ ۱۰ دام مقرر ہے۔ مذکورہ مزدوری میں سے سکّچی ۱/۶ رقم اپنے مددگار کو جو سکّوں پر ضرب لگاتا ہے ادا کرتا ہے۔ اس شخص کی کوئی علٰحدہ اجرت مقرر نہیں ہے۔

چودھویں، سباک۔ یہ شخص خالص چاندی کی گول ٹکیاں کاٹتا ہے۔ سباک کو ہزار ٹکیاں تراشنے کی اجرت ۴ ۵ دام دی جاتی ہے۔

چاندی میں میل دریافت کرنے کا طریقہ

چاندی میں سیسے، جست اور تانبے کا میل ہو سکتا ہے۔ ایران و توران میں چاندی کی صفائی کے اعلیٰ ترین درجے کو دہی کہتے ہیں لیکن ہندوستان میں اس کا نام بست بسوہ ہے۔ جس قدر میل بڑھتا جاتا ہے چاندی کا کھرا پن اور اُس کی صفائی کے مدارج گھٹتے جاتے ہیں لیکن عام طور پر چاندی پانچ درجے سے نہیں گھٹتی۔ دس درجے کم کی چاندی پر کوئی توجہ نہیں کرتا۔

تجربہ کار اشخاص چاندی کے رنگ کو دیکھ کر پہچان لیتے ہیں کہ اس میں کس دھات کا میل غالب ہے اور گھس کر یا سوراخ کر کے چاندی کے اندر کی صفائی اور اس کے کھرے پن کو بھی پہچان جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ چاندی کو تپا کر اور پھر اُسے پانی میں بجھا کر بھی اُس کے کھرے اور کھوٹے ہونے کا پتا لگا لیتے ہیں۔ سیاہی سے سیسے کی زیادتی اور سرخی سے تانبے کی خاکی مائل بہ سفید رنگ سے ٹین کی اور سفیدی سے چاندی کی زیادتی کا اندازہ ہو جاتا ہے۔

چاندی کو کھرا کرنے کی ترکیب

اس کی ترکیب یہ ہے کہ ایک چھوٹا سا گڈھا کھودا جاتا ہے اور اس میں تھوڑی سی ہوا کنڈے کی راکھ چھڑکی جاتی ہے۔ اس کے بعد گڈھے کو ببول کی لکڑی کی راکھ سے بھر دیتے ہیں اور اس میں تھوڑا پانی دے کر اس گڈھے کو پیالے کی شکل میں بنا لیتے ہیں۔ جب یہ ظرف تیار ہو جاتا ہے تو اس میں کھوٹی چاندی رکھتے ہیں اور چاندی کی مقدار کا لحاظ کر کے پیالے میں سیسہ رکھ دیتے ہیں۔ پہلے سیسے کا ¼ حصہ چاندی کے اوپر رکھ دیا جاتا ہے اور پورا پیالہ کو ٹلے سے ڈھانپ دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد دھونکنی سے اُسے دھونکتے ہیں۔ یہاں تک کہ چاندی اور سیسہ دونوں گل جاتے ہیں۔ اکثر اس عمل کو چار مرتبہ کرتے ہیں۔ چاندی کے صاف ہو جانے کا ثبوت یہ ہے کہ دھات بالکل سفید ہو جاتی ہے اور ہر طرف سے سخت ہونے لگتی ہے۔ جب چاندی بیچ میں سخت ہو جاتی ہے تو اُس پر پانی کے چند قطرے ڈالتے ہیں۔ چاندی پر پانی پڑنے سے اُس سے مینڈھے کی سینگ کی

شکل کے شعلے بلند ہوتے ہیں۔ اب اس چاندی کی ایک ٹکیہ بن جاتی ہے اور دھات صاف ہو کر بالکل کھری ہو جاتی ہے۔

اگر یہ ٹکیہ دوبارہ گلائی جاتی ہے تو فی تولہ نصف سرخ چاندی جل جاتی ہے اس طرح سو تولوں میں چھ ماشہ دو سرخ چاندی جل کر خاک ہو جاتی ہے۔ ٹکیہ کی جلی ہوئی مٹی جس میں چاندی اور سیسہ دونوں ملے ہوئے ہیں مردار سنگ کی سی ہو جاتی ہے۔ اس سخت پتھر کو ہندی میں کھرل اور فارسی میں کشتہ کہتے ہیں جس کا بعد میں بیان کیا جائے گا۔

قبل اس کے کہ کھری چاندی ضراب کو دی جائے ہر سو تولوں میں سے پانچ ماشے اور پانچ سرخ خالصے کے لئے لئے جاتے ہیں اس کے بعد پرکھنے والا صاف ٹکیوں پر ایک خالص چھاپہ لگا دیتا ہے تا کہ کھری ٹکیوں کا کھوٹی سے تبادلہ نہ ہو سکے۔

قدیم زمانے میں چاندی کو بانواری طریقے سے پرکھتے تھے لیکن اب اسی طریقے سے آزمائش کرتے ہیں جس کا ذکر ہوا۔ اگر شاہی چاندی کے جو عراق و خراسان میں رائج ہے اور لاری اور مثقالی چاندی کے جو توران میں پائی جاتی ہے سو تولوں میں تین تولے اور ایک سرخ اور فرنگی اور ترکی نارجیل میں اور گجرات اور مالوے کی محمودی اور مظفری کے سو تولوں میں تیرہ تولے ۶½ ماشے کی کمی ہو جائے تو یہ اقسام صفائی اور کھرے پن میں شہنشاہی چاندی کے ہم پلہ ہو جاتے ہیں۔

قرص کوب۔ یہ شخص خالص چاندی کی ٹکیوں کو تاؤ دے کر انہیں ہتوڑے سے اس قدر کوٹتا ہے کہ چاندی میں سیسے کا نام نشان باقی نہیں رہتا اس شخص کو ہزار روپے بھر چاندی صاف کرنے کی اجرت ۴½ دام دی جاتی ہے۔

چاشنی گیر۔ کھرے سونے اور چاندی کی آزمائش کرتا ہے اور ان کی صفائی کے مدارج مندرجہ ذیل طریقے سے مقرر کرتا ہے۔

یہ شخص دو تولے سونے کے آٹھ پتر بناتا ہے اس کے بعد مندرجہ بالا مرکب کی تہ اسی طریقے سے جماتا ہے جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا اور تہ جما کر آگ

روشن کرتا ہے اور اس امر کی کوشش کرتا ہے کہ باہر کی خاک ہوا سے اُڑ کر دوایا دھات میں نہ ملنے پائے۔ اس عمل کو ختم کر کے چاشنی گیر پتروں کو دھوتا ہے اور پھر انھیں گلاتا ہے۔ اگر سونے کے وزن میں کچھ کمی نہیں ہوتی تو یہ سمجھا جاتا ہے کہ سونا جانچ میں پورا اُترا۔ دھات کا پرکھنے والا سونے کو کسوٹی پر کستا ہے اور اس طرح اپنی ذات و اعتبار کو قطعاً مطمئن کر دیتا ہے۔

سو اشرفیوں بھر سونا پرکھنے اور اُس کی آزمائش کرنے کی اجرت ۲ ۱/۵ دام ادا کی جاتی ہے۔

چاندی کی آزمائش کا طریقہ یہ ہے کہ ایک تولہ چاندی اور اسی قدر سیسہ ایک ہڈی کی نلی میں رکھ کر ان کو اس قدر تاؤ دیا جاتا ہے کہ سیسہ بالکل جل جاتا ہے اب چاندی پر چند قطرے پانی کے چھڑکے جاتے ہیں اور اس کے بعد ہتوڑے سے اس قدر کوٹی جاتی ہے کہ اس میں سیسے کا نام و نشان بھی باقی نہیں رہتا۔ اس کے بعد دھات کو نئی نلی میں رکھ کر اُس کا وزن کیا جاتا ہے۔ اگر چاندی وزن میں چھ چاول کم ہو گئی تو سمجھا جاتا ہے کہ آزمائش کا کام ختم ہو گیا اور چاندی کھری رہ گئی۔ اور اگر ایسا نہ ہوا تو چاندی کو پھر تاؤ دیتے ہیں یہاں تک کہ اس میں چھ چاول کی کمی کا یقین ہو جائے۔ ہزار روپے بھر چاندی کی آزمائش کرنے کی اجرت ۳ دام ۱/۲ ۱۱ ہیتل مقرر ہے۔

نیاریہ۔ یہ ملازم خاک خالص کو جمع کرتا اور ہر دفعہ دو دو سیر خاک لے کر اُسے دھوتا ہے۔ مٹی میں جس قدر سونا ہوتا ہے وہ اپنی گرانی کی وجہ سے پانی کی تہ میں بیٹھ جاتا ہے۔ مٹی کو اس طرح دھونے کے بعد اُسے ککرہ کہتے ہیں۔ ککرے میں اب بھی سونا شامل ہوتا ہے جس کے نکالنے کی ترکیب بعد میں بیان کی جائے گی۔ تہ نشین مٹی میں پارہ ملا کر مٹی کو خوب ملتے ہیں سیر بھر مٹی میں چھ ماشے پارہ صرف ہوتا ہے۔ سیماب اپنی فطری کشش سے سونے کو اپنے میں جذب کر لیتا ہے اس پارے کو شیشے میں ڈالتے ہیں اور تپا کر سونے کو پارے سے جدا کر لیتے ہیں۔ خاک کی اس مقدار سے سونا نکالنے کی اجرت نیاریہ کو ۲۰ دام دو جیتل دیئے جاتے ہیں۔

ککرے کا عمل ککرے میں اتنی ہی مقدار پتھر کی ڈالتے ہیں اور رسی کو گائے کے گوبر میں ملاتے ہیں۔ اس کے بعد پہلے مرکب کو پیس کر دوسرے میں ملا دیتے ہیں اور اس سے دو دو سیر کے گولے بنا کر ان گولوں کو کپڑے پر سکھاتے ہیں۔

پتھر مندرجۂ ذیل طریقوں سے تیار کیا جاتا ہے۔

زمین میں ایک گڈھا کھودتے ہیں اور اس گڈھے میں ببول کی راکھ اس طرح بھر دیتے ہیں کہ ایک من سیسے کے لئے راکھ کا ڈھیر چھ انگل اونچا ہو جاتا ہے اور راکھ کی زیریں سطح کو ہموار کر کے اس میں سیسہ ڈال دیتے ہیں۔ اس عمل کے بعد گڈھے کو کوئلے سے ڈھانپ کر اس میں آگ لگا دیتے ہیں اور سیسے کو گلاتے ہیں سیسہ گلنے کے بعد کوئلے کو ہٹا لیتے ہیں اور دو مٹی کی رکابیاں کانٹوں سے باہم جکڑی ہوئی بھٹی پر رکھتے ہیں ان رکابیوں کا ایک منہ جو دھونکنی کی طرف ہوتا ہے بند رہتا ہے اور دوسرا منہ کھلا ہوتا ہے۔ اب بھٹی کو ایک اینٹ سے ڈھانک دیتے ہیں اور کچھ مدت تک اسے اسی حالت میں رہنے دیتے ہیں یہاں تک کہ راکھ سیسے کو اپنے میں جذب کر لیتی ہے اینٹ کو تھوڑی دیر کے بعد اٹھا کر سیسے کو دیکھتے جاتے ہیں۔ سیسے کی مذکورۂ بالا مقدار میں چار ماشے چاندی ملاتے ہیں اور اس راکھ کو پانی سے ٹھنڈا کر لیتے ہیں اور اسی خاک کو پتھر کہتے ہیں۔

ایک من سیسے میں دو سیر دھات جل جاتی ہے اور خاک کی وجہ سے چار سیر وزن زیادہ ہو جاتا ہے۔ اس طرح عمل ختم ہونے کے بعد مجموعی وزن ایک من دو سیر ہوتا ہے۔

رسی۔ ایک قسم کا تیزاب ہے جو سجی اور شورے سے بنتا ہے۔

پتھر اور رسی کا حال بیان کرنے کے بعد پھر اصل مقصود کا ذکر کیا جاتا ہے اور ککرے کا ناتمام بیان ختم کیا جاتا ہے۔ دو سیری گولے تیار کرنے کے بعد تنور کی شکل کا ایک برتن بناتے ہیں جو دونوں سروں پر تنگ اور بیچ میں چوڑا ہوتا ہے یہ ڈیڑھ گز اونچا ہوتا ہے اور اس کے پیندے میں ایک سوراخ کرتے ہیں۔ یہ سخت کوئلوں سے اتنا بھر دیا جاتا ہے کہ چار انگشت اندر خالی رہ جاتی ہے۔ اس کے بعد زمین میں ایک گڈھا کھود کر برتن کو اسی گڈھے میں رکھتے ہیں اور دھونکنی سے اس میں آگ

دہکاتے ہیں۔ جب آگ خوب روشن ہو جاتی ہے تو مندرجہ بالا گولوں کو ایک ایک کر کے توڑتے ہیں اور اس آگ میں ڈال لیتے اور گلاتے جاتے ہیں، سونا، چاندی، تانبہ اور سیسہ گل گل کر سوراخ کی راہ سے گڑھے میں آجاتے ہیں۔ جو باقی ماندہ چیز برتن میں رہ جاتی ہے اُسے نرم کر کے دھوتے ہیں۔ اس طرح سیسے کو علیحدہ کر لیتے ہیں۔ اس عمل کو ختم کر کے راکھ کو پھر یکجا جمع کرتے ہیں اور اس خاک سے بھی بعض ترکیبوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں جو دھات گڑھے میں آجاتی ہے اُسے نکال کر پھر کے طریقے سے گلاتے ہیں سیسہ خاک میں مل جاتا ہے جس میں سے تیس سیر راکھ سے جدا کر کے نکال لیا جاتا ہے اور دس سیر جل جاتا ہے۔ سونا، چاندی اور تانبہ اور تھوڑا سیسہ اسی طرح مٹی کے ڈھیر میں رہ جاتے ہیں اور اسی کو بگراوئی یا گبراوئی کہتے ہیں۔

عمل بگراوئی۔ زمین میں ایک گڑھا کھودتے ہیں اور اس گڑھے میں ببول کی راکھ بھر دیتے ہیں۔ سو تولے بگراوئی کے لئے آدھ سیر راکھ گڑھے میں ڈالی جاتی ہے۔ اس کی ایک رکابی بنا کر بگراوئی کو اس میں ملا دیتے ہیں اور اس میں ایک تولہ تانبہ اور پانچ تولے سیسہ بھی ملاتے ہیں۔ اب اس رکابی کو کوئلے سے لبالب بھر کر اُسے ایک اینٹ سے ڈھانک دیتے ہیں۔ جب تمام چیزیں گل جاتی ہیں تو کوئلے اور اینٹ کو ہٹا لیتے ہیں اور ببول کی لکڑیاں جلا دیتے ہیں یہ آگ اُس وقت تک جلتی رہتی ہے جب تک کہ سیسہ اور تانبہ راکھ میں نہ مل جائیں سیسہ اور تانبہ مٹی میں مل جاتے ہیں اور سونا اور چاندی ڈھیر سے علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ اس راکھ کو بھی کھرل کہتے ہیں اور اس سے سیسہ اور تانبہ جس طریقے سے نکالا جاتا ہے اُس کا تفصیلی بیان آگے آئے گا۔

آئین (۸)

سونے کو چاندی سے علیحدہ کرنے کی ترکیب

جوڑ کو تین مرتبہ تانبے اور تین مرتبہ گندھک ملا کر گلاتے ہیں جس کو ہندی میں چھا چھپا کہتے ہیں۔ اس ترکیب کے ہر تولے کے لئے ایک ماشہ تانبہ اور ایک ماشہ دو سرخ گندھک استعمال کی جاتی ہے۔ جوڑ کو پہلے تانبے کے ساتھ اور اس کے بعد گندھک میں ملا کر گلاتے ہیں۔ اگر جوڑ کا وزن سو تولے ہوتا ہے تو سو ماشے تانبہ اس طریقے پر صرف کیا جاتا ہے کہ پہلے پچاس ماشے تانبہ جوڑ کے ساتھ گلاتے ہیں اور اس کے بعد پچیس پچیس ماشے دو مرتبہ کر کے گلایا جاتا ہے گندھک کو بھی اسی مناسبت سے جوڑ میں ملاتے ہیں۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جوڑ کو ریزہ ریزہ کر کے اس میں پچاس ماشے تانبہ ملا کر اُسے گھریا میں گلاتے ہیں۔ اپنے پاس ایک برتن میں ٹھنڈا پانی بھر کے رکھ لیتے ہیں اور پانی کی سطح پر خس کی جھاڑو کی طرح بچھا دیتے ہیں جس پر گلی ہوئی دھات کو ڈال لیتے ہیں اور رقیق مادے کو لکڑی سے ہلاتے جاتے ہیں تاکہ جمنے نہ پائے اس کے بعد ان ٹکڑوں کو دوبارہ بقیہ تانبے میں ملا کر ایک گھریا میں ملاتے ہیں اور اس کو سائے میں ٹھنڈا کر کے جماتے ہیں۔ اس جوڑ کے ہر تولے میں دو ماشے اور دو سرخ گندھک صرف ہوتی ہے یعنی سو تولے جوڑ کے لئے ½۱ سیر گندھک استعمال میں آتی ہے۔

جب تین مرتبہ اسی طرح گلا لیتے ہیں تو سطح پر سفیدی سی جمی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ یہ سفیدی چاندی ہے جو اس طرح نکل آتی ہے۔ اس کو نکال کر علیحدہ رکھتے ہیں جس کا عمل بعد میں بیان کیا جائے گا۔

جب یہ جوڑ تین مرتبہ تانبے اور گندھک کے اور تین مرتبہ ساتھ گلا لیا جاتا ہے اور چھیوں عمل پورے ہو جاتے ہیں تو سونے کی جمی ہوئی ٹکیا رہ جاتی ہے پنجابی زبان میں اس سونے کو کَیل اور دہلی میں پنجر کہتے ہیں۔

اگر جوڑ میں سونا زیادہ مقدار میں ہوتا ہے تو یہ علیحدہ کیا ہوا سونا صفائی کے درجے میں ۶½ بانی ہوتا ہے لیکن ایسا سونا پانچ بلکہ چار بانی ہی ہوتا ہے۔

سونے کو کھرا کرنے کے لئے مندرجۂ ذیل طریقوں میں سے کسی ایک پر عمل کرنا ضروری ہے۔

پہلا طریقہ یہ ہے کہ اس سونے کے پچاس تولوں میں چار سو تولے کھرے اور خالص سونے کے ملائے جاتے ہیں اور اس سونے کو سلونی کے عمل سے خالص کر لیتے ہیں۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ الونی کے عمل سے کام لیں۔ اس طریقے کی تشریح یہ ہے کہ دو حصے بنوا کنڈے ور ایک حصہ شورے کا مرکب بناتے ہیں اور پنجر کی سلائیاں بنا کر ان کے پتر تیار کرتے ہیں۔ ہر پتر کا وزن ۱½ تولے سے کم نہیں ہوتا لیکن سلونی پتروں سے یہ پتر ذرا چوڑے ہوتے ہیں۔ ان پتروں پر سیسم کا تیل ملتے ہیں اور اس کے بعد پتروں پر کنڈے اور شورے کے مرکب کا لیپ چڑھاتے ہیں اور ہر لیپ کے بعد دو ہلکی آنچیں دیتے ہیں۔ اسی طرح تین یا چار مرتبہ لیپ چڑھا کر اُسے آگ میں تپاتے ہیں یہاں تک کہ سونا کھرا ہو جاتا ہے۔ اگر چاہتے ہیں کہ سونے کو اس سے بھی زیادہ کھرا کریں تو اس عمل کو بار بار کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ نو بانی ہو جاتا ہے۔ اس کی راکھ بھی جمع کر کے رکھ لی جاتی ہے اور یہ مٹی بھی ایک قسم کی کھرل ہے۔

آئین (۹)

راکھ سے چاندی نکالنے کی ترکیب

جس قدر راکھ الونی کے عمل کے پہلے اور اس کے بعد جمع کرلی جاتی ہے اُس کا دُگنا سیسہ اُس میں ملاتے اور اس کو ایک گھریا میں رکھ کر ایک پہر گوبلے کی آنچ دیتے ہیں۔ جب آگ ٹھنڈی ہو جاتی ہے تو دھات کو اسی طریقے سے خالص کرتے ہیں جیسا کہ سباک کے عنوان کی تشریح میں مفصل تحریر میں آچکا ہے۔ اس راکھ کو بھی کھرل کہتے ہیں۔ سلونی کے دوسرے طریقے بھی ہیں جن سے ہنرمند بخوبی واقف ہیں۔

پنی وار۔ یہ شخص کھرل کو گلا کر تانبے سے چاندی کو جدا کرتا ہے۔ اس کی مزدوری فی تولہ ½ ادام مقرر ہے۔ جو منافع اُسے ملتا ہے اس کے عوض میں ہر ماہ ۳۰۰ دام دیوان کو ادا کرتا ہے۔

اس کے عمل کی تفصیل یہ ہے کہ پہلے کھرل کے ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہے اور اس کے بعد ایک من کھرل میں ڈیڑھ سیر سہاگہ اور تین سیر سجی ملاتا ہے اور پورے مرکب میں سے ایک ایک سیر دفعہ کرکے اسی طرح کوزے میں ڈالتا ہے جیسا کہ سونا کھرا کرنے کی ترکیب میں بیان ہو چکا ہے۔ اس کے بعد مرکب کو گلاتا ہے۔ سیسے اور چاندی کا مرکب پگھل کر گڑھے میں گرتا ہے جو بعد میں عمل سباکی سے صاف کرلیا جاتا ہے۔ سیسہ جو چاندی سے جدا ہو کر راکھ میں مل جاتا ہے پھر نہیر بن جاتا ہے۔

(۱۹) پیکار۔ یہ شخص سلونی اور کھرل شہر کے سناروں سے خرید تا ہے اور انھیں دارالضرب میں لے جاکر گلواتا ہے اور اس طرح چاندی اور سونے سے فائدہ اُٹھاتا ہے۔ یہ شخص ایک من سلونی کے لئے سترہ دام اور ایک من کھرل کے معاوضے میں چودہ دام خالصے میں داخل کرتا ہے۔

(۲۰) نچوئی والہ۔ یہ شخص پرانے تانبے کے وہ سکّے لے آتا ہے جس میں جس میں چاندی ملی ہوئی ہوتی ہے۔ اس کو ہر سو تولے میں ½۳ روپے دیوان کو دینے ہوتے ہیں۔ اگر یہ شخص چاہے کہ چاندی کے سکّے بنوائے تو اُس کی مقررہ اجرت اُسے علیحدہ ادا کرنی ہوتی ہے۔

(۲۱) خاک شو۔ جب کہ سونے اور چاندی کے مالک اپنا مال مختلف طریقوں سے صاف کر کے جیساکہ بیان ہوا لے جاتے ہیں تو یہ شخص دارالضرب میں جھاڑو دیتا ہے اور اُسے اپنے گھر لے جاکر خاک کو دھوتا ہے اور اس سے فائدہ اُٹھاتا ہے۔ بیشمار خاک شو اس عمل سے اچھی خاصی تجارت کرتے ہیں۔ ہر خاک شو ہر مہینے ½۱۲ روپے بطور نذرانہ خزانے میں داخل کرتا ہے۔ خاک شو کی طرح دارالضرب کا ہر اہلکار ہر سو داموں کے منافع میں تین دام خزانۂ سرکار میں داخل کر دیتا ہے۔

آئین (۱۰)

سکّہ جات سلطنت: سونے کے سکّے

جب بادشاہ نے اپنی توجہ سے سونے اور چاندی کو بالکل صاف اور کھرا کر لیا تو نقوش بھی طرح طرح کے ایجاد کر کے سکّوں کو زیب و زینت دی جس سے خزانے کی رونق بڑھی اور اہل دُنیا کو مسرّت و خوشی حاصل ہوئی۔ اس جگہ نقوش کا مختصر حال لکھا جاتا ہے۔

شہنشہ۔ یہ ایک گول سکّہ ہے جو وزن میں ۱۰۱ تولے ۹ ماشے سات سرخ کے برابر ہے۔ اس سکّے کی قیمت سو لعل جلالی ہے۔ سکّے میں ایک طرف بیچ میں قبلۂ عالم کا نام کندہ ہے اور کناروں کی پانچ محرابوں میں یہ عبارت لکھی ہوئی ہے "السلطان الاعظم الخاقان المعظم خلد اللہ ملکہ و سلطانہ ضرب دار الخلافۃ آگرہ" سکے کے دوسری طرف وسط میں کلمۂ طیبہ اور "ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب" لکھا ہوا ہے اور چاروں طرف حضرات چاریار رضی اللہ عنہم کے اسمائے گرامی کندہ ہیں۔

پہلے مولانا مقصود مُہرکن نقاشی کرتے تھے اس کے بعد ملا علی احمد نے صناعی کو ختم کیا اور سکّے کے ایک طرف یہ عبارت بڑھائی کہ "افضل دینار ینفقه الرجل دینار اینفقه علیٰ اصحابه فی سبیل اللہ اور دوسری طرف

السلطان العالی الخلیفۃ المتعالی خلد اللہ ملکہ و سلطانہ و ابد عدلہ و احسانہ کندہ کیا
لیکن اس کے بعد یہ تمام عبارتیں مٹا دی گئیں اور ملک الشعرا تذکرۃ الحکما شیخ فیضی کی
یہ رباعی سکے کے ایک طرف لکھی گئی۔

خورشید کہ ہفت بحر از و گوہر یافت   سنگ سیہ از پرتو آں جوہر یافت
کان از نظر تربیت او زر یافت   واں زر شرف از سکہ شاہ اکبر یافت

اسی جانب درمیان میں اللہ اکبر جل جلالہ کندہ کیا گیا۔
سکے کی دوسری جانب یہ رباعی لکھی گئی۔

ایں سکہ کہ پیرایۂ امید بود   با نقش دوام و نام جاوید بود
سیمائے سعادتش ہمیں بس کہ بدہر   یک ذرہ نظر کردۂ خورشید بود

سکے کے اسی جانب درمیان میں سن الٰہی اور مہینہ کندہ کرائے گئے۔

(۲) اسی نام اور اسی صورت کا ایک دوسرا سکہ ہے جو وزن میں نوے تولے آٹھ ماشے اور قیمت میں سو گول اشرفیوں کے برابر ہے۔ ان اشرفیوں میں ہر ایک کا وزن گیارہ ماشے ہے۔ اس سکے پر بھی مذکورۂ بالا آخری نقش کندہ ہے۔

(۳) رہس۔ دونوں سکوں کا نصف ہے۔ یہ سکہ بعض اوقات مربع کی شکل کا ہوتا ہے۔ اس سکے کے ایک طرف سہنسہ کا نقش کندہ ہے اور دوسری جانب شیخ فیضی کی یہ رباعی لکھی ہوئی ہے۔

ایں نقد روان گنج شاہنشاہی   با کوکب اقبال کند ہمراہی
خورشید بہ پرورش ازاں رو کہ بدہر   یابد شرف از سکۂ اکبر شاہی

(۴) آتمہ۔ سہنسہ کا ۱/۴ حصہ ہے۔ یہ سکہ گول اور چوکور دونوں طرح کا ہوتا ہے بعض سکوں پر تو سہنسہ کا نقش کندہ ہے اور بعضوں کے ایک طرف فیضی کی یہ رباعی لکھی ہوئی ہے۔

ایں سکہ کہ دست بخت را زیور باد   پیرایۂ نہ سپہر و ہفت اختر باد
زریں نقدیست کار از و چوں زر باد   در دہر رواں بنام شاہ اکبر باد

اور دوسری طرف وہی پہلی رباعی کندہ ہے۔

(۵) بنسَت ۔ آتمہ کی طرح یہ سکّہ بھی گول اور چوکور دونوں قسم کا تیّار کیا جاتا ہے۔

یہ سکّہ قیمت میں سہنسہ کا ۱/۵ حصّہ ہے۔ اس کے علاوہ اور دوسرے سونے کے سکّے بھی ہیں جو شکل اور نقش میں بنسَت کی طرح ہوتے ہیں اور قیمت میں سہنسہ کے ۱/۸ - ۱/۱۰ - ۱/۲۰ اور ۱/۲۵ حصّوں کے برابر ہیں۔

(۶) چُگَل ۔ چہار گوشہ ۔ یہ چوکور سکّہ ہے ۔ اس کا وزن ۳ تولے ۱/۴ ۵ سرخ ہے۔ اس کی قیمت تیس روپے ہے۔

گرد (گول) گول سکّے کا وزن ۲ تولے ۹ ماشے ہے اور قیمت میں تین جلالی مُہر کے برابر ہے۔ ہر مُہر کی قیمت گیارہ روپے اور وزن گیارہ ماشے ہے۔

چگل مربع جو سہنسہ کا ۱/۵۰ حصّہ ہے اور قیمت میں دو لعل جلالی مُہر کے برابر ہے۔ چگل کی دونوں قسم کے سکّوں کے نقوش ایک ہی ہیں۔

(۷) لعل جلالی ۔ یہ سکّہ گول ہے اور وزن اور شکل میں دو مُہر کی برابر ہے۔ اس کے ایک طرف اللہ اکبر کندہ ہے اور دوسری جانب یامعین لکھا ہوا ہے۔

(۸) آفتابی ۔ یہ سکّہ بھی گول ہے۔ اس کا وزن ایک تولہ ۲ ماشے ۳/۴ ۳ سرخ ہے اس کی قیمت بارہ روپے ہے ۔ اس سکّے کے ایک طرف اللہ اکبر جل جلالہ لکھا ہوا ہے اور دوسری جانب دارالضرب کا نام اور سنہ الٰہی کندہ ہے۔

(۹) الٰہی ۔ یہ سکّہ بھی گول ہے اور اس کا وزن ۱۲ ماشے ۱/۴ ۱ سرخ ہے۔ اس پر بھی آفتابی سکّے کا نقش کندہ ہے اور دس روپے پر چلتا ہے۔

(۱۰) لعل جلالی چوکور ۔ اس کا وزن اور اس کی قیمت دونوں الٰہی سکّے کے وزن اور قیمت کے برابر ہیں اس سکّے کے ایک طرف اللہ اکبر اور دوسری طرف جل جلالہ لکھا ہوا ہے۔

(۱۱) عدل گٹکہ ۔ یہ سکّہ بھی گول ہے اور اس کا وزن گیارہ ماشے ہے اور اس کی قیمت نو روپے ہے ۔ اس سکّے کے ایک طرف اللہ اکبر اور دوسری طرف یامعین لکھا ہوا ہے۔

(۱۲) گول اشرفی ۔ یہ سکہ وزن اور قیمت میں عدل گٹکہ کے برابر ہے لیکن اس کا نقش مختلف ہے۔

(۱۳) محرابی ۔ یہ سکّہ وزن قیمت اور نقش میں گول اشرفی کے برابر اور اسی کے مانند ہے۔

(۱۴) معینی ۔ یہ سکّہ جو کورا اور گول دونوں طرح کا ڈھالا جاتا ہے ۔ وزن اور قیمت میں لعل جلالی اور گول اشرفی کے برابر ہے اور اس پہ یامعین کا نقش کندہ ہے

(۱۵) چہار گوشہ ۔ وزن اور قیمت میں آفتابی کے برابر ہے۔

(۱۶) گرد ۔ یہ سکہ الٰہی سکّے کا نصف ہوتا ہے اور اس کا نقش بھی وہی ہے جو الٰہی کا ہے۔

(۱۷) دھن ۔ یہ سکہ لعل جلالی کا نصف ہے۔

(۱۸) سلیمی ۔ یہ عدل گٹکے کا نصف ہے۔

(۱۹) ربی یا ربعی ۔ یہ سکّہ آفتابی کا چوتھا حصّہ ہے۔

(۲۰) من ۔ الٰہی اور جلالی سکّوں کا $\frac{1}{4}$ حصّہ ہے۔

(۲۱) نصف سلیمی ۔ عدل گٹکہ کا چوتھا حصّہ ہے۔

(۲۲) پنج ۔ یہ سکۂ الٰہی کا $\frac{1}{5}$ حصّہ ہے۔

(۲۳) پانڈو ۔ یہ سکہ لعل جلالی کا $\frac{1}{6}$ حصّہ ہے اس کے ایک طرف گل لالہ اور دوسری طرف گل نسترن کا نقش بنا ہوا ہے۔

(۲۴) ثمنی یا ہشت سدہ ۔ الٰہی سکّے کا $\frac{1}{8}$ حصّہ ہے اس کے ایک طرف اللہ اکبر کندہ ہے اور دوسری جانب جل جلالہ لکھا ہوا ہے۔

(۲۵) کلا ۔ الٰہی سکّے کا $\frac{1}{16}$ حصّہ ہے اس کے دونوں جانب گل نسترن کا نقش کندہ ہے۔

(۲۶) ذرّہ ۔ الٰہی سکّے کا $\frac{1}{32}$ حصّہ اور کلا کا ہمنقش ہے۔

دارالضرب شاہی میں سونے کے سکّوں کے تیار کرنے کا عام قاعدہ یہ ہے کہ لعل جلالی ۔ دھن اور من تینوں سکّے ایک ایک مہینہ ڈھالے جاتے ہیں۔

ان کے علاوہ دوسرے سکّے بلاخاص احکام صادر ہوئے تیّار نہیں کیے جاتے۔

چاندی کے سکّے

روپیہ

یہ سکّہ گول اور وزن میں ساڑھے گیارہ ماشے کا ہوتا ہے یہ سکّہ شیر خاں کے زمانے میں ایجاد ہوا اور عہد اکبری میں درجۂ تکمیل کو پہنچا اور اس پر تازہ نقش لکھا گیا۔ اس سکّے کے ایک طرف اللہ اکبر جل جلالہ کندہ ہے اور دوسری جانب تاریخ ضرب لکھی ہے۔ یہ سکّہ چالیس داموں کے برابر ہے اگرچہ اس کی قیمت گھٹتی بڑھتی رہتی ہے لیکن تنخواہوں کے ادا کرنے میں اس کی قیمت ہمیشہ چالیس دام سمجھی جاتی ہے۔

(۲) جلالہ۔ اس کی شکل چوکور ہے اور اسی عہد میں رائج کیا گیا ہے۔ اس کی قیمت اور اس کا نقش روپے کے برابر اور اسی کے مانند ہے۔

(۳) درب۔ جلالہ کا ½ حصّہ ہے۔

(۴) چرن۔ جلالہ کا ¼ حصّہ ہے۔

(۵) پاندو جلالہ کا ⅕ حصّہ ہے۔

(۶) اشٹ۔ جلالہ کا ⅛ حصّہ ہے۔

(۷) دسا۔ جلالہ کا ⅒ حصّہ ہے۔

(۸) کلا۔ جلالہ کا ١/١٦ حصّہ ہے۔

(۹) سوکی جلالہ کا ١/٢٠ حصّہ ہے۔

یہی بچکاریاں روپے کی بھی بنائی جاتی ہیں لیکن وہ مذکورۂ بالا سکّوں سے شکل میں مختلف ہیں۔

تانبے کے سکّے

دام۔ اس کا وزن پانچ ٹانک ہے (ایک تولہ آٹھ ماشے سات سرخ) روپے کا ١/٤٠ حصّہ ہے۔ پہلے اس سکّے کو پیسہ اور بہلولی کہتے تھے لیکن آجکل

دام کے نام سے مشہور ہے۔ اس سکّے کے ایک طرف دارالضرب کا مقام کندہ ہے اور دوسری جانب سنہ اور مہینہ لکھا ہوا ہے۔ حساب کی غرض سے دام کے پچیس حصّے سمجھے گئے ہیں اور ہر حصّے کو جیتل کہتے ہیں۔ یہ خیالی حصّے صرف حساب لکھنے میں استعمال کئے جاتے ہیں۔

ادھیلہ۔ یہ سکّہ دام کا نصف ہے۔

پاؤلی۔ یہ سکّہ دام کا ¼ حصّہ ہے۔

دمڑی۔ یہ سکّہ دام کا ⅛ حصّہ ہے۔

جہاں پناہ کے ابتدائی عہد حکومت میں سونے کے سکّے اکثر مقامات پر ڈھالے جاتے تھے لیکن اس زمانے میں صرف چار شہروں یعنی دارالخلافت، بنگالہ، احمد آباد، گجرات اور کابل میں تیار کئے جاتے ہیں۔

چاندی کے سکّے علاوہ ان چار شہروں کے دس مقامات پر اور ڈھالے جاتے ہیں جن کے نام حسب ذیل ہیں۔

الہ آباد، آگرہ، اجین، سورت، دہلی، پٹنہ، کشمیر، لاہور، ملتان، درماٹڈہ۔

اٹھائیس جگہ صرف تانبے کے سکّے ڈھالے جاتے ہیں۔ ان شہروں کے نام یہ ہیں:۔

اجمیر، اودھ، اٹک، الور، بدایون، بنارس، بھکر، بہرہ، پٹن، جون پور، جالندھر، ہردوار، حصار فیروزہ، کالپی، گوالیار، گورکھپور، کلانور، لکھنؤ، مندو، ناگور، سرہند، سیالکوٹ، سرونج، سہارن پور، سارنگ پور، سنبل، قنوج، رنتھنبور۔

کاروبار میں زیادہ تر گول اشرفی، روپے اور دام کا لین دین ہوتا ہے۔ بے ایمان اور دغاباز اشخاص سکّوں کو گھس کر یا اسی طرح کی دوسری مکّاریوں سے لوگوں کو طرح طرح کے نقصان پہنچاتے ہیں۔ لوگوں کے ان نقصانات اور اُس کی بربادی کو مدنظر رکھ کر جہاں پناہ ہمیشہ تجربہ کاروں کے مشورے اور آئین زمانہ شناسی سے ان غدّاریوں کو روکنے کے لئے نئے قوانین جاری کرتے رہتے ہیں۔

سکّوں کے رواج میں مختلف تغیر اور تبدّل ہوئے۔

ابتداً جب کہ حکومت کی باگ راجہ ٹوڈرمل کے ہاتھ میں تھی تو چار قسم کی

اشرفیاں سلطنت میں رائج تھیں۔

(۱) لعل جلالی جس پر بادشاہ کا نام نامی کندہ تھا اور جس کا وزن ۱ تولہ ۳/۴ ۱ سرخ تھا۔ یہ سکہ بالکل کھرا تھا اور اس کی قیمت چار سو دام مقرر تھی۔

(۲) ابتدائی زمانۂ حکومت میں ایک اشرفی رائج تھی جس پر شاہی مہر کندہ تھی۔ اس سکے کی تین قسمیں ہیں۔ سکہ بالکل کھرا تھا جس کا وزن پورے گیارہ ماشے تھا اور اس کی قیمت ۳۶۰ دام تھی۔ اگر امتداد زمانہ سے یہ سکہ تین چانول گھس جاتا تھا تو اس کی قیمت میں کوئی فرق نہیں آتا تھا لیکن اگر چار چانول سے چھ چانول تک کی کمی آجاتی تھی تو سکہ دوسرے درجے کا شمار ہوتا تھا اور اس کی قیمت ۳۵۵ دام ہو جاتی تھی اور اگر چھ سے نو چانول تک گھس جاتا تو سکے کو تیسرے درجے کی اشرفی سمجھتے تھے اور ایسا سکہ تین سو پچاس داموں پر چلتا تھا۔ اگر نو چانول سے بھی زیادہ سکے کے وزن میں کمی آجاتی تھی تو سکہ نامسکوک سونا سمجھا جاتا تھا۔

تین ہی طرح کے روپے بھی اس زمانے میں رائج تھے۔

(۱) چار گوشہ۔ اس سکے کی چاندی بالکل کھری تھی اور اس کا وزن ۱/۲ ۱۱ ماشے تھا۔ اس سکے کا نام جلالہ تھا اور اس کی قیمت چالیس دام تھی۔

(۲) پرانا اکبر شاہی گول روپیہ۔ اس کا وزن ایک سرخ کم تھا اور اس کی قیمت ۳۹ دام تھی۔

(۳) یہی روپیہ جب وزن میں دو سرخ کم ہو جاتا تھا تو اس کی قیمت بھی ۲ دام گھٹ جاتی تھی اور بجائے ۴۰ کے ۳۸ داموں پر چلتا تھا۔ جو سکے دو سرخ سے بھی زیادہ کم ہو جاتے تھے وہ نامسکوک چاندی کے مثل سمجھے جاتے تھے۔

دوسری مرتبہ جب اٹھارہ مہر ۲۹ سنہ الٰہی کو عضد الدولہ میر فتح اللہ شیرازی مہر رشتے کے افسر اعلیٰ مقرر ہوئے تو شاہی فرمان نافذ ہوا کہ اگر اشرفی میں تین اور روپے میں چھ چانول کی کمی آجائے تو سکوں میں کسی طرح کا نقصان نہ سمجھا جائے بلکہ یہ سکے پورے اور کھرے خیال کئے جائیں اور اگر اشرفی تین چانول سے بھی زائد کم ہو تو اسی کمی کے لحاظ سے قیمت بھی بحساب کسر گھٹا دی جائے۔ اسی بنا پر ایک مہر کی قیمت جو ایک سرخ وزن میں کم ہو تین دام اور کچھ کسر قرار پائی۔ یہ حکم منسوخ ہوا کہ جس اشرفی میں نو چانول تک

کمی ہو وہ بھی کھرا سکہ سمجھی جائے اور اس طرح ایک سرخ مسکوک سونے کی قیمت چار دام اور کچھ کسر قرار دی گئی۔

ٹوڈرمل کے قانون کے موافق ہر سرخ کی کمی سے چار دام قیمت گھٹ جاتی تھی اور اگر اشرفی میں تین چاول سے کچھ بھی زیادہ کمی ہو جاتی تھی جو اگرچہ آدھے چاول ہی کیوں نہ ہو تو قیمت میں پورے پانچ دام کا فرق آجاتا تھا۔ جو اشرفی وزن میں ڈیڑھ سرخ کم ہو جاتی تھی اس کی قیمت دس دام گھٹ جاتی تھی۔ اگر ڈیڑھ سرخ میں کچھ کمی بھی ہوتی تو بھی قیمت کی کمی میں کوئی فرق نہیں آتا تھا اور وہی دس دام اصل قیمت سے منہا کر لئے جاتے تھے (عضد الدولہ) کے جدید قانون سے اشرفیوں کے نرخ میں فرق ہو گیا اور اسی اشرفی کی قیمت میں کچھ اوپر چھ دام کی کمی کر دی گئی اور پوری قیمت تین سو ترپن (۳۵۳) دام اور کچھ کسر قرار پائی۔

گول روپے کی قیمت جو وزن میں صحیح اور جس کی چاندی کھری ہوتی تھی چھ کور روپے سے ایک دام کم قرار دی گئی تھی۔ فتح اللہ شیرازی نے اس قانون کو بھی منسوخ کیا اور گول روپیہ جو وزن میں پورا یا ایک سرخ کم تھا پورے چالیس داموں پر چلنے لگا۔ ٹوڈرمل کے عہد اقتدار میں جو روپیہ وزن میں دو سرخ کم ہوتا تھا اس کی قیمت ۳۸ دام سمجھی جاتی تھی۔ شیرازی کے عہد میں ایسے روپے کی قیمت میں صرف ایک دام اور کچھ کسر کی کمی قرار پائی۔

تیسرا تغیر۔ عضد الدولہ کے خاندیس جانے کے بعد راجہ ٹوڈرمل نے اشرفیوں کی قیمت بجائے جلالہ روپے کے گول سکوں میں مقرر کی اور اپنے ذاتی تعصب و سختی مزاج کی وجہ سے روپے اور اشرفی کی کمی اور نقصانات کے قانون کو بعینہ اسی طرح جاری کیا۔

چوتھی بار۔ جب احکام شاہنشاہی کا نفاذ قلیچ خاں کے سپرد کیا گیا تو اس نے بھی اشرفیوں کی قیمت مقرر کرنے میں راجہ ٹوڈرمل کے قاعدوں کی پابندی کی لیکن جس اشرفی کی قیمت میں راجہ نے پانچ دام کی کمی قرار دی قلیچ خاں نے اس کی قیمت دس دام گھٹا دی اور جو سکہ راجہ کے وقت میں دس دام کم پر چلتا تھا اسے قلیچ خاں نے بیس دام کم پر رائج کیا۔ جو اشرفی کہ وزن میں ½ ۱ سرخ کم ہوتی قلیچ خاں نے اسے

نامسکوک سونا قرار دیا۔ اسی طرح جس روپے میں ایک سرخ سے زائد کی کمی تھی وہ بھی غیر مسکوک چاندی سمجھا گیا۔

جہاں پناہ اپنے اعلیٰ عہدہ دار ملازموں پر بھروسہ کر کے اپنے کثرتِ کار کی وجہ سے سکّوں کے چلن اور ان کی قیمت کی کمی بیشی پر کم توجہ فرماتے تھے لیکن جب سکّوں کے بھاؤ میں وقتاً فوقتاً تبدیلی ہونے کی وجہ سے اس سررشتے کی بدنظمی کی خبر قبلۂ عالم کے کانوں تک پہنچی تو حضرت نے اس بارے میں ایسا عمدہ قانون جاری کیا کہ قریب وبعید ہر شخص کو خوشی حاصل ہوئی اور رعایا نے نقصان اور پریشانی کی تکلیف سے نجات پائی۔

چھبیس بہمن ۳۶ سنہ الٰہی کو جہاں پناہ نے دوسرے قاعدے کو تمام قوانین پر ترجیح دی اور اسی کو جاری فرمایا۔ عضد الدولہ کے قانون میں صرف اس قدر ترمیم فرمائی کہ اگر اشرفی تین چانول اور روپیہ چھ چانول تک کم ہو تو ایسے دونوں سکے بھی نامسکوک سمجھ کر قبول نہ کیئے جائیں۔ اس آئین نے کمینہ خصلت خیانت داروں کی بے ایمانی ومکاری کا خاتمہ کر دیا اس لئے کہ اگر دار الضرب کے اہلکار ہی کم وزن کا سکہ تیار کریں یا خزانے کے عمال کھرے سکّوں کو کم داموں پر لیں تو ایسی صورتوں میں پہلے قانون کی بنا پر ان بدنظمیوں کا کوئی چارۂ کار نہ تھا لیکن اس نئے قانون سے سارے ملک کو اطمینان اور آرام نصیب ہوا اور سب خوشحالی کے ساتھ زندگی بسر کرنے لگے۔ اس کے علاوہ بے شرم، بددیانت افراد وزن میں ہلکے چانول جن کو اُن سے سکّوں کو تولتے اور جو اشرفی تین چانول کم ہوتی تھی اُسے چھ چانول کم کر دیتے تھے اس طرح جو اشرفی چھ چانول کم ہوتی تھی اُسے نو چانول کم کہتے تھے۔ سکّوں کے اوزان کی یہ کمی اسی طرح بڑھتی جاتی تھی اور چور خوب اپنی جیبیں بھر کر دارین میں روسیاہ ہوتے تھے۔ جہاں پناہ کے حکم سے یاباغوری چانول وزن کے لئے بنائے گئے اور یہی چانول تولنے میں استعمال کیئے گئے۔

اُسی تاریخ ایک دوسرا قانون نافذ ہوا کہ خزانچی اور محاصل جمع کرنے والے رعایا سے کسی خاص قسم کا روپیہ نہ طلب کریں اور سکوں کی صفائی اور وزن میں جو کمی ہو اُس کا صحیح صحیح اندازہ کر کے موجودہ کے مطابق اصل قیمت وصول کریں۔ جہاں پناہ کے اس فرمان نے دغابازوں کو پست کیا اور لالچی اور طمع داروں کو اعتدال پسندی کی تعلیم اور مظلوم رعایا کو ستم پیشہ مکاروں کے پنجۂ ظلم سے نجات دی۔

آئین (۱۱)

درم و دینار

ممالک محروسہ کے رائج الوقت سکوں کا ذکر کرنے کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دونوں قدیم سکوں یعنی درم و دینار کے بھی کچھ مختصر حالات اور ان کی قیمت سے ناظرین کو آگاہ کیا جائے۔

درہم سے مراد چاندی کا سکہ ہے جو خستہ خرما کی مانند تھا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد معدلت میں یہ سکہ گول ڈھالا گیا اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اس پر "اللہ برکت" کا نقش کندہ کیا گیا۔ حجاج نے اس سکے پر سورۂ قل ھو اللہ کا نقش بنوایا بعض مورخین کہتے ہیں کہ حجاج نے درہم پر اپنا نام کندہ کرایا۔ ایک گروہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے درہم پر نقش کندہ کرائے بعض مورخین کہتے ہیں کہ عبد الملک بن مروان کے زمانے میں رومی دینار اور کسروی اور حمیری درہم ممالک میں رائج تھے۔ عبد الملک کے حکم سے حجاج نے ان سکوں کو منقوش کیا۔

دوسرا گروہ کہتا ہے کہ حجاج نے غیر خالص درموں کو میل سے صاف کیا اور ان پر اللہ احد اللہ الصمد کے نقش کندہ کرائے۔ یہ درم مکروہہ کے نام سے مشہور ہوئے جس کی وجہ یہ تھی کہ اس طرح خدا کے مقدس نام کی اہانت ہوتی تھی اور یا یہ کہ اصل نام میں تغیر اور تبدل پیدا ہوا اور غلطی سے یہ سکے مکروہ کہلانے لگے۔ حجاج کے بعد عمر بن ہبیرہ نے یزید بن عبد الملک کے عہد اور اپنی حکومت عراق کے

زمانے میں حجاج سے بہتر درہم تیار کرائے۔ خالد بن عبد اللہ قسری والی عراق نے درہموں کو اور زیادہ خالص کرایا۔ خالد کے بعد یوسف عمر نے اپنی طبّاعی سے درہموں کو کمال کے مرتبے پر پہنچایا۔ بعض مورخین کہتے ہیں کہ سب سے پہلے مصعب ابن زبیر نے درہم تیار کرائے۔ ان درہموں کے مختلف اوزان بتائے جاتے ہیں۔ بعضوں کا بیان ہے کہ مصعب کے سکوں کا دس یا نو اور چھ یا پانچ مثقال وزن تھا۔ بعض مورّخین لکھتے ہیں کہ ان سکّوں کا وزن بیس اور بارہ اور دس قیراط تھا لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ نے ہر قسم کا ایک درہم لے کر ان سکوں کے مجموعی وزن کا $\frac{1}{3}$ حصّہ جدید درہم کا وزن قرار دیا اس طرح فاروقی درہم چودہ قیراط کا قرار پایا۔ ایک گروہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظمؓ کے زمانے میں کئی قسم کے درہم رائج تھے۔ ایک درہم کا وزن آٹھ دانگ تھا۔ راس بغل نے جو سکّوں کا نقاد تھا حضرت عمرؓ کے حکم سے اس درہم کو مسکوک کیا اور سکہ اسی شخص کے نام سے مشہور ہو کر بغلی کہلایا۔ بعض مورخ کہتے ہیں کہ ایک قصبے کا نام بغل تھا اور یہ سکہ اسی قصبے کی طرف منسوب ہو کر بغلی کے نام سے مشہور ہوا۔ اسی طرح چار دانگی سکّوں کو طبری۔ تین دانگی سکّوں کو مغربی اور ایک دانگی سکّے کو یمینی کہتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے ان تمام سکّوں کے مجموعی وزن کے اندازے کے موافق تمام درہموں کو ہم وزن کر دیا۔ فاضل خجندی کا بیان ہے کہ قدیم زمانے میں دو قسم کے درہم رائج تھے ایک قسم ہشت دانگی، اور دوسرا شش دانگی کے نام سے مشہور تھا۔ ایک دانگ دو قیراط کا اور ایک قیراط دو طسوج کا اور ایک طسوج دو حبّہ کا ہوتا ہے۔

دوسرا کھوٹا سکّہ تھا جو وزن میں چار دانگ اور کچھ کسر کے برابر تھا مذکورۂ بالا بیانات کے علاوہ اور بھی مختلف اقوال ہیں۔

دینار سونے کا سکّہ ہے جس کا وزن ایک مثقال ہے۔ دینار درہم کا $\frac{3}{7}$ اگونہ ہے۔ ایک مثقال چھ دانگ کا اور ایک دانگ چار طسوج اور ایک طسوج دو حبے کا اور ایک حبہ دو جو کا اور ایک جو چھ خردل کا اور ایک خردل بارہ فلس کا اور ایک فلس چھ فتیل کا اور ایک فتیل چھ نقیر کا اور ایک نقیر چھ قطمیر کا اور ایک قطمیر

بارہ ذرّے کا سمجھا جاتا تھا۔

مثقال ایک وزن کا نام ہے جس سے سونے کو تولتے تھے۔ اس حساب سے ہر مثقال چھیانوے جو کے برابر ہے۔ اس کے علاوہ خود ایک سونے کے سکّے کا نام بھی مثقال ہے۔ بعض قدیم تحریرات سے واضح ہوتا ہے کہ یونانی مثقال اب غیر مستعمل اور وزن میں دو قیراط کم ہے۔ اسی طرح یونانی درہم دوسرے اسی قسم کے سکّوں سے وزن میں مختلف ہوتے ہیں۔ ان درہموں کا وزن دیگر ممالک کے سکّوں سے $\frac{۱}{۴}$ یا $\frac{۱}{۵}$ مثقال کم ہوتا ہے۔

آئین (۱۲)

چاندی اور سونا وغیرہ بیچنے والوں کا نفع

ایک تولہ دہ بانی سونے کی قیمت ایک گول اشرفی ہے جس کا وزن گیارہ ماشے کا ہے۔ اگر سونا ۹ ۳/۴ بان کا ہے تو اسی ایک اشرفی کے عوض ایک تولہ دو سرخ سونا ملتا ہے۔ اگر سونا ۹ ۱/۲ بانی ہے تو ایک اشرفی پر ایک تولہ چار سرخ سونا بکتا ہے۔ اگر سونے کا کھرا پن ۹ ۱/۴ بان ہے تو ایک تولہ چھ سرخ سونا ایک اشرفی کے عوض میں ملتا ہے اور اگر سونا ۹ بانی ہے تو ایک اشرفی پر ایک تولہ ایک ماشہ اس طرح ہر بان کی کمی ہونے سے اسی گیارہ ماشے کی اشرفی کی خرید و فروخت میں سونے کے وزن میں ایک ماشے کا اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

سوداگر ایک سو تیس تولے ۲ ۱/۲ ماشے ۵/۸ سرخ ۱/۴ بانی سونا جسے ہُن کہتے ہیں ایک سو لعل جلالی کو خرید کرتا ہے۔ اس پوری مقدار میں بائیس تولے ۹ ۱/۲ ماشے سونا گلانے میں جل کر خاک خالص میں مل جاتا ہے اور اس طرح ایک سو سات تولے چار ماشے ۱/۸ خالص اور کھرا سونا رہ جاتا ہے۔ اس خالص سونے کی ایک سو پانچ اشرفیاں گیارہ ماشے کی بنائی جاتی ہیں۔ سکوں کے تیار ہونے کے بعد آدھا تولہ سونا بچ رہتا ہے جس کی قیمت چار روپے ہوئی۔ خاک خالص سے دو تولے گیارہ ماشے چار سرخ سونا اور گیارہ تولے ۱۱ ۱/۲ ماشے ۱/۲ سرخ چاندی نکلتی ہے۔ ان دونوں

دھاتوں کی قیمت پینتیس روپے ساڑھے بارہ تنگے ہوئے اور اس طرح ہُن کی مذکورہ بالا مقدار کے عوض ایک سو پانچ اشرفیاں انتالیس روپے اور پچیس دام ملتے ہیں۔ اس کل رقم میں سے دو روپے اٹھارہ دام ساڑھے بارہ جیتل کاریگر اپنی مزدوری میں اسی شرح سے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا لے لیتے ہیں۔ پانچ روپے آٹھ دام اور آٹھ جیتل مصالح میں صرف ہو جاتے ہیں۔ سونے کے صاف کرنے میں ایک روپیہ چار دام اور ڈیڑھ جیتل صرف ہوتے ہیں چھتیس دام اور آدھے جیتل کے کنڈے خرچ ہوتے ہیں چار دام اور پینتیس جیتل سلونی میں ادا کئے جاتے ہیں۔ ایک دام اور دو جیتل کا پانی خرچ ہوتا ہے گیارہ دام اور پانچ جیتل کا پارہ خرید اجاتا ہے۔ خاک خلاص کے دھونے میں چار روپے چار دام $\frac{1}{2}$ ۶ جیتل صرف ہوتے ہیں۔ اکیس دام $\frac{1}{2}$ ۷ جیتل کا کوئلہ صرف ہوتا ہے تین روپے بائیس دام اور چوبیس جیتل کا سیسہ خرچ ہوتا ہے چھ روپے $\frac{1}{2}$ ۳۷ دام سونے کا مالک سوداگر سے معاہدے کے موافق اپنا مال اسے قرض دینے کے معاوضے میں لیتا ہے۔ اگر سونا خالصہ کا مال ہوتا ہے تو یہ اجرت دیوان کو ادا کی جاتی ہے۔ سو مُہر جلالی سوداگر اپنے لائے ہوئے سونے کی قیمت میں لے لیتا ہے۔ اس کے علاوہ بارہ روپے ۳۷ دام $\frac{1}{2}$ ۳ جیتل سوداگر اپنے نفع میں پاتا ہے اور پانچ اشرفیاں بارہ روپے $\frac{1}{2}$ ۳ دام خالصے میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اسی شرح حساب سے سوداگر اس خرید و فروخت سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

اگرچہ سونا دوسرے ممالک سے ہندوستان میں لاتے ہیں لیکن تبّت کی طرح ہند کے شمالی پہاڑوں میں بھی بکثرت پایا جاتا ہے۔ دریائے گنگا اور سندھ کے بالو سے سلونی کے عمل سے سونا نکالتے ہیں۔ ہندوستان کے اکثر دریاؤں کی ریگ میں سونا ملا ہوا ہے لیکن شدید محنت اور کثرت مصارف کی وجہ سے ہر دریا کے کنارے ایسا اہم کام انجام نہیں پا سکتا۔

چاندی۔ خالص اور کھری چاندی ایک روپے کو ایک تولہ دو سرخ خریدی جاتی ہے یعنی نو سو پچاس روپے کی نو سو اٹھتّر تولے اور ساڑھے نو ماشے ملتی ہے۔ اس پوری مقدار میں پانچ تولے $\frac{1}{2}$ ۴ سرخ چاندی ڈلی بنانے میں جل جاتی ہے اور ایک ہزار چھ روپے بقیہ چاندی سے حاصل ہوتے ہیں اور ستائیس و نصف دام کا

چاندی کی قیمت میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس جملہ رقم میں دو روپے ۲۲ دام بارہ جیتل کاریگروں کی مزدوری میں دئے جاتے ہیں۔ پانچ دام ۳/۴ ۴ جیتل ترازوکش کو اور تین دام ۳/۴ ۲ جیتل چاشنی گیر کو ادا کئے جاتے ہیں۔ گداز گر ۱/۲ ۶ دام۔ سکچی ۱/۲ ۶ دام اور ضراب دو روپے ایک دام وصول کرتا ہے۔ دس دام پندرہ جیتل مصالح میں صرف ہوتے ہیں دس دام کا کوئلہ خرچ ہوتا ہے پندرہ جیتل پانی میں صرف ہوتے ہیں۔ پچاس روپے تیرہ دام دیوان کو ادا کئے جاتے ہیں۔ نو سو پچاس روپے سوداگر اپنی لائی ہوئی چاندی کے عوض میں لیتا ہے۔ اس کے علاوہ تین روپے اکیس دام ساڑھے دس جیتل سوداگر کو نفع میں دئے جاتے ہیں۔ اگر سوداگر آمیختہ چاندی کو اپنے گھر لے جا کر خود کھری کرتا ہے تو اس صورت میں اسے بہت زیادہ منافع ہوتا ہے لیکن اگر سکے ڈھلوانے کے لئے چاندی کو دارالضرب میں لاتا ہے تو نفع بہت زیادہ نہیں ہوتا۔

لاری اور شاہی اور دوسری قسم کی کھوٹی چاندی ایک روپے کو ایک تولہ چار سرخ کے نرخ سے بکتی ہے یعنی ۱۰۵۰ روپے کو نو سو اناسی تولے سات ماشے ملتی ہے۔ اس پوری مقدار میں چودہ تولے دس ماشے ایک سرخ عمل سیاکی میں جل جاتی ہے۔ اس حساب سے سو تولے چاندی میں ڈیڑھ تولہ سیاکی ضائع ہوتی ہے۔ چودہ تولے گیارہ ماشے تین سرخ چاندی گولیاں بنانے میں آگ کے نذر ہو جاتی ہے بقیہ چاندی کے عوض میں ایک ہزار بارہ روپے ملتے ہیں اور خاک کھرل سے ساڑھے تین روپے اور حاصل ہوتے ہیں۔ اس پوری رقم میں چار روپے ستائیس دام ساڑھے چوبیس جیتل مزدوروں کی اجرت میں دئے جاتے ہیں یعنی پانچ دام ۳/۴ ۷ جیتل ترازوکش کو۔ دو روپے انتیس جیتل سباک کو۔ چار روپے انتیس جیتل قرص کوب۔ تین دام چار جیتل چاشنی گیر کو۔ ساڑھے چھ دام چاندی گلانے والے کو۔ دو روپے ایک دام ضراب کو۔ ساڑھے چھ دام سکچی کو ادا کئے جاتے ہیں۔ پانچ روپے پندرہ جیتل مصالح میں صرف ہوتے ہیں۔ پانچ روپے چار دام کا سیسہ صرف ہوتا ہے۔ دس دام کا کوئلہ خرچ ہوتا ہے۔ پندرہ جیتل پانی کی اجرت میں دئے جاتے ہیں۔ پچاس روپے چوبیس دام خزانۂ سرکار میں داخل کئے جاتے ہیں اور نو سو پچاس روپے سوداگر اپنی چاندی کے معاوضے میں لیتا ہے۔ اس کے علاوہ چار روپے تئیس دام

سوداگر کو منافع میں دئے جاتے ہیں۔ بعض اوقات سوداگر چاندی سستے داموں خریدتا ہے اس صورت میں اُس کا نفع بھی بہت زیادہ ہوتا ہے چھبیس دام ڈھائی جیتل فی سیر کے حساب سے ایک ہزار چوالیس دام کا ایک من تانبا ملتا ہے یعنی اس پورے وزن میں ایک سیر گلانے میں جل جاتا ہے اور ایک سیر میں تیس دام تیّار ہوتے ہیں اس طرح ایک ہزار ایک سو ستّر دام ڈھالے جاتے ہیں ان میں سے ایک ہزار ایک سو چوالیس دام سوداگر اپنے تانبے کے عوض میں لے لیتا ہے اور اٹھارہ دام ساڑھے انیس جیتل اُسے منافع میں ملتا ہے تینتیس دام دس جیتل کاریگروں کی مزدوری میں دئے جاتے ہیں۔ پندرہ دام آٹھ جیتل مصالح میں صرف ہوتے ہیں (یعنی تیرہ دام آٹھ جیتل کا کوئلہ آتا ہے۔ ایک دام پانی لانے میں صرف ہوتا ہے اور ایک دام مٹّی کی قیمت دی جاتی ہے) اور ساڑھے اٹھاون دام خزانۂ سرکار میں جمع ہو جاتے ہیں۔

آئین (۱۳)

دھاتوں کی پیدائش کا بیان

صانع باکمال نے اربعہ عناصر کو پیدا کیا اور اُن کو باہم ترکیب دے کر حیرت انگیز قابل تعریف شکلیں اور صورتیں بنائی ہیں۔ ان چاروں عناصر میں آگ گرم و خشک اور مطلق ہلکی ہے، ہوا بہ نسبت دوسرے عناصر کے گرم تر اور ہلکی ہے، پانی سرد اور بہ نسبت ہوا کے بھاری ہے۔ خاک قطعاً سرد و خشک اور گراں ہے۔

گرمی اجسام کو ہلکا کرتی ہے۔ ٹھنڈ سے جسم بھاری ہوتا ہے۔ نمی جسم کے اجزا کو آسانی کے ساتھ ایک دوسرے سے جدا کرتی ہے اور یبوست (خشکی) اجزائے جسم کو ایک دوسرے سے علٰحدہ نہیں ہونے دیتی۔ اسی عجیب وغریب امتزاج سے دُنیا میں چار مرکب پیدا ہوئے۔

آثار علوی۔ معدنیات۔ نباتات۔ حیوانات بھی وہ چار مختلف وجود ہیں جن سے دُنیا کی گرم بازاری ہے۔ آفتاب یا دوسرے ناری اجسام کی گرمی سے پانی کے اجزا ہلکے ہو جاتے ہیں اور ہوا میں مل کر اوپر چڑھ جاتے ہیں اس مرکب کو بخار کہتے ہیں اور خاکی اجزا اس گرمی سے ہوائی اجزا میں مل کر بلند ہونے لگتے ہیں۔ اس مرکب کو دخان کے نام سے پکارتے ہیں کبھی کبھی اجزائے ہوائی بھی خاک سے ملتے ہیں بعض حکما دونوں طرح کے مرکب کو بخار ہی کہتے ہیں لیکن

جو مرکب اجزائے آبی کی آمیزش سے پیدا ہوتا ہے اُسے بخار تر اور بخار آبی کہتے ہیں اور جو مرکب اجزائے خاکی کے ملنے سے بنتا ہے اُسے بخار خشک اور بخار دخانی کے نام سے پکارتے ہیں۔ انھیں دونوں بخارات سے زمین کی سطح پر ابر و باد و پانی و برف وغیرہ بنتے ہیں اور زمین کے اندر انھیں بخارات کی وجہ سے زلزلے آتے ہیں، چشمے جاری ہوتے ہیں اور معدنیات کی کانیں تیار ہوتی ہیں۔

حکما بخار کو جسم اور دخان کو روح کا مثل سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انھیں دونوں کے باہم ملنے اور انھیں کی مقدار و نوعیت میں کمی و اضافہ ہونے سے مختلف قسم کے اجسام عالم کون و فساد میں اپنی جلوہ نمائی کی نیرنگیاں دکھاتے ہیں جیسا کہ حکمت کی کتابوں سے پورے طور پر واضح ہوتا ہے۔

معدنیات پانچ قسم کے ہوتے ہیں۔ اوّل وہ جو خشکی کی وجہ سے پگھل نہ سکے جیسے یاقوت۔ دوسرے وہ جو رقیق ہونے کی وجہ سے نہ گلے جیسے پارہ۔ تیسرے وہ جو آگ میں تو گل سکے لیکن نہ تو ہتوڑے کو قبول کرے اور نہ آگ پر اُڑ سکے جیسے پھٹکری۔ چوتھے وہ جو آگ میں گل بھی جائے اور ہتوڑے سے دب بھی سکے لیکن آگ پر نہ ٹھہر سکے جیسے گندھک۔ پانچویں وہ جو آگ سے گلے بھی اور ہتوڑے سے دب بھی جائے لیکن آگ پر نہ اُڑے جیسے سونا

کسی جسم کے گلنے سے یہ مراد ہے کہ اُس کے ذاتی اجزا تری اور خشکی کے تلازم سے ایک دوسرے سے جدا ہو کر سیال ہو جائیں۔ کسی جسم کے خاکسک پذیر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ہم اس جسم کو جس قدر چاہیں چوڑا اور لانبا کریں بلا اس کے کہ اس جسم سے ہم کوئی جزو علحدہ کریں یا یہ کہ اس کے حجم میں کسی چیز کا اضافہ کریں۔

بخار اور دخان کے مرکب میں اگر بخار کی مقدار زیادہ ہوتی ہے تو ان دونوں کی آمیزش اور مرکب کی پختگی کے بعد آفتاب کی گرمی مرکب کو بستہ کرتی ہے اور مرکب پارے کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ چونکہ پارے کے ہر جزو میں دخان موجود ہوتا ہے اس لئے اُس میں خشکی اتنی ہوتی ہے کہ پارے کو ہاتھ سے دبانے یا پھیلانے سے اُس کے اجزا ایک دوسرے سے مل نہیں جاتے اور

چونکہ اس میں بستگی حرارت کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے اس لئے گرمی اس کو پگھلا نہیں سکتی۔

اگر یہ دونوں جزو اعتدالی حالت میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو اس آمیزش سے ایک قسم کی لس دار چربی پیدا ہوتی ہے۔ بستہ ہونے کے وقت اجزائے ہوائی اس رطوبت میں داخل ہوجاتے ہیں اور ٹھنڈک کی وجہ سے چربی جم جاتی ہے۔ یہ مرکب آگ میں رکھنے سے روشنی دیتا ہے۔ مذکورۂ بالا ترکیب میں اگر دخان و چربی کی مقدار کچھ زیادہ ہوتی ہے تو اس آمیزش سے گندھک پیدا ہوتی ہے۔ گندھک سرخ، زرد، کبودی اور سفید چار طرح کی ہوتی ہے۔ اگر دخان زیادہ اور چربی کی مقدار کم ہوتی ہے تو ہرتال پیدا ہوتا ہے۔ ہرتال سرخ و زرد دو قسم کا ہوتا ہے۔ اگر بخار زیادہ ہوتا ہے تو قبل اس کے کہ جوہر بستہ ہو سیاہ اور سفید قسم کا نفط پیدا ہوتا ہے۔ چونکہ عام طور پر بستگی کا باعث سردی ہے اس لئے ہر بستہ چیز حرارت سے پگھل جاتی ہے اور روغنیت و رطوبت کی زیادتی سے آگ کے اثر کو قبول کرلیتی ہے لیکن رطوبت کی زیادتی سے خاکستر پذیر نہیں ہوتی۔

اگرچہ ہفت فلزات کے اجزائے ذاتی پارہ اور گندھک ہیں لیکن دھاتوں کے اقسام کا وجود میں آنا اور ان کا صفائی میں ایک دوسرے سے مختلف ہونا گندھک اور پارے کی آمیزش میں تفاوت ہونے اور ان ہر دو اجزا کے اختلاف عمل و تاثیر پر مبنی ہے۔

گندھک اور پارہ جب اپنی جوہریت میں بالکل صاف اور اجزائے ارضی کی آمیزش سے محفوظ ہوتے ہیں تو اگر گندھک سفید اور پارہ مقدار میں زیادہ ہوتا ہے تو کمال پختگی کے بعد اس آمیزش سے چاندی پیدا ہوتی ہے۔ اگر گندھک اور پارہ دونوں وزن میں مساوی ہوتے ہیں اور گندھک خود سرخ اور لون آمیز ہوتی ہے تو سونا پیدا ہوتا ہے۔ مذکورۂ بالا صورت میں اگر ہر دو اجزا آمیزش کے بعد لیکن کمال پختگی کے قبل ہی بستہ ہوجاتے ہیں تو خارچینی جس کو آہن چینی بھی کہتے ہیں پیدا ہوتا ہے۔ یہ دھات دراصل ایک قسم کا ناقص سونا ہے جس کو بعض ارباب فن

تانبا کہتے ہیں۔ اگر تنہا گندھک صاف نہ ہو اور پارے کی مقدار کی زیادتی کے ساتھ قوت سوزش بھی زیادہ ہو تو تانبا پیدا ہوتا ہے۔ اگر ہر دو اجزا کی آمیزش کامل نہیں ہوتی اور پارے کی مقدار زیادہ ہوتی ہے تو رانگا بنتا ہے۔ ایک گروہ کا خیال ہے کہ اگر دونوں جزو صاف نہ ہوں تو اس دھات کا بننا ممکن نہیں ہے۔ اگر ہر دو اجزا کم مرتبہ ہوں اور آمیزش بحید سخت اور پارے کے اجزائے ارضی میں افتراق کی استعداد موجود اور گندھک میں آتش افروزی کی قوت زیادہ ہو تو لوہا پیدا ہوتا ہے لیکن ایسی صورت میں اگر آمیزش کامل نہ ہو اور پارے کی مقدار میں زیادتی ہو تو جست بن جاتا ہے۔ ارباب فن اس ہفت گوہر کو اجساد کہتے ہیں اور پارے کو ام الاجساد اور گندھک کو ابو الاجساد کے ناموں سے یاد کرتے ہیں۔ اسی طرح پارے کو بمنزلۂ روح کے اور ہرتال و گندھک کو نفس کے مشابہ جانتے ہیں۔ جست بھی بعضوں کے نزدیک روح توتیا اور سیسے کے مشابہ ہوتا ہے۔ اس دھات کا کتب حکمت میں کہیں ذکر نہیں ہے ملک ہندوستان صوبۂ اجمیر یعنی جالور کے حدود میں اس کی کان پائی جاتی ہے۔

اہل فن کہتے ہیں کہ رصاص۔ مجذوم اور پارہ فالج زدہ چاندی ہے۔ سیسہ مجذوم وسوختہ اور تانبا خام سونا ہے جن کا ماہرین کیمیا مقابلہ یا مماثلہ سے علاج کرتے ہیں۔

صاحبان علم وعمل انھیں ہفت اجساد کی ترکیب سے مرکبات تیار کرتے ہیں اور ان مرکبات سے زیور و برتن وغیرہ بناتے ہیں۔ مرکبات مذکورہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) سفیدرو جس کو اہل ہند کانسی کہتے ہیں چار سیر تانبا اور ایک سیر رانگے کی باہمی آمیزش سے بنتا ہے۔

(۲) روی جس کو ہندی میں بھنگار کہتے ہیں چار سیر تانبے اور ڈیڑھ سیر سیسے کے ملا دینے سے تیار ہوتا ہے۔

(۳) برنج جو ہندی میں پیتل کہلاتا ہے تین قسم کا ہوتا ہے۔

(الف) سرد جو ہتوڑے سے ریزہ ریزہ نہیں ہوتا۔ اس میں

ڈھائی سیر تانبا اور ایک سیر جست شامل ہے۔

(ب) گرم، جو ہتوڑے کی ضرب کو قبول کرتا ہے۔ یہ دو سیر تانبے اور آدھ سیر جست سے تیار ہوتا ہے۔

(ج) معتدل، جو ہتوڑے کو قبول نہیں کرتا اور ڈھالنے کے کام میں آتا ہے۔ یہ دو سیر تانبے اور ایک سیر جست سے بنتا ہے۔

(۴) سیم سختہ، یہ وہ مرکب ہے جو چاندی، سیسے اور لوہے سے تیار کیا جاتا ہے۔ اس کا رنگ سیاہ اور چمکدار ہوتا ہے اور اس کو نقاشی میں استعمال کرتے ہیں۔

(۵) ہفت جوش، چونکہ خارصینی اب پائی نہیں جاتی اس لئے چھ دھاتوں سے بنتا ہے۔ بعض ماہر فن اس کو طالیقون کہتے ہیں لیکن بعض علما معمولی تانبے کو اس نام سے موسوم کرتے ہیں۔

(۶) اشٹ دھات۔ یہ آٹھ دھاتوں سے مرکب ہے چھ جوہر مذکور الصدر اور ان کے علاوہ جست اور کانسی سے تیار کیا جاتا ہے لیکن خارصینی دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے دراصل سات دھاتوں کا مرکب ہے۔

(۷) کول پتر۔ یہ مرکب دو سیر سفید رو اور ایک سیر تانبے سے بنتا ہے یہ بیحد خوشنما اور رنگین ہوتا ہے۔ یہ دھات خود جہاں پناہ نے ترکیب دی ہے۔

آئین (۱۴)

دھاتوں کی گرانی وسبکی کے بیان میں

پیشتر لکھا جا چکا ہے کہ تمام مرکبات بخار و دخان کی آمیزش سے بنتے ہیں اور بخار و دخان سبک وگراں عناصر ہیں۔ یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ بخار تر خشک ہے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ یہ ہر دو عنصر قبل اور بعد آمیزش کے پختگی تک پہنچتے ہیں اور کبھی ان دونوں حالتوں میں سے کسی ایک ہی میں پختہ ہو جاتے ہیں۔ اس قاعدے کی بنا پر ہر وہ مرکب جس کے آتشی و بادی اجزا آبی وخاکی جزو پر غالب ہوتے ہیں وہ اس مرکب سے جس کے آبی وخاکی اجزا کو آتشی و بادی جزو پر غلبہ حاصل ہے ہلکا ہوتا ہے۔ اسی طرح ہر وہ معدن جس میں بخار دخان سے زیادہ ہوتا ہے اس دھات سے سبک ہوتا ہے جس میں دخان کی زیادتی ہوتی ہے۔ جس کان میں بخار و دخان کی پخنت و پز زیادہ ہوتی ہے وہ اس کان سے ہلکی ہوتی ہے جس میں ایسا واقع نہیں ہوتا اس لئے کہ کسی جسم کے اجزا کے درمیان خلا ہونا اور ہوا کا اس کے اندر بھر جانا اس کی کلانی وسبکی کا باعث ہوتا ہے۔ اسی کلیے کو مدّنظر رکھ کر ہم ہر چیز کی گرانی وسبکی کا حال دریافت کر سکتے ہیں۔ قدیم زمانے میں ایک شخص نے اس گرانی کے تفاوت کو نظم کیا ہے جو مندرجۂ ذیل ہے۔

زروئے جثہ بہفتاد و یک بود سیماب — چل و شش ست در ارزیز سی و ہشت شمار

ذہب صد است سرب پنجہ ونہ آہن چہل برنج ومس چہل وپنج نقرہ پنج و چہار

(یعنی پارہ اکہتر[۷۱]۔ روی چھیالیس[۴۶]۔ رانگا اڑتیس[۳۸]۔ سونا سَو[۱۰۰]۔ جست وسیسہ انسٹھ[۵۹]۔ لوہا چالیس[۴۰]۔ تانبا اور پیتل پینتالیس[۴۵] اور چاندی چوّن[۵۴] ہے)

بعض اشخاص نے اوزان کو بحساب ابجد اس طرح نظم کیا ہے۔

نہ فلز مستوی الحجم را چوں برکشی اختلاف وزن دارد ہر یکے بے اشتباہ

زر لکن۔ زیبق الم۔ اسرب وہن ارزیز حل فضہ ند آہن یکے مس وشبہ مہ روی ماہ

(یعنی اگر تم مندرجہ ذیل دھاتوں کے ایک ہی حجم کے ٹکڑوں کا وزن کرو تو اوزان کا اختلاف حسب ذیل ہوگا۔ سونا لکن ۱۰۰۔ پارہ الم ۷۱۔ سیسہ وہن ۵۹ رانگا حل ۳۸۔ چاندی ند ۵۴۔ لوہا یکی ۴۰۔ تانبا اور پیتل مہہ ۴۵۔ اور روی ماہ ۴۶)۔

اگر ان دھاتوں میں سے ہر ایک کا ایک ٹکڑا عرض وطول میں برابر اور حجم میں مساوی لیا جائے اور یہ تمام قطعات تولے جائیں تو یہ ٹکڑے وزن میں ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔

بعض ماہرین فن اس اختلاف کا باعث اُن کی صور نوعیہ کو سمجھتے ہیں اہل فن ان فلزات کی گرانی وسبکی اُن کا پانی میں ڈوبنا، سطح آب پر تیرنا اور نیز ان کے اوزان کے اختلاف کو ہوائی اور آبی ترازو کے ذریعے سے دریافت کرتے ہیں۔

بعض دقیقہ شناس ان تمام صفات کا اندازہ صرف پانی کے ذریعے سے کر لیتے ہیں اور اُس کی صورت یہ ہے کہ ایک خاص قسم کے برتن کو پانی سے لبریز کر لیتے ہیں اور ہر دھات کے سو مثقال دفعہ دفعہ کر کے پانی میں ڈالتے ہیں۔ ان فلزات کے پانی میں غرق ہونے سے کچھ مقدار پانی کی برتن سے گر جاتی ہے اور اس ضائع شدہ آب سے دھات کا وزن معلوم ہو جاتا ہے۔ پانی کی جتنی مقدار زیادہ ہوگی دھات کا حجم اُتنا ہی زیادہ سمجھا جائے گا لیکن اسی تناسب سے اُس کی گرانی کم خیال کی جائے گی۔ چنانچہ سو مثقال چاندی ۹½ مثقال پانی کو گرا دیتی ہے اور اسی قدر سونے سے ۵¼ مثقال پانی ضائع ہوتا ہے۔ اگر ضائع شدہ پانی کا وزن اس کے ہوائی وزن سے گھٹا دیا جائے تو اس کا آبی وزن معلوم ہو جاتا ہے۔

ہوائی ترازو کے دو پلے ہوتے ہیں جو ہوا میں آویزاں ہوتے ہیں اور آبی ترازو کے پلے پانی کی سطح پر رہتے ہیں چونکہ گراں شے میں غرق آبی کی قوت زیادہ ہوتی ہے اس لئے وہ مرکز کی طرف جلد دوڑتی ہے۔ اگر ان دونوں میزانوں میں سے کوئی ایک سطح آب پر ہو اور دوسری بالائے ہوا تو اگرچہ ہوائی ترازو سبک تر ہے لیکن آبی میزان سے زیادہ نیچے جھک جائے گی اس لئے کہ ہوا بہ نسبت پانی کے زیادہ ہلکی ہوتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس میں مزاحمت کم واقع ہوتی ہے۔

اگر ضائع شدہ پانی کا وزن غرق آب جسم کے وزن سے کم ہوگا تو وہ حجم پانی میں ڈوب جائے گا لیکن اگر اس پانی کا وزن زیادہ ہوگا تو یہ حجم سطح آب پر تیرتا رہے گا اور اگر دونوں اوزان مساوی ہوں گے تو اس کا بالائی حصہ بالکل سطح آب کے برابر رہے گا۔

ابوریحان بیرونی نے اس کی ایک جدول تیار کی ہے جو مزید آگہی کے لئے مندرج ذیل ہے۔

فلزات و جواہر کے نام	پانی کی وہ مقدار جو جواہر اور فلزات کے سو مثقال ڈالنے سے گر جاتی ہے			فلزات و جواہر کا وزن جبکہ ہوا میں سو مثقال کے برابر ہوں			فلزات کا وزن جس وقت کہ ہر جوہر کا وزن سونے کے سو مثقال کے برابر ہو اور جواہرات کی نوعیت جبکہ وہ حجم میں سو مثقال یاقوت نیلی کے برابر ہوں		
	مثاقیل	دوانق	طسوجات	مثاقیل	دوانق	طسوجات	مثاقیل	دوانق	طسوجات
۱۔ سونا	۵ ہ	۱ ا	۲ ب	۹۵ صہ	۴ د	۲ ب	۱۰۰ ق	—	—
۲۔ سیماب	۷ ز	۲ ب	۱ ا	۹۲ صب	۳ ج	۳ ج	۷۱ عا	۱ ۱	۱ ۱

	مثاقیل	دوانق	طسوجات	مثاقیل	دوانق	طسوجات	مثاقیل	دوانق	طسوجات
۳-سیسہ	۸ ح	۵ ہ	۳ ج	۹۱ صا	۱ ا	۳ ج	۵۹ نط	۲ ب	۲ ب
۴-چاندی	۹ ط	۴ د	۱ ا	۹۰ ص	۱ ا	۳ ج	۵۴ ند	۳ ج	۳ ج
۵-روئی	۱۱ یا	۲ ب	۳ ج	۸۸ فح	۴ د	۳ ج	۴۶ مو	۲ ب	۲ ج
۶-تانبا	۱۱ یا	۳ ج	۳ ج	۸۸ ف	۳ ج	۳ ج	۴۵ مہ	۳ ج	۳ ج
۷-پیتل	۱۱ یا	۴ د	۳ ج	۸۸ فح	۲ ب	۳ ج	۴۵ مہ	۳ ج	۵ ہ[؟]
۸-لوہا	۱۲ یب	۵ ہ	۲ ب	۸۷ فز	۳ ج	۲ ب	۴۰ م	—	—
۹-رانگا	۱ یج	۴ د	۳ ج	۸۶ فو	۲ ب	۳ ج	۳۸ لح	۲ ب	۲ ب
۱۰-یاقوت آسمانی	۲۵	۱ ا	۲ ب	۷۴ عد	۳ ج	۳ ج	۹۴ مد	۳ ج	۳
۱۱-یاقوت سرخ	۲۶ کو	۸ ح	۳ ج	۷۴ عد	۳ ج	۳ ج	۹۴ مد	۳ ج	۳
۱۲-لعل	۲۷ کز	۵ ہ	۲ ب	۷۲ عب	۳ ج	۲ ب	۹۰ ص	۲ ب	۳ ج
۱۳ زمرد	۳۶ لو	۲ ب	۳ ج	۶۳ سج	۴ د	۳ ج	۶۹ سط	۳ ج	۳ ج
۱۴ موتی	۳۷ لز	۱ ا	۳ ج	۶۲ سب	۵ ہ	۳ ج	۶۷ سز	۵ ہ	۲ ب

	شاقیل	دوانق	طسوجات	شاقیل	دوانق	طسوجات	شاقیل	دوانق	طسوجات
۱۵ للبورد	۳۸ لح	۳ ج	۳ ج	۶۱ سا	۳ ج	۳ ج	۶۵ سه	۳ ج	۲ ب
۱۶ عقیق	۳۹ لط	۳ ج	۳ ج	۶۱ سا	۳ ج	۳ ج	۶۴ سد	۴ د	۲ ب
۱۷ کہربا	۳۹ لط	۳ ج	۳ ج	۶۰ س	۳ ج	۳ ج	۶۴ سد	۳ ج	۱ ا
۱۸ بلور	۴۰ م	۲ ج	۳ ج	۶۰ س	۳ ج	۳ ج	۶۳ سج	۳ ج	۳ ج

آئین (۱۵)

شاہی حرم سرا کے قوانین

جہاں پناہ زندگی کے تمام کارناموں میں قابل تعریف خوبیوں اور حسن انتظام کے بیحد شائق ہیں قبلۂ عالم کے اسی شوق کا نتیجہ ہے کہ دُنیا کے ہر کام میں شائستگی پیدا ہو گئی ہے اور اس کے ہر گوشے میں حقیقت کی روشنی پھیلی ہوئی ہے۔ اس عالم کی تمام مادی چیزوں میں روحانی برکتیں نمودار ہو گئی ہیں۔ شاہی حرم سرا میں عورتوں کی کثرت جو دوسرے مدبّروں اور عقلمندوں کو دُنیاوی تعلّقات سے وابستہ رکھتی ہے جہاں پناہ کے لئے فہم و فراست ظاہر کرنے کا بہترین ذریعہ اور فانی لذّات کی پست سطح سے روحانی آزادی کی بلندی پر فائز ہونے کا واسطہ ہے۔ گھر آباد و معمور ہے اور گھر کے رہنے والوں میں محبّت و یگانگت کے تعلّقات پیدا ہو گئے ہیں۔

قبلۂ عالم نے ہندوستان کے بڑے لوگوں اور دیگر ممالک کے اعیان و اکابر سے بیاہ اور شادی کی رسمیں جاری کی ہیں اور اس طرح محبت و اتفاق اور آپس کے اتّحاد سے دُنیا کے تمام فتنہ و فساد کو قطعاً مٹا دیا ہے۔

جس طرح جہاں پناہ اپنے نور فراست سے عمّال سلطنت و اراکین دولت کو خاک سے اُٹھا کر آسمان پر پہنچاتے ہیں اسی طرح اپنی عاقبت اندیشی سے حرم سرا کے خادموں کو ان کی حیثیت کے موافق بلند مرتبے عطا فرماتے ہیں۔ کم نظر یہ سمجھتا ہے کہ

کھوٹا سکہ کھرا ہوتا ہے لیکن عمیق نگاہ والے جانتے ہیں کہ قبلۂ عالم اکسیر سازی کرتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ جب ترقی نما آمیزش سے جمادات کی تقلیب ماہیت ہوجاتی ہے اور تانبا اور لوہا سونا اور رانگا اور سیسہ چاندی بن جاتے ہیں تو اگر بزرگ شخصیت ناکاروں کو حقیقی انسان بنادے تو کیا تعجّب ہے عقلمندوں نے جو کہا ہے بالکل درست ہے کہ عالی مرتبہ انسان کی آنکھ بنی آدم کے لئے وہی اثر رکھتی ہے جو اکسیر لوہے اور تانبے پر دکھاتی ہے۔ یہ ہیں وہ اثرات جو جہاں پناہ کی انصاف دوستی، مرتبہ شناسی، قدردانی و عاقبت اندیشی، نور بصیرت و کارفرمائی سے پیدا ہوکر بنی نوع انسان کو فوائد پہنچا رہے ہیں۔

جہاں پناہ غصّے کی حالت میں بھی راستی کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ ہر چیز کو محبّت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں افواہ کو صداقت کی ترازو میں تولتے اور تعصّب کو اپنے گرد نہیں آنے دیتے۔

قبلۂ عالم بنی نوع انسان کے اطمینان کو بہت بڑی نعمت و برکت خیال فرماتے ہیں اور دُنیا کی دولت و لذّت کے تباہ کن خمار سے اپنے انصاف و معاملہ شناسی کی قوّت کو بیکار و خراب ہونے کا موقع نہیں دیتے۔

جہاں پناہ نے ایک بہت بڑا حصار تعمیر فرمایا ہے اور اس احاطے کے اندر آرام دِہ و دلچسپ مکانات بنوائے ہیں اگرچہ پانچ ہزار عورتیں ان مکانوں میں رہتی ہیں لیکن قبلۂ عالم نے ہر عورت کو جداگانہ کمرہ اور مکان عنایت کیا ہے۔ جہاں پناہ نے حرم سرا کی عورتوں کو مختلف طبقوں میں تقسیم کرکے ہر فرد کو عمدہ خدمت پر مامور کیا ہے اور برابر ان کی نگہداشت فرماتے رہتے ہیں۔ ہشیار پارسا عورتیں اُن کی نگہبانی کے لئے بطور داروغہ مقرر ہیں۔ انھیں افسر عورتوں میں سے ایک باعصمت و پرہیزگار نگہبان کو احوال نویسی کی خدمت سپرد کی گئی ہے مختصر یہ کہ شاہی دفتروں اور سلطنت کے محکموں کی طرح حرم سرا میں بھی انتظام و باقاعدگی پائی جاتی ہے۔

اہل حرم کی تنخواہیں بہت کافی ہیں۔ علاوہ انعامات اور وقتی بخششوں کے جو جہاں پناہ برابر عنایت فرماتے رہتے ہیں اعلیٰ طبقے کی عورتوں کی ماہوار تنخواہیں ستائیس روپے سے لے کر ایک ہزار چھ سو دو روپے تک مقرر ہے بعض ملازمین کو اکاون روپے سے

بیس روپے تک اور چالیس روپے سے لیکر دس روپے تک ماہوار تنخواہ دی جاتی ہے۔
خلوت خانے کے دروازے پر ایک لائق و ہوشیار محرّر مقرر کر دیا گیا ہے۔
یہ منشی حرم کے تمام اخراجات اور لین دین کی نگہداشت کرتا ہے اور نقد و اسباب کا باضابطہ حساب تیار رکھتا ہے۔ اگر حرم سرا کی عورت کو کسی شئے کی ضرورت ہوتی ہے تو اپنی ماہوار یافت کے حد میں یہ عورت حرم سرا کے کسی تحویلدار سے درخواست کرتی ہے اور تحویلدار اُس کی ایک یادداشت منشی حساب کے پاس روانہ کر دیتا ہے جو اُس کی تنقید کر کے صدر خزانچی کے سامنے پیش کرتا ہے اور یہ افسر رقم ادا کر دیتا ہے۔ اس قسم کی برآوردات کے لئے اجازت نامے نہیں عطا کئے جاتے سررشتۂ حساب کا صیغہ دار سالانہ اخراجات کی بھی ایک برآورد تیار کرتا ہے اور اجمالی طور پر اس تمام برآورد کے مختلف مدات کی رسیدیں لکھتا ہے، ان رسیدوں پر وزرا کی مہریں ثبت کی جاتی ہیں۔ اس کارروائی کے بعد ان رسیدوں پر خاص وہ مُہر شاہی جو اس صیغے کے لئے مخصوص ہے لگائی جاتی ہے۔ شاہی مُہر کے بعد اُن رسیدوں کی رقومات صدر خزانچی کے ذریعے سے صدر تحویلدار کے حوالے کر دی جاتی ہیں جو منشی حساب کے حکم کے موافق رقومات کو ماتحت تحویلداروں کے سپرد کر کے ملازمین حرم کو تقسیم کرا دیتا ہے۔ اس قسم کی تمام رقمیں جو وقتاً فوقتاً ادا کی جاتی ہیں ماہانہ تنخواہ سے وضع کر لی جاتی ہیں۔
حرم شاہی کے اندرونی حصّے میں باعصمت عورات بطور پاسبان مقرر ہیں ان میں سے بھی وہ حاضر باش و شیریں بیان عورتیں جن پر خاص اعتماد ہے خلوتخانہ شاہی کی پاسبانی پر ہر وقت متعیّن ہیں جصار حرم سرا کے باہر خواجہ سراؤں کا پہرہ ہے اور ان سے مناسب فاصلے پر باوفا اور قابل اعتماد راجپوتوں کا ایک گروہ پاسبانی کا کام انجام دیتا ہے۔ راجپوتوں کے بعد حصار کے دروازوں پر بھی جفاکش و دستباز پاسبان پہرے کے لئے مقرر ہیں۔ ان نگہبانوں کے علاوہ حصار کے بیرون چاروں طرف امرا، احدی و دیگر اہل فوج مرتبہ بمرتبہ نگہبانی کرتے ہیں۔
اگر امرا کی بیگمات یا دیگر باعصمت عورات حرم شاہی میں حاضر ہو کر سعادت باریابی حاصل کرنے کی خواہشمند ہوتی ہیں تو یہ عورتیں پہلے بیرون حرم کے عہدہ داروں کے پاس

اپنی درخواست پیش کرتی ہیں اور وہاں سے جواب باصواب حاصل کرنے کے بعد حکّام محلات کی خدمت میں معروضہ کرتی ہیں۔ اس کارروائی کے بعد قابل اعتماد وباعصمت عورات کو حرم میں داخل ہونے کی اجازت دی جاتی ہے۔ بعض خاص وقابل اعتماد خواتین کو ایک ماہ تک حرم کے اندر قیام کرنے کی سعادت حاصل ہوتی ہے۔

جہاں پناہ باوجود راستبازو ہوشیار پاسبانوں کی نگہداشت کے اس سر رشتے کی خبرگیری سے کبھی غفلت نہیں فرماتے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس سر رشتے کا انتظام شاہی توجہ کی وجہ سے بیحد قابل اطمینان وعمدہ ہے۔

آئین (۱۶)

سفر کے اسباب قیام و منزل

ان سامانوں کا مفصل و تمام ذکر تو مشکل ہے لیکن چند چیزیں جو شکار و تفریح کے لئے ساتھ جاتی ہیں اُن کا مختصر حال مرقوم ہے۔

(۱) **گلال بار**۔ یہ ایک عجیب و عمدہ قنات ہے جسے جہاں پناہ نے ایجاد فرمایا ہے اس کے دروازے بیحد مضبوط اور قفل و کلید سے کھلتے اور بند ہوتے ہیں۔ یہ سو گز مربع ہے۔ اس قنات کے شرقی کنارے پر دو دروازے ہیں اور ان میں چوّن خانے ہیں۔ یہ حصہ چوبیس گز لانبا اور چودہ گز چوڑا ہے۔ اس حصار کے وسط میں ایک بڑی چوبین راؤٹی ہے جس کے گرد سراپردۂ شاہی ہے۔

راؤٹی سے متصل دو منزلہ مکان ہے جس میں جہاں پناہ عبادت الٰہی کرتے ہیں۔ صبح کو اس مکان کے بالا خانے میں جہاں پناہ رونق افروز ہوتے۔ اراکین دربار کا مجرئ قبول فرماتے ہیں۔ اندرون حصار کے ملازم بغیر اجازت اس مکان میں داخل نہیں ہو سکتے۔

بیرونی حصے میں چوبیس چوبین راؤٹی ہیں ہر ایک دس گز لانبی اور چھ گز چوڑی ہے چوبین راؤٹیاں قناتوں کے ذریعے سے ایک دوسرے سے جدا کر دی گئی ہیں۔ ان حصوں میں خاص بیگمات قیام فرماتی ہیں۔ اس کے علاوہ اور بے شمار خیمہ و خرگاہ ہیں جن میں ملازمین رہتے ہیں۔

مگر حصّوں میں زر دوزی زر بفتی اور مخملی سائبان بنے ہوئے ہیں۔ اس کے متصل ایک کمّل کا سراپردہ جو ساٹھ گز مربع ہے، استادہ کیا جاتا ہے اور اس میں چند خیمے لگائے جاتے ہیں۔ اردو بیگ اور دوسری پردہ نشیں عورتیں یہاں قیام کرتی ہیں۔ اس حصّے کے باہر دولت خانہ خاص تک ایک دل کشا صحن آراستہ کیا جاتا ہے جو ایک سو پچاس گز لانبا اور سو گز چوڑا ہوتا ہے اس صحن کو مہتابی کہتے ہیں۔ صحن کے دونوں طرف مذکورۂ بالا طریقے کے مطابق ایک سراچہ نصب کیا جاتا ہے جو چھ گز لانبے ڈنڈوں کے اوپر تانا جاتا ہے۔ یہ ڈنڈے ہر دو گز پر نصب کئے جاتے ہیں اور ایک گز زمین کے اندر گڑے رہتے ہیں اور اُن کے سرے پر ایک برنجی قبّہ ہوتا ہے۔ ڈنڈوں میں دو طناب ہوتی ہیں ایک حصار کے اندر اور دوسری اس کے باہر باندھ کر ڈنڈوں کو مضبوط و استوار کردیتے ہیں۔ پاسبان جیساکہ اوپر مذکور ہوا یہیں کھڑے ہو کر پہرہ دیتے ہیں۔

اس صحن کے وسط میں ایک چبوترہ بنایا جاتا ہے اور اس پر چار چوبی ہگیرہ سایہ فگن ہوتا ہے۔ شام کے وقت جہاں پناہ اس صفّے پر رونق افروز ہوتے ہیں اور خاص اراکین دربار کو باریابی کی اجازت مرحمت ہوتی ہے۔

گلال بار سے متّصل ایک مدوّر حصار نصب کرتے ہیں جس میں بارہ درجے ہوتے ہیں ہر درجہ تیس گز لانبا ہوتا ہے۔ اس حصار کا دروازہ صحن کی طرف کھلتا ہے۔ اس حصار کے وسط میں ایک چوبین راؤٹی ہے جو دس گز لانبی ہے اور اُس میں ایک زمیں دوز خیمہ نصب کیا جاتا ہے جس میں چالیس خانے ہیں۔ اس خیمے پر بارہ گزی بارہ شامیانے لگائے جاتے ہیں۔ ہر شامیانہ قنات سے جدا کردیا جاتا ہے۔ یہ حصار جس کے ہر حصّے میں صحت خانے عمدہ طریقے پر تیار کئے گئے ہیں۔ اچگی یا اچگی خانہ کہلاتا ہے۔ جہاں پناہ طہارت خانے کو اسی نام سے یاد فرماتے ہیں۔ طہارت خانے سے متّصل ایک سو پچاس گز لانبا و چوڑا ایک سراپردہ لگایا جاتا ہے اس میں سولہ درجے ہیں ہر درجہ چھتیس مربع گز ہوتا ہے۔ یہ سراپردہ بھی مثل اوّل الذّکر کے ڈنڈوں پر لگایا جاتا ہے جس میں اسی طرح کے قبّے ہوتے ہیں جیساکہ بیشتر مذکور ہوا۔ اس کے وسط میں ایک بارگاہ جس کو ہزار فرّاش ایستادہ کرتے ہیں نصب کی جاتی ہے جس میں بہتر کمرے ہیں اور اس کے داخلے کا راستہ پندرہ گز

جوڑا ہے۔ اس بارگاہ کے اوپر خیمے کی طرح قلندری تانی جاتی ہے جو موم جامے یا اسی قسم کے ہلکے کپڑے کی تیار کی جاتی ہے۔ یہ قلندری بارش و گرمی میں ابجد آرام دہ ہے۔

بارگاہ کے گرداگرد پچاس شامیانے بارہ گزی نصب کئے جاتے ہیں اور اس دولت خانۂ خاص میں دروازے ہیں جو کھلتے اور بند ہوتے ہیں۔ اس مقام پر اراکین دربار اور افسران فوج بخشیوں کی اجازت سے جہاں پناہ کے حضور میں باریابی کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ ہر ماہ کے آغاز پر جدید اجازت مرحمت ہوتی ہے۔ یہ جگہ اندر و باہر طرح طرح کے نگارین فرش سے آراستہ کی جاتی ہے اور ایک عجیب دلکش و بہاری منظر نمودار رہتا ہے۔

اس بارگاہ کے بیرون تین سو پچاس گز کے فاصلے پر طنابیں کھینچی جاتی ہیں اور ہر تین گز پر ایک لکڑی زمین میں نصب کی جاتی ہے۔ اس کے گرداگرد پاسبان حفاظت و نگہبانی کے لئے مقرر ہیں یہ مقام دیوان عام کہلاتا ہے جس کے گرد جیساکہ سابق میں مذکور ہوا پاسبان اپنا کام انجام دیتے ہیں۔

اس نشاط گاہ کے سرے پر بارہ شصت گزی طنابوں کے فاصلے پر نقارخانہ قائم ہے اس رقبے کے عین وسط میں اکاس دیا (چراغ جو ایک بلند بانس کے سرے پر لگایا جاتا ہے اور بانس زمین میں گاڑ دیا جاتا ہے) روشن کیا جاتا ہے۔

چند خیمے جیساکہ اوپر مذکور ہوا پیشتر سے روانہ کردئے جاتے ہیں لیکن ایک خیمہ مناسب مقام پر جسے میران منزل بادشاہ کے قیام کے لئے مناسب خیال کرتے ہیں نصب کیا جاتا ہے فرّاش خیمہ لگاتے ہیں دوسرا خیمہ آگے روانہ کردیا جاتا ہے اور جہاں پناہ کے ورود کا انتظار کیا جاتا ہے۔ ہر خیمے کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے میں سو ہاتھی پانچ سو اونٹ چار سو عرابے درکار ہوتے ہیں اور پانچ سو منصبدار و احدی جلو میں رہتے ہیں ان کے علاوہ ایک ہزار ایرانی و تورانی و ہندی فرّاش پانچ سو بیلدار سو سقّے پچاس لوہار خیمہ دوز و مشعلچی تیس موچی اور ڈیڑھ سو خاکروب ہمیشہ خدمتگزاری کے لئے حاضر رہتے ہیں۔ پیادوں کی ماہوار دو سو چالیس دام سے ایک سو تیس دام تک مقرر ہے۔

آئین (۱۷)

فوج کا اجتماع

اگرچہ جہاں پناہ فوج کو ایک جگہ جمع ہونے کا بہت کم حکم فرماتے ہیں لیکن پھر بھی جس سمت شاہی سواری جاتی ہے فوج کی ایک کثیر تعداد ہمرکاب ہوتی ہے۔ فوجیوں کا ایک بہت بڑا گروہ ملک کے ہر صوبے میں مختلف کاموں پر مامور ہے اور بادشاہ کے ہمراہ نہیں رہتا لیکن پھر بھی لوگوں کے ہجوم اور فوجیوں کی کثرت سے اہل لشکر کو ایک دوسرے کا خیمہ تلاش کرنا بحد دشوار ہو جاتا ہے بیگانے کا کیا ذکر ہے۔

جہاں پناہ نے اپنی بے مثال دور اندیشی سے فوجی قیام کا نہایت عمدہ طریقہ ایجاد فرمایا ہے جس سے اُس کو بے حد آرام ہو گیا ہے۔ ایک عمدہ اور دل کشا مقام پر جو پندرہ سو تیس گز لانبا ہوتا ہے شبستان شاہی اور دولت خانہ اور نقار خانہ قائم کیا جاتا ہے اور اس مقام کے پس پشت دائیں اور بائیں تین سو گز کا ایک ٹکڑا چھوڑ دیا جاتا ہے اس حصۂ زمین میں سوا پاسبانوں کے اور کوئی دوسرا شخص داخل نہیں ہو سکتا۔ اسی حصے میں سو گز کے فاصلے پر بائیں جانب وسط میں مریم مکانی گلبدن بیگم و دیگر باعصمت بیگمات و شاہزادۂ دانیال کے خیمے نصب کیے جاتے ہیں اور داہنی جانب شاہزادۂ سلیم اور بائیں جانب

شاہزادۂ مراد کی قیام گاہیں استادہ کی جاتی ہیں۔ ان اراکین شاہی کے خیموں اور سراپردوں کے عقب میں افسران فوج و پیشہ وروں کو قیام کی جگہ دی جاتی ہے اور اس مقام سے تیس گز کے فاصلے پر خیمے کے چاروں طرف بازار لگائے جاتے ہیں اور بازاروں کے چاروں طرف اراکین دربار اپنے اپنے عہدے کے مطابق قیام پذیر ہوتے ہیں۔

شنبہ، جمعہ اور پنجشنبہ کے چوکیدار وسط میں اور یکشنبہ و دوشنبہ کے جانب راست اور سہ شنبہ و چہارشنبہ کے جانب چپ باری باری سعادتِ خدمت حاصل کرتے ہیں۔

آئین (۱۸)

آئین چراغ افروزی

جہاں پناہ اپنی روشن ضمیری سے روشنی کو بیحد عزیز رکھتے ہیں اور اس کی تعظیم و تکریم کو خدا پرستی اور ستائش الٰہی خیال فرماتے ہیں نادان کور باطن اس کو خدا فراموشی و آتش پرستی کہتے ہیں لیکن حقیقت شناس حضرات اس رمز سے بخوبی آگاہ ہیں کہ جب قدسی صفات اشیا کی ظاہری صورت کی تعظیم و تعریف کرنا خود قابل تعریف و ستائش ہے اور ایسا نہ کرنا بُرا اور واجب سرزنش ہے تو ایک ایسے عالی مرتبت جوہر کی تعظیم کرنا جو انسانی ہستی کا سرمایہ اور اُس کی بقا کا سبب ہے کیونکر ناپسندیدہ خیال کیا جا سکتا ہے۔ اس سلیقے کی بابت کوئی کم مایہ تصور کسی شخص کے ذہن میں بھی نہیں گزر سکتا۔

حضرت شیخ شرف الدین منیری رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ جس شخص کے لئے آفتاب غروب ہو جائے وہ چراغ کا شیدا نہ ہو تو کیا کرے۔ ہر شعلہ اُسی نور الٰہی کی جھلک اور اُسی مقدس ذات کا ایک نشان ہے۔ نور و نار نہ ہوتے تو ہم کو غذا اور دوا کیونکر میسر آتی اور آنکھ کی بینائی ہمارے کس کام آتی۔ آفتاب کی روشنی درحقیقت شمع الوہیت کی ایک ضیا ہے۔

جب آفتاب برج شرف میں داخل ہوتا اور تمام عالم اس کے نور سے

منوّر ہوتا ہے تو دوپہر کے وقت ایک سفید اور روشن پتھر کا (جسے ہندی میں سورج کرانت کہتے ہیں) ایک ٹکڑا آفتاب کے سامنے رکھتے ہیں اور تھوڑی روئی اُس کے قریب لے جاتے ہیں، آفتاب کی حدت پتھر میں سرایت کرتی ہے اور پتھر سے روئی میں آگ لگ جاتی ہے۔ یہ آسمانی روشنی خاص ملازمین کے سپرد کردی جاتی ہے چراغچی و مشعلچی و باورچی ہر ایک اس آتش سے اپنے اپنے کام انجام دیتے ہیں۔ جس ظرف میں یہ آگ رکھی جاتی ہے اس کو اگن گر (آتشدان) کہتے ہیں۔ جب سال ختم ہو جاتا ہے تو اسی طرح تازہ آگ بنائی جاتی ہے۔

اسی طرح ایک دوسری قسم کا سفید در وشن پتھر ہوتا ہے جس کو چندر کرانت کہتے ہیں، یہ پتھر جب ماہتاب کے مقابلے میں لے جاتے ہیں، تو اس سے پانی کے قطرے ٹپکتے ہیں۔

ہر روز جبکہ ایک گھڑی دن رہ جاتا ہے تو جہاں پناہ اگر سوار ہوتے ہیں تو نیچے اُتر آتے ہیں اور اگر آرام فرماتے ہیں تو بیدار ہو جاتے ہیں اور شاہانہ شان و شوکت سے تیار ہو کر ظاہر کو بھی باطن کے رنگ میں رنگ لیتے ہیں۔

آفتاب کے غروب ہونے کے بعد خدمتگزار بارہ کافوری شمعیں روشن کرتے ہیں اور ہر چراغ چاندی اور سونے کی لگن میں رکھ کر بادشاہ کے حضور میں لاتے ہیں اور ان میں سے ایک شیریں زبان خوش گلو خادم شمع کو ہاتھ میں لئے ہوئے مختلف دلکش سروں میں خدا کی حمد کے اشعار گاتا ہے اور آخر میں خود جہاں پناہ کے ازدیاد عمر و دولت کی دعا کرتا ہے۔ دعائے دولت کی انتہا اس جملے پر ہوتی ہے کہ بادشاہ دیں پناہ کے نیاز کا پایہ اور بلند اور اُسے تازہ نور معرفت نصیب ہو۔

فانوس و شمعدان کے اقسام کی تعریف اور ہنرمندوں کی کاریگری بیان و ستائش کے انداز سے سے باہر ہے۔ مختلف نمونوں کے شمعدان دس من بلکہ اس سے زائد وزن کے تیار کئے گئے ہیں بعض ایک شاخہ ہیں اور بعض دو شاخہ اور بعض دو شاخ سے بھی زیادہ حصّوں میں منقسم ہیں جو درحقیقت چشم ظاہر کے علاوہ دیدۂ باطن کو بھی روشن کرتے ہیں۔

جہاں پناہ نے خود ایک قسم کا فانوس ایجاد فرمایا ہے جو ایک گز الٰہی بلند ہے اس کے سرے پر پانچ شمعدان اور نصب ہیں ہر شمعدان کے سر پر ایک جانور کی تصویر بنی ہوئی ہے تین گز اور اس سے بھی زیادہ دراز کافوری شمعیں اس کے لئے تیار کی جاتی ہیں چنانچہ زینہ لگا کر شمعدانوں کی بتیاں کتری جاتی ہیں ان کے علاوہ اور دوسری مشعلیں بھی ہیں جو منزل شاہی کے اندر و باہر روشن کی جاتی ہیں۔

ہر قمری ماہ کی پہلی، دوسری اور تیسری رات کو جبکہ روشنی کم ہوتی ہے آٹھ فتیلے روشن کیئے جاتے ہیں۔ چوتھی شب سے شب دہم تک ہر رات ایک بتی کم ہوتی جاتی ہے چنانچہ دسویں شب کو چاندنی زیادہ ہو جاتی ہے تو صرف ایک بتی کافی ہوتی ہے اور پندرھویں تک دسویں کی طرح عمل ہوتا ہے سولھویں شب سے انیسویں شب تک پھر روزانہ ایک بتی کا اضافہ ہوتا جاتا ہے بیس و اکیس کو پھر ایک ایک بتی بڑھاتے ہیں تیئیسویں رات مثل بائیسویں کے گزرتی ہے اور چوبیسویں شب سے آخر ماہ تک آٹھ آٹھ بتیاں روشن ہوتی ہیں۔

ہر فتیلے میں ایک سیر روغن اور آدھ سیر روئی خرچ ہوتی ہے بعض مقام پر بجائے روغن کے چربی جلائی جاتی ہے اور بتی کی بڑائی اور چھوٹائی کے لحاظ سے چربی کے خرچ کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔

جہاں پناہ نے حاضرین دربار شاہی کی رہنمائی کے لئے ایک شمع روشن کرائی ہے۔ دربار کے صحن کے سامنے چہل گزی یا اس سے بھی بلند ایک ستون نصب کیا جاتا ہے جس کو سولہ طنابوں سے استوار کرتے ہیں۔ اس ستون کے سرے پر ایک بڑا فانوس روشن کیا جاتا ہے۔ اس چراغ کو اکاس دیا کہتے ہیں۔ فانوس اس قدر روشن ہے کہ دور تک اس کی روشنی پھیلتی ہے اور اہل دربار بلا تکلف حضور میں حاضر ہوتے ہیں اور اپنی نشست گاہ کی شناخت کر لیتے ہیں۔ اس فانوس کی ایجاد سے قبل اہل دربار کو راستہ طے کرنے میں بڑی پریشانی اٹھانی پڑتی تھی۔ اس کارخانے میں بیشمار منصبدار احدی اور دیگر سپاہی ملازم و خدمتگزار ہیں پیادوں کی یافت دو ہزار چار سو دام سے زیادہ اور اسّی دام سے کم نہیں ہے۔

آئین (۱۹)

شکوہ سلطنت

چہار طاق فرمانروائی کا آفتاب درخشاں (ایوان سلطنت کی اصل رونق) درحقیقت وہ نور الٰہی ہے جو خدا کی طرف سے بلا واسطہ بادشاہوں کو عطا ہوتا ہے۔ عالی ہمّت حکمران ظاہری شان و شوکت کے محض اس لئے دلدادہ ہوتے ہیں کہ وہ اسے تنویر الٰہی کا ظہور جانتے ہیں۔ مولّف چند لوازمۂ شاہی کا جو اس زمانے میں رائج ہیں ذکر کر کے سعادت حاصل کرتا ہے۔

(۱) **اورنگ** ۔ یہ کئی قسم کا بنایا جاتا ہے۔ اورنگ بعض مرصّع ہوتے ہیں اور بعض سونے کے اور بعض چاندی کے۔ ان کے علاوہ مختلف قسم کے اور بھی تخت تیّار کئے جاتے ہیں۔

(۲) **چتر** ۔ بیشمار قیمتی جواہرات سے مرصع ہوتا ہے جن میں سات جواہرات کا ہونا تو بیحد ضروری ہے۔

(۳) **سائبان** ۔ یہ بیضاوی شکل کا اور ایک گز بلند ہوتا ہے اس کا دستہ بالکل چتر کے مشابہ ہوتا ہے۔ زربفت اوپر لگایا جاتا ہے اور تقریباً کل سائبان جواہرات سے مرصع ہوتا ہے آفتاب کی تپش کے وقت ملازمین شاہی اپنے ہاتھ میں لے کر ہمراہ رکاب رہتے ہیں۔ اسی کو آفتاب گیر بھی کہتے ہیں۔

(۴) کوکبہ۔ ان کی ایک تعداد محفل شاہی کے سامنے آویزاں کی جاتی ہے۔
مذکورۂ بالا چار لوازمۂ حشمت خاص فرمانروا کے لئے مخصوص ہیں۔
(۵) علم۔ سواری کے وقت کم از کم پانچ عدد قُور کے ہمراہ رہتے ہیں۔
(قُور سے مراد علموں، ہتھیاروں اور دیگر لوازمۂ حشمت کی اجتماعی حالت ہے جو بادشاہ کی سواری کا خاص نشان تھا) یہ علم ہمیشہ ریشمی غلافوں میں رہتے ہیں لیکن مجلس نشاط و معرکۂ کارزار میں غلاف سے باہر کر لیئے جاتے ہیں۔
(۶) چتر توق۔ یہ بھی علم کی ایک قسم ہے لیکن اس سے چھوٹا ہوتا ہے اور تبت کے باز کی دُم کا بنایا جاتا ہے۔
(۷) تمن توق۔ یہ بالکل چتر توق کا سا ہوتا ہے لیکن کسی قدر دراز بنایا جاتا ہے علموں کے اقسام میں دونوں مذکورۂ بالا علم اعلیٰ نشانِ امارت سمجھے جاتے ہیں اور آخر الذکر علم امرائے کبار کو بھی عطا ہوتے ہیں۔
(۸) جھنڈا۔ یہ ایک ہندوستانی علم ہے
قُور میں ہر ایک قسم کا علم ہوتا ہے لیکن کسی عظیم الشان موقع پر ہر قسم کی تعداد زیادہ ہوتی ہے
باجوں میں جو باجہ کہ نقارہ خانے میں مستعمل ہے اُسے کورگھ کہتے ہیں۔ یہ وہی نقارہ ہے جس کو عرف عام میں دمامہ کہتے ہیں۔ تقریباً اٹھارہ جوڑ داموں کی برابر بجتی ہے جن کی آواز بیحد سخت اور بھاری ہوتی ہے۔
(۹) نقارہ۔ اس کے کم و بیش بیس جوڑ برابر بجائے جاتے ہیں۔
(۱۰) دہل۔ ہر بار چار عدد سے کام لیا جاتا ہے۔
(۱۱) کرنا۔ یہ چاندی اور سونے او پیتل کے بنائے جاتے ہیں اور چار سے کم کبھی نہیں بجائے جاتے۔
(۱۲) سرنا۔ یہ پارسی و ہندی دونوں قسم کے ہوتے ہیں نو عدد ملا کر بجائے جاتے ہیں۔
(۱۳) نفیر۔ پارسی، فرنگی اور ہندی تین طرح کے ہوتے ہیں۔ ہر قسم میں سے چند عدد لے کر ساتھ بجاتے ہیں۔

(۱۴) سینگ۔ یہ باجہ تانبے کا گائے کی سینگ کی شکل کا بنتا ہے
یہ دو مل کر بجتے ہیں۔

(۱۵) سنج۔ اس باجے کے تین جوڑ برابر بجائے جاتے ہیں۔

قدیم زمانے میں چار گھڑی رات و دن باقی رہے نوبت بجتی تھی لیکن اب ایک مرتبہ آدھی رات کو جب کہ آفتاب اوپر کو چڑھتا ہے اور دوسری بار طلوع صبح کے قریب طلوع آفتاب سے ایک گھڑی قبل ہنرمند نوازندے سرنا بجانے میں جادو کا کام کرتے اور اس طرح خواب غفلت میں سونے والوں کو بیدار کرتے ہیں۔

آفتاب نکلنے کے ایک گھڑی بعد پہلے بانسری بجاتے ہیں اس کے بعد تھوڑی دیر کورگہ بجاتے ہیں اور پھر سوا نقارے کے نفیر و کرنا وغیرہ لوازمہ حشمت کی آوازوں سے دنیا گونج اٹھتی ہے۔ اس کے تھوڑی دیر بعد سرنا بجائی جاتی ہے اور نشاط انگیز نفیروں کے ذریعے سے اصول نغمہ نوازی کی پوری حفاظت کی جاتی ہے۔ ایک گھڑی اور گزرنے کے بعد نقارہ نوازی شروع ہوتی ہے اور تمام ہنرمند پیشہ ور بادشاہ بلند اقبال کی شان و شکوہ کے آوازے کو اہل عالم تک پہنچاتے ہیں۔

نقارہ نوازی کے بعد سات امور کے انجام دینے سے رنگ عشرت دوبالا ہو جاتا ہے۔ اوّل بیشتر۔ مرسل و مرسلی گانا ہے جو خاص اصول نغمہ ہے۔ اس کے بعد برداشت (بردتت) کی نوبت آتی ہے۔ یہ بھی چند خاص اصول کا مجموعہ ہے۔ برداشت کے وقت تمام ہنرمند خدام باجہ بجاتے ہیں۔ برداشت کے بعد زیر کا کمال دکھاتے ہیں اور آواز کو بلندی سے پستی کی طرف لے آتے ہیں۔

دوم چار اصول کو یعنی اخلاطی، ابتدائی، شیرازی، قلندری اور نگار قطرہ بجائے جاتے ہیں جو ایک گھڑی تک سامعین کو محظوظ کرتے ہیں۔

سوم۔ خوارزمی۔ قدیم و جدید سروں کا لطف۔ اس راگ میں قبلۂ عالم نے دو سو سے زائد سُر ایجاد فرمائے ہیں جن سے ہر خاص و عام لطف اندوز ہوتا ہے ان ایجاد کردہ سروں میں خاص کر جلال شاہی اور مہامیر کرکت اور نوروزی۔۔

چوتھے شادیا نے کا بجانا۔ پانچویں یک دوری نغمہ۔ چھٹے اصول اذفر (اد فر) (اد فر) جس میں سُر پہلے اونچا ہوتا ہے اور بعد میں نیچا۔ ساتویں مرسل خوارزمی کے بعد بار دگر مرسلی بجائی جاتی ہے اور آخر میں فروگزاشت کے بعد دعائے دولت واقبال کی نغمہ سرائی ہوتی ہے اور اس کے بعد تمام لوگ پھر نغمۂ زیر گاتے ہیں اور دلکش و دلچسپ عبارات واشعار پر یہ ہنگامۂ عشرت ختم ہوتا ہے۔

یہ طریقہ بھی ایک گھڑی تک جاری رہتا ہے اور اس کے بعد سرنالی اپنا کمال دکھلاتے ہیں اور دوسری ایک گھڑی تک یہ ہنگامۂ عشرت برپا رہکر بہترین طریقے پر ختم ہوتا ہے۔ جہاں پناہ جس طرح کہ علم موسیقی میں ماہرین فن سے زیادہ کامل ہیں اسی طرح میدان عمل میں بھی اس آسان نما مشکل کے حل کرنے میں ہر صاحب کمال پر سبقت لے جاتے ہیں۔ خاصکر نقارہ نوازی میں۔

اس شعبے میں بھی منصبدار واحدی اور دیگر سپاہ ملازم ہیں پیادوں کی تنخواہ تین سو چالیس دام سے زیادہ اور چوہتر دام سے کم نہیں ہے۔

آئین (۲۰)

نگین شہنشاہی

مُہر شاہی سلطنت کی ہر سہ اہم شاخوں میں مستعمل ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ دُنیا میں ہر شخص کو معاملات یعنی لین دین میں اس کی ضرورت ہوتی ہے۔ جہاں پناہ کے ابتدائی عہد معدلت میں مولانا مقصود مُہر کن نے فولاد کے ایک ٹکڑے پر خود بادشاہ اور اس کے اجداد گرامی کے اسماء امیر تیمور صاحبقران تک خط رقاع میں کندہ کئے۔ اس کے بعد اُسی مُہر پر مولانائے مذکور نے دوسرے قطعے پر تنہا جہاں پناہ کا نام نامی خط نستعلیق میں کندہ کیا۔ اجرائے احکام و دادخواہی کے فرامین پر ایک محرابی مُہر لگائی جاتی تھی جس پر جہاں پناہ کا اسم گرامی کندہ تھا اور بادشاہ کے نام نامی کے گرد یہ بیت منقوش ہے۔

راستی موجب رضائے خداست   کس ندیدم کہ گم شد از رہِ راست

تمکین نے ایک دوسری مُہر بنائی اور اس کے بعد مولانا احمد علی دہلوی نے ان ہر دو مُہر کے کندہ کرنے میں سحر آفرینی کی۔

مدوّر مُہر ازوک کے نام سے مشہور ہے۔ ازوک چغتائی لفظ ہے۔ یہ مُہر فرمان ثبتی میں کام میں لائی جاتی ہے۔ کلاں مُہر جس پر جہاں پناہ اور نیز بادشاہ کے اجداد کے اسماء کندہ ہیں قدیم زمانے میں اُن خطوط پر لگائی جاتی تھی جو بادشاہ کی طرف سے

دوسرے شاہان ممالک کے نام روانہ کئے جاتے تھے لیکن اب ہر دو شعبوں میں مستعمل ہے۔

دیگر احکام سلطنت کے لئے ایک چہار گوشہ مُہر مخصوص ہے جس پر اللہ اکبر جل جلالہ کندہ ہے۔ شاہی حرم سرا کے اجرائے احکام میں ایک دوسری مُہر مستعمل ہے۔ فرامین شاہی کے لئے جداگانہ نقش مختلف صورتوں میں تیار کیا گیا ہے۔

چند نقاشوں کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) مولانا مقصود ہروی۔ جنت آشیانی کے ملازمین میں تھا یہ شخص خط رقاع و نستعلیق بہت عمدہ لکھتا تھا۔ مقصود نے علاوہ مہر کے اسطرلاب کرہ اور چند مسطر بھی ایسے بنائے کہ اہل فن انہیں دیکھ کر حیرت زدہ ہو گئے۔ جہاں پناہ کی مربیانہ توجہ سے مقصود نے اور زیادہ اپنے فن میں کمال حاصل کر کے یکتائے روزگار ہوا۔

(۲) تمکین کابلی۔ اس شخص نے اپنے وطن میں نشو و نما حاصل کیا اور اس صنعت میں ایسا کمال حاصل کیا کہ اپنے اسلاف کا فخر بن کر خط نستعلیق میں ان پر بھی سبقت لے گیا۔

(۳) میر دوست کابلی۔ یہ شخص رقاع اور نستعلیق خطوط نیا مہر میں عقیق پر کندہ کرتا ہے۔ اگرچہ میر دوست کابلی، مقصود و تمکین کا ایسا صاحب کمال نہیں ہے لیکن اس کا خط رقاع نستعلیق سے بہتر ہے۔ یہ شخص دھاتوں کے پرکھنے میں بھی دستگاہ رکھتا ہے۔

(۴) مولانا ابراہیم۔ یہ شخص عقیق نگاری میں اپنے بھائی شرف یزدی کا شاگرد ہے لیکن اس میں شبہ نہیں کہ اپنے فن میں اسلاف سے سبقت لے گیا ہے۔ اس کے رقاع و نستعلیق اور قدیم اور مشہور اُستادوں کے ایسے خطوط میں کوئی شخص تمیز نہیں کر سکتا۔ یہی شخص ہے جس نے بیش قیمت لعلہائے شاہی پر لعل جلالی کا نقش کندہ کیا ہے۔

(۵) مولانا علی احمد دہلوی۔ یہ شخص فولاد پر نقاشی کرنے میں

یگانۂ روزگار ہے۔ تمام اہل فن اس صنعت میں اس کا لوہا مانتے ہیں اور اس کے نقوش پر مشق کرتے ہیں۔ اگرچہ اس کا نستعلیق تو عدیم المثال ہے لیکن اور اقسام خطوط میں بھی اُسے کمال حاصل ہے۔ اس پیشے میں اپنے باپ شیخ حسین کا شاگرد ہے اور مولانا مقصود کی تقلید اور اُن کے نقوش پر غور کرنے سے صاحب کمال ہو کر اپنے ہمعصروں پر سبقت لے گیا ہے۔

آئین (۲۱)

فرّاش خانہ

جہاں پناہ اس صیغے کو عمدہ قیام گاہ اور سردی و گرمی و بارش ہر سہ موسم کے گزند سے محفوظ رہنے کا ذریعہ خیال فرماتے ہیں۔ بادشاہ اس کو شانِ حکومت کا ایک جزو سمجھتا ہے اور اس زیب و زینت کو بھی خدا پرستی میں داخل جانتا ہے۔ اس کارخانے کی اقسام اور تعداد دونوں میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے اور نئی نئی ایجادوں نے سونے پر سہاگے کا کام کیا ہے۔ ناظرین کی آگاہی کے لئے چند چیزوں کا ذکر حوالۂ قلم کیا جاتا ہے۔

(۱) بارگاہ۔ فرّاش خانے کی سب سے بڑی شئے ہے۔ اس میں دس ہزار آدمیوں سے زیادہ بیٹھ سکتے ہیں۔ ایک ہزار تیز دست فرّاش آلات جر کے ذریعے سے ایک ہفتے میں اسے استادہ کر سکتے ہیں۔ اس میں اکثر دو دروازے ہوتے ہیں جن میں سے ہر ایک چند برنجیوں سے جڑے ہوتے ہیں۔ سادی بارگاہ کی تیاری میں جو مخمل و زربفت وغیرہ سے نہیں بنائی جاتی دس ہزار روپے خرچ ہوتے ہیں۔ زرّیں بارگاہوں کی قیمت کا اندازہ مشکل ہے صرف سادی بارگاہ کے اخراجات سے زرّین بارگاہوں کے مصارف کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

(۲) چوبین راوٹی - یہ دس ستونوں پر استادہ کی جاتی ہے - ہر ستون کچھ نہ کچھ زمین میں گڑا رہتا ہے - بلندی میں تمام ستون برابر ہوتے ہیں سوا دو کے جو بقیہ ستونوں سے کچھ زیادہ بلند ہوتے ہیں جن پر صلیب نما کڑیاں لگائی جاتی ہیں ہر ستون کے اوپر اور نیچے ایک ایک داسہ (ایک مثلث نما لکڑی) لگایا جاتا ہے اور داسوں اور صلیبی کڑیوں پر چند لوہے کے شہتیر رکھ کر ستون کو بیحد مضبوط کر دیتے ہیں۔

اس میں ایک یا دو دروازے ہوتے ہیں اور سب سے نیچے درجے کی بلندی پر ایک چبوترہ بنایا گیا ہے - چوبین راوٹی کا اندرونی حصہ زربفت و مخمل سے آراستہ ہے اور بیرونی حصے میں سقرلاط ہے - یہ قیمتی کپڑے ریشمی ڈوریوں کے ذریعے سے دیواروں سے بندھے ہوتے ہیں۔

(۳) دو آشیانہ منزل - یہ دو منزلہ مکان اٹھارہ ستونوں پر قائم ہے - ہر ستون چھ گز بلند ہے ستونوں کے اوپر کلان و خرد تختے جمے ہوئے ہیں اور اسی کے اندر چار درمی ستون نصب کئے جاتے ہیں جن سے ایک عمدہ بالاخانہ بن جاتا ہے - اس کا اندرونی و بیرونی حصہ بھی چوبین راوٹی کی طرح آراستہ ہوتا ہے - دھاویکی منزلوں میں جہاں پناہ کی خوابگاہ ہے اور یہی مقام وہ عبادتکدہ ہے جہاں بادشاہ آفتاب کی پرستش کرتے ہیں۔

مختصر یہ کہ مقام مذکور ایک ایسے شخص سے مشابہ ہے جو اپنے دنیاوی فرائض کو ادا کرنے کے بعد ہر ممکن طریقے سے رضائے الٰہی حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے - وہ کامل انسان جس کی ایک آنکھ تو عبادتگاہ کے خلوت کدے سے لگی ہوئی ہے اور دوسری آنکھ سے دنیائے فانی کو غائر نگاہوں سے دیکھتا ہے۔

عبادت کے ختم پر بیگمات کو اندر حاضر ہونے کی اجازت مرحمت ہوتی ہے - اور اس کے بعد اراکین دولت کورنش کی سعادت سے بہرہ اندوز ہوتے ہیں - جہاں پناہ سفر میں اسی بالاخانے کے ایک حصے سے جس کو جھروکہ کہتے ہیں ہاتھیوں اور گھوڑوں کی لڑائی کا تماشا دیکھتے ہیں۔

(۴) زمیں دوز - یہ ایک خیمہ ہے جو مختلف اشکال کا بنایا جاتا ہے

جس میں کبھی ایک اور کبھی دو ستونی دروازے ہوتے ہیں۔ اس کے اندر جا بجا پردے آویزاں کر کے خیمے کو مختلف حصوں میں تقسیم کر دیتے ہیں۔

(۵) عجائبی۔ نو شامیانوں کو چار ستونوں پر تانتے ہیں۔ پانچ شامیانے چہار گوشہ اور چار مخروطی ہوتے ہیں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ان میں صرف ایک ہی درجہ ہوتا ہے اور تمام عجائبی صرف ایک ہی ستون پر قائم ہوتی ہے۔

(۶) منڈل۔ پانچ شامیانوں کو باہم ایک دوسرے سے ملا کر چار ستونوں پر نصب کرتے ہیں۔ کبھی چار شامیانوں کو تھوڑا نیچے جھکا کر خلوتکدہ بناتے ہیں اور کبھی انھیں چاروں کو بلند تانتے ہیں اور صرف ایک سمت بطور ضلع کے کشادہ رکھ کر عشرت و نشاط حاصل کرتے ہیں۔

(۷) آٹھ کھنبہ۔ سترہ شامیانے کبھی علٰحدہ علٰحدہ اور کبھی باہم ایک دوسرے سے پیوستہ آٹھ ستونوں پر لگائے جاتے ہیں۔

(۸) خرگاہ۔ لپیٹ دار خیمہ ہے جس میں کبھی ایک اور کبھی دو دروازے ہوتے ہیں۔

(۹) شامیانہ۔ یہ طرح طرح کے ہوتے ہیں اور بارہ گزی سے زائد نہیں ہوتے۔

(۱۰) قلندری۔ اس کا حال اوپر مذکور ہو چکا۔

(۱۱) سراپردہ۔ قدیم زمانے میں کھردرے ٹاٹ کی بنائی جاتی تھی لیکن جہاں پناہ اپنے عہد معدلت میں غالیچے کے سراپردے تیار فرماتے ہیں جن سے علاوہ اضافۂ حشمت کے آرام بہت ملتا ہے۔

(۱۲) گلال بار۔ چوبی سراپردہ ہے جس کے مختلف حصے خرگاہ کی دیوار کی طرح چمڑے کے تسموں سے ایک دوسرے سے پیوستہ ہیں۔ اس کو سفر میں لپیٹ کر لے جاتے ہیں۔ گلال بار سرخ کپڑے کی بنائی جاتی ہے اور جا بجا فیتے ٹکے رہتے ہیں۔

(۱۳) گلیم۔ جہاں پناہ نے طرح طرح کے قالین ایجاد فرمائے ہیں اور ان میں عجیب اور دلکش گرہیں دی گئی ہیں۔ بادشاہ نے تجربہ کار استاد

مقرر فرمائے بعضوں نے ایسے بہترین نمونے تیار کیے کہ ایرانی و تورانی قالینوں کی یاد دلوں سے فراموش ہو گئی۔ اگرچہ تمام سال سوداگر گوشکان، خورستان، کرمان اور سبزوار وغیرہ سے اب بھی قالین لاتے ہیں۔ پیشہ وروں نے ہندوستان ہی میں قیام کر لیا ہے اور بہت زیادہ فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ تقریباً ہر شہر خصوصاً آگرہ، فتح پور اور لاہور میں بہترین قالین تیار ہوتے ہیں۔

شاہی کارخانے میں بمثل قالین تیار کیا جاتا ہے جو بیس گز سات طسوج لانبا اور گیارہ گز آدھا طسوج چوڑا ہوتا ہے۔ اس کی تیاری میں ایک ہزار آٹھ سو دس روپے صرف ہوتے ہیں جس کی قیمت تجربہ کار سوداگر دو ہزار سات سو پندرہ روپے لگاتے ہیں۔

(۴) تکیہ نمد۔ کابل و فارس سے لاتے ہیں اور نیز ہندوستان میں بھی بنائی جاتی ہے۔ جاجم، شطرنجی، بلوچی اور بوریوں کے اقسام جو ریشم سے تیار کی جاتی ہیں معرض تحریر میں نہیں آسکتیں۔

آئین (۲۲)

آبدار خانہ

جہاں پناہ اس سرچشمۂ زندگی کو آبِ حیات فرماتے ہیں۔ بادشاہ نے اس محکمے کا انتظام بیدار مغز اہل کاروں کے سپرد فرمایا ہے۔ قبلۂ عالم خود زیادہ پانی نہیں پیتے لیکن سررشتۂ آب پر ہر وقت خاص توجّہ فرماتے ہیں۔ بادشاہ سفر و حضر ہر وقت گنگا کا پانی نوش فرماتے ہیں معتمد ملازمین کا ایک گروہ دریا کے کنارے مامور ہے جو سربمہر کوزوں میں پانی بھر کر لاتا ہے۔

جب جہاں پناہ آگرے اور فتح پور میں قیام فرماتے ہیں تو قصبۂ سوروں سے پانی لایا جاتا تھا۔ اس زمانے میں جبکہ شاہی خیمہ لاہور میں نصب ہے ہردوار کے عمدہ پانی سے آبدار خانہ سیراب ہے۔

باورچی خانے میں جمنا اور چناب کا پانی یا آبِ باراں صرف ہوتا ہے لیکن ان میں تھوڑا پانی گنگا کا ملایا جاتا ہے۔ سیر و شکار کے وقت جہاں پناہ اپنی مہربانی و دور اندیشی سے تجربہ کار اور آب آزما اہل کاروں کا تقرّر فرماتے ہیں جو عمدہ اور صاف پانی آزمائش کے بعد بہم پہنچاتے ہیں۔

قبلۂ عالم نے اپنی دوراندیشی سے شورے کو جو بندوق میں آگ کا کام دیتا ہے سرمایۂ سردی قرار دیا ہے جس سے ہر امیر و فقیر کو مسرّت خیز راحت

پہنچ رہی ہے۔

شورہ ایک کھاری خاک ہے۔ ایک سیر شورہ سوراخدار برتن میں بھر دیا جاتا ہے اور تھوڑا پانی اس پر چھڑکا جاتا ہے، اس کے قطرات کو جوش دے کر مٹی کو پانی سے جدا کر لیتے ہیں۔

ایک سیر پانی جست یا چاندی یا کسی دوسری دھات کے برتن میں بھر دیا جاتا ہے۔ ظرف کا منہ مضبوط باندھتے ہیں۔ ایک بڑے ظرف میں ڈھائی سیر شورہ اور پانچ سیر پانی ڈالتے ہیں اور سربستہ کوزے کو اس بڑے ظرف میں رکھ کر پاؤ گھنٹہ خوب ہلاتے ہیں۔ اس ترکیب سے سربستہ کوزے کا پانی ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ ایک روپے کو ۳ سے لے کر چار من تک شورہ فروخت ہوتا ہے۔

سنہ ۳۱ الٰہی میں بادشاہ نے پنجاب میں قیام فرمایا اور اُس زمانے سے برف کا رواج ہوا۔ برف شمالی کوہ سے خشکی و تری دونوں راستوں سے ڈاک چوکی بہل اور کہاروں کے ذریعے سے لائی جاتی ہے اس کا خزینہ قصبۂ پنہاں (سنہاں) کے قریب ہے جو لاہور سے پینتالیس کوس کے فاصلے پر آباد ہے۔ اس نئی تجارت سے سوداگروں نے فائدہ اُٹھایا اور رعایا کو خوشی و راحت نصیب ہوئی۔ یہ برف ایک روپے کو دو یا تین سیر فروخت ہوتی ہے مفید ترین طریقہ یہ ہے کہ برف کشتیوں پر لائی جاتی ہے اور اس کے بعد بہل پر اور سب سے کم کہاروں کے ذریعے سے لانے میں فائدہ ہوتا ہے۔ پہاڑی باشندے برف کی سلیں لا کر فروخت کرتے ہیں۔ ہر سل وزن میں تیس سیر سے زیادہ اور پچیس سیر سے کم نہیں ہوتی۔ معمولی نرخ پانچ دام ہے۔ لیکن اگر سلوں کو دور لے جانا پڑتا ہے تو چوبیس دام ستره جیتل ادا کرنے پڑتے ہیں۔ اگر فاصلہ زیادہ نہیں ہے تو اُجرت پندرہ دام تک آجاتی ہے۔

برف دس کشتیوں پر روزانہ لائی جاتی ہے جن میں ایک کشتی دار السلطنت آتی ہے۔ ہر کشتی کو چار ملّاح کھیتے ہیں اور ہر سل بارہ سے چھ سیر تک کی ہوتی ہے سلوں کے وزن میں موسمی اثر سے تفاوت بھی ہو جاتا ہے۔

ہر بہل دو پشتارے لاتی ہے۔ راستے میں بارہ ڈاک چوکیاں ہیں جہاں

گھوڑے بدلے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک ہاتھی بھی کام میں لایا جاتا ہے بارہ سلیں دس سے چودہ سیر تک کی روزانہ پہنچتی ہیں۔ اس درآمد کے ذریعے سے جو برف آتی ہے وہ جاڑے میں فی سیر تین دام اکیس جیتل اور بارش کے موسم میں چودہ دام بیس جیتل اور وسطی زمانے میں نو دام ساڑھے اکیس جیتل کے نرخ سے فروخت ہوتی ہے لیکن عام نرخ پانچ دام ساڑھے پندرہ جیتل فی سیر ہے۔

برف جب کہاروں کے ذریعے سے لائی جاتی ہے تو چودہ چوکیوں پر اٹھائیس مزدور کام کرتے ہیں۔ ہر روز چار لپشتارے آتے ہیں جن میں چار بنڈل ہوتے ہیں۔ یہ برف اوائل میں پانچ دام ۱۹ ½ جیتل اور وسطی زمانے میں تیرہ دام ۲ ½ جیتل اور آخر میں ۱۹ دام ۱۵ ⅛ جیتل فی سیر کے حساب سے فروخت ہوتی ہے۔ عام طور پر اس برف کا نرخ ۸ ¾ دام فی سیر سمجھا جاتا ہے۔ عام اشخاص صرف موسم گرما میں اور امراء ہر زمانے میں برف کا استعمال کرتے ہیں۔

آئین (۲۳)

مطبخ (باورچی خانہ)

جہاں پناہ نے اس محکمے پر بھی خاص توجہ فرمائی ہے اور اپنی دور اندیشی سے معقول قوانین اس سررشتے کے لئے بھی وضع فرمائے ہیں۔ یہ ممکن نہ تھا کہ ایسے عالی خیال فرمانروا کی توجّہ خاص مطبخ ایسے اہم شعبے کی طرف نہ ہوتی۔ ظاہر ہے کہ انسانی مزاج کا اعتدال جسم کی توانائی و قوتِ ظاہری و باطنی سعادتوں سے بہرہ اندوز ہونے کی قابلیت اور دینی و دُنیاوی برکات سے فائدہ اُٹھانے کی استعداد کا پیدا ہونا یہ تمام باتیں اس امر پر منحصر ہیں کہ انسان کی غذا و خورشش بہترین طریقے پر عمل میں آئے۔

غذا کو بہترین طریقے اور عمدہ اُصول پر استعمال کرنا انسان کو دیگر حیوانات سے ممتاز کرتا ہے ورنہ نفس شکم سیری میں بنی آدم اور دوسرے چوپایوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اگر جہاں پناہ کا حوصلہ بلند اور عقل کامل نہ ہوتی اور اگر بادشاہ کے پاک دل میں بنی نوع انسان کے ساتھ ایک عالمگیر ہمدردی کا خیال جاگزیں نہ ہوتا تو یہ حقیقت شناس فرمانروا گوشۂ خلوت میں جا بیٹھتا اور قبیلۂ عالم کو خواب و غذا کچھ بھی یاد نہ رہتے لیکن اس عظمت شہنشاہی اور دنیوی و دینی سیادت کے باوجود اب بھی جہاں پناہ کی پاکیزہ طبیعت کا یہ عالم ہے کہ خدمتگزاروں سے کبھی یہ ارشاد

نہیں ہوتا کہ آج فلاں فلاں خاصہ تیار کیا جائے۔

قبلۂ عالم خود صرف ایک وقت غذا نوش فرماتے ہیں اور سیر ہونے سے پیشتر ہی دستر خوان بڑھا دیا جاتا ہے۔ ان تمام امور کے باوجود کھانے کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے لیکن ملازمین تمام سامان اس طرح تیار رکھتے ہیں کہ فرمائش کے ایک گھنٹے بعد سو تاب دستر خوان پر چُن دی جا سکتی ہیں۔ شاہی حرم سرا میں جو کھانا صرف ہوتا ہے اس کی تقسیم صبح سے شروع ہوتی ہے اور رات تک سلسلہ جاری رہتا ہے۔

جہاں پناہ نے تجربہ کار و دیانت دار اشخاص اس کام پر مقرر فرمائے ہیں اور تمام خدّام بارگاہ ہر وقت اپنے فرائض منصبی انجام دینے پر مستعد و آمادہ رہتے ہیں۔ اس سر رشتے کا افسر بھی وزیر اعظم کا ماتحت ہے۔ جہاں پناہ نے علاوہ معاملات سلطنت کے اس صیغے کا انتظام بھی وزیر اعظم کے سپرد فرمایا ہے لیکن باوجود اس احتیاط کے خود جہاں پناہ بھی ہر وقت توجہ فرماتے رہتے ہیں۔

بادشاہ نے ایک کارفرما و بے ریا شخص کا اس سر رشتے میں تقرر کیا ہے جس کو میر بکاول کہتے ہیں۔ اس شخص کی دیکھ بھال پر اس سر رشتے کی کامیابی کا مدار ہے۔ میر بکاول کے ماتحت دیانتدار مددگاروں کا تقرر عمل میں آیا ہے۔ نقد و جنس کے حساب و کتاب کے لئے خزانچی اور متعدد خورش شناس مقرر کئے گئے ہیں۔ ان کے علاوہ مختلف ممالک کے تجربہ کار باورچی و رکابدار اس سر رشتے میں ملازم اور اپنا کام خوبی سے انجام دیتے ہیں اور ایک صحیح نویس تیچی ان کی نگہبانی کرتا ہے۔

ہر ملک کے باورچی طرح طرح کے کھانے پکاتے ہیں اور غلّہ و ترکاری گوشت و روغن و شیرینی و مصالحہ دار اشیا میں قسم قسم کی نعمتیں ہر روز مہیا کی جاتی ہیں۔ روزانہ تصرّفی کھانا ایسا تیار کیا جاتا ہے کہ جو امرا کو دعوتوں کے موقع پر کم میسّر آتا ہے۔ تصرّفی کھانے کے اقسام و ذائقے سے خاصے کے کھانے کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

نوروز کے آغاز میں مددگار خزانچی یک سالہ تخمینہ تیار و پیش کرتا ہے جس کی رقم اس کو ادا کر دی جاتی ہے۔ روپیوں کی تھیلی اور اجناس کے حجروں پر

میر بکاول اور منشی کی مہریں لگی ہوتی ہیں۔ ہر ماہ روزانہ اخراجات کا صحیح اندازہ بنا کر اس مہینے کا حساب تیار کیا جاتا ہے جن کی رسیدوں پر دو عہدہ داروں کی مہریں ہوتی ہیں۔ اس کارروائی کے بعد نقد و جنس اسی مرتبہ حساب کے مطابق خرچ کی جاتی ہیں۔

ہر سہ ماہی میں دیوان بیوتات اور میر بکاول ہر قسم کی چیزیں فراہم کر کے خرچ کے لئے جمع کر لیتے ہیں۔ سکھداس چانول بہرائچ سے دیوزیرہ چانول گوالیار سے اور جھنجن راجوری سے اور نیملہ و روغن زرد حصار فیروزہ سے تاز، مرغابی اور اکثر ترکاریاں کشمیر سے منگائی جاتی ہیں۔ نمونے ہر وقت سررشتے میں موجود رہتے ہیں۔

ان کے علاوہ بکریاں، بھیڑ، بربری، مرغ وغاز وغیرہ کو باورچی پالتے اور فربہ کرتے ہیں۔ مرغیاں ایک مہینے سے زیادہ نہیں رکھی جاتیں۔ مذبح شہر اور لشکر کے باہر اور دریا یا تالاب کے کنارے واقع ہے۔ ذبح کے بعد گوشت دھویا جاتا ہے اور پھر کیسوں میں بھر کر لاتے ہیں اور باورچیوں کی مُہر ہونے کے بعد کیسے باورچی خانے میں بھیج دئے جاتے ہیں۔ باورچی خانے میں گوشت دوبارہ دھویا جاتا ہے اور اس کے بعد پکنے کے لئے دیگ میں ڈالا جاتا ہے۔

بہشتی اپنی مشکوں سے برتنوں میں پانی بھرتے ہیں۔ برتنوں کا منہ سربمہر کپڑوں سے بندھا رہتا ہے۔ ریگ کے تہ نشین ہو جانے کے بعد پانی استعمال میں آتا ہے۔ ایک چھوٹا سا باغ مطبخ سے متعلق ہے جس سے ہر وقت تازہ ترکاریاں لے کر مصرف میں آتی ہیں۔

میر بکاول اور حساب نویس ہر چیز کے خرچ کا اندازہ کر کے روزانہ کے مصرف کے لئے اس مقدار کو معین کر دیتے ہیں۔ یہ دونوں اشخاص روزنامچہ برآورد، قبض الوصول وغیرہ پر اپنی مہریں کرتے اور سررشتے کے ہر کام کی پوری نگرانی کرتے ہیں۔ بدکاروں یا وہ گویوں اور بیگانوں کا اس سررشتے میں دخل نہیں ہے۔ شخصی آشنا سائی کافی نہیں سمجھی جاتی اور کوئی شخص بلا ضمانت کے مطبخ میں ملازم نہیں ہو سکتا۔

خاصے کا کھانا طلائی، نقرئی، سنگی اور خاکی ظروف میں تیار ہوتا ہے چند دیگچیاں کسی ایک ماتحت بکاول کے سپرد کی جاتی ہیں جو خاص اسی کے انتظام میں

تیار ہوتی ہیں۔ کھانا ایک شامیانے کے نیچے پکایا اور نکالا جاتا ہے اور محافظین برابر دیکھ بھال کرتے رہتے ہیں۔

کھانا پکانے والے پخت کے وقت آستین چڑھا کر دامن کمر سے باندھ لیتے ہیں اور اپنا منہ اور ناک بند کر لیتے ہیں۔ تیاری کے بعد کھانے کو پہلے بکاول اور چاشنی گیر چکھتے ہیں۔ اس کے بعد میر بکاول چکھتا ہے اور پھر کھانا قابوں میں نکالا جاتا ہے طلائی اور نقرئی قابیں سرخ کپڑوں میں اور چینی اور تانبے کے ظروف سفید کپڑوں میں باندھ دیئے جاتے ہیں اور میر بکاول ان کپڑوں پر اپنی مہر کر کے ہر کھانے کا نام بستہ قابوں پر لکھ دیتا ہے۔ منشیٔ باورچی خانہ تمام کھانوں کی ایک فہرست تیار کر کے میر بکاول کی مہر کے بعد اندر روانہ کر دیتا ہے تاکہ کسی قسم کا تغیر نہ ہونے پائے۔ کھانے کی قابیں بکاول، باورچی خانہ اور دوسرے ملازمین اٹھا لیتے ہیں۔ چوبداران کے دونوں طرف ساتھ ہوتے ہیں اور راہرو کو کھانے کے پاس سے گزرنے نہیں دیتے۔ جب کھانے کی قابیں اندر پہنچ جاتی ہیں تو رکابدار طرح طرح کی روٹیاں بستہ دہی اور اچار ولیموں وغیرہ سونٹھ طرح طرح کی ترکاریاں اسی طرح میر بکاول کی مُہر کرانے کے بعد حرم شاہی میں روانہ کر دیتے ہیں۔ اندرون قصر کے ملازم کھانے کو چکھ کر قابوں کو دسترخوان پر چنتے ہیں۔ تھوڑے عرصے کے بعد جہاں پناہ خاصہ نوش فرماتے ہیں۔ دسترخوان کے ملازم بادشاہ کے سامنے حاضر رہتے ہیں۔ سب سے پہلے فقرا کا حصہ علیحدہ کیا جاتا ہے۔ قبلۂ عالم کھانے کی ابتدا دودھ یا دہی سے فرماتے ہیں اور کھانے سے فارغ ہو کر خدا کی بارگاہ میں سجدۂ شکر بجا لاتے ہیں۔ میر بکاول ہر وقت حاضر رہتا ہے اور فہرست کے موافق برتنوں کو واپس لیتا ہے۔ میر بکاول غذا کے چند نیم پخت احتیاط کے خیال سے ہر وقت تیار رکھتا ہے۔

تانبے کے برتنوں پر ایک ماہ میں دو بار قلعی ہوتی ہے۔ جو برتن کہ شاہزادوں کے استعمال میں آتے ہیں اُن پر مہینے میں ایکبار قلعی کی جاتی ہے۔ شکستہ ظروف ٹھٹیری کو حوالے کر کے اُن کے عوض نئے برتن تیار کرائے جاتے ہیں۔

آئین (۲۴)

مصالحہ

غذا کے اقسام

غذا کے بیشمار اقسام کا معرض تحریر میں لانا دشوار ہے لیکن ناظرین کی واقفیت و رہنمائی کے لئے چند اشیاء کا حال مندرج ذیل ہے۔

ہر پختہ خورش کی دراصل تین قسمیں ہیں۔

(ا) بے گوشت جس کو عرف عام میں صوفیانہ کہتے ہیں۔

(۲) گوشت با برنج وغیرہ۔

(۳) گوشت و اباز یرہ (مصالحہ)۔

ہر سہ اقسام میں سے دس دس غذاؤں کا نام مرقوم ہے۔

(ا) زرد برنج (زردہ) یہ کھانا دس سیر چانول، پانچ سیر قند، ساڑھے تین سیر روغن زرد، آدھ سیر کشمش، آدھ سیر بادام و پستہ، پاؤ سیر نمک، آدھ پاؤ زنجبیل تر، $\frac{1}{2}$ ۱ دام زعفران، $\frac{1}{2}$ ۲ مشقال دارچینی سے تیار کیا جاتا ہے۔ یہ مقدار میں اس قدر ہوتا ہے کہ چار رقاب بھر جاتے ہیں بعض اشخاص اس کو صرف چند مصالحوں سے

پکاتے ہیں بلکہ کبھی کبھی مصالحہ نہیں ڈالتے۔ بعض اوقات اس میں گوشت اور نمک بھی ڈالا جاتا ہے۔

(۲) خشکہ۔ دس سیر چانول میں آدھ سیر نمک ڈال کر اس کو طرح طرح سے پکاتے ہیں۔ یہ بھی چار لبریز قابوں میں نکالا جاتا ہے۔ ایک من دیوزیرہ دھانوں میں پچیس سیر چانول نکلتے ہیں جن میں سترہ سیر چانول سے دیگ بھر جاتی ہے۔ اسی طرح ایک من جنجن دھانوں میں بائیس سیر چانول نکلتے ہیں۔

(۳) کھچری۔ پانچ سیر چانول اور پانچ سیر مونگ کی دال اور اسی قدر روغن زرد ۱/۴ سیر نمک سے تیار ہوتی ہے۔ یہ کھانا سات قابوں میں نکالا جاتا ہے۔

(۴) شیر برنج۔ دس سیر دودھ میں ایک سیر چانول، ایک سیر قند، اور ایک دام نمک ڈالتے ہیں۔ یہ پانچ قابوں کے لئے کافی ہوتی ہے۔

(۵) تھولی۔ دس سیر نیم کوفتہ گیہوں میں جن کا ایک تہائی حصہ ضائع ہوتا ہے۔ پانچ سیر روغن زرد، دس مثقال کالی مرچ، چار مثقال دارچینی، ۲ ۱/۲ مثقال الائچی و لونگ ۱/۲ سیر نمک ڈال کر اس کو تیار کر لیتے ہیں۔ اکثر اشخاص ان میں دودھ اور شکر بھی ڈالتے ہیں۔ اس مقدار سے چار قاب لبریز نکالے جاتے ہیں۔

(۶) چکھی۔ دس سیر گیہوں کا آٹا خمیر کر کے اس کو دھوتے ہیں جب دو سیر خالص خمیرہ جاتا ہے تو اس میں چانول یا مصالحہ ملاتے ہیں بعد ازاں طرح طرح سے اس پر ہر قسم کا گوشت لپیٹتے ہیں۔ اس میں ایک سیر روغن زرد، ایک سیر پیاز، نیم دام زعفران، نیم دام لونگ و الائچی اور ایک ایک دام دارچینی و کالی مرچ و دھنیا اور تین تین دام ادرک و نمک ڈالتے ہیں جو دو قابوں میں نکالی جاتی ہے۔ اکثر لوگ اس میں عرق لیمو بھی شامل کر لیتے ہیں۔

(۷) بادنجان۔ اسی قدر خمیر میں ۱ ۱/۲ سیر روغن زرد، ۲ ۳/۴ سیر پیاز، ۱/۴ سیر ادرک، اور عرق لیمو، پانچ پانچ مثقال کالی مرچ و دھنیا، نصف نصف مثقال الائچی اور لونگ، اس طرح چھ قاب تیار کئے جاتے ہیں۔

(۸) پھت۔ یہ غذا مونگ، ماش، چنے وغیرہ سے بنتی ہے۔ دس سیر مرکب میں ڈھائی سیر روغن زرد اور آدھ سیر نمک و ادرک، دو مثقال زیرہ اور

نصف مثقال انگوزہ ملا کر اس کی پندرہ قابیں تیار کر لیتے ہیں۔ اس کو زیادہ تر خشکے میں ملا کر کھاتے ہیں۔

(۹) **ساگ** - یہ پالک اور سبزیوں سے تیار کیا جاتا ہے اور بے حد مرغوب غذا ہے۔ دس سیر سبزی میں ½ ۱ سیر روغن زرد، ایک سیر پیاز، آدھ سیر ادرک، ½ ۵ مثقال کالی مرچ، نصف نصف مثقال لونگ و الائچی ملا کر چھ قابیں تیار کر لیتے ہیں۔

(۱۰) **حلوا** - دس سیر مائدہ، دس دس سیر روغن زرد و قند کی پندرہ قابیں تیار ہوتی ہیں۔ یہ مختلف طریقوں سے کھایا جاتا ہے۔

ان کے علاوہ قسم قسم کے مربّے اور شربت تیار کئے جاتے ہیں جن کا حال معرض تحریر میں لانا مشکل ہے۔

قسم دوم کے دس کھانوں کا حال مندرج ذیل ہے۔

(۱) **قبولی** - دس سیر چانول، سات سیر گوشت، ½ ۳ سیر روغن زرد، ایک سیر چنے کی دال، دو سیر پیاز، آدھ سیر نمک، پاؤ سیر ادرک، ایک ایک دام دارچینی، کالی مرچ و زیرہ، نصف نصف دام الائچی و لونگ سے تیار کی جاتی ہے۔ اکثر لوگ ان مصالحوں میں بادام و کشمش اور زیادہ کر دیتے ہیں۔ یہ پانچ قابوں میں نکالی جاتی ہے۔

(۲) **دزد بریاں** (زیر بریاں) دس سیر چانول میں دس سیر گوشت، ½ ۳ سیر روغن زرد، آدھ سیر نمک، پاؤ سیر تازہ ادرک، ایک ایک دام کالی مرچ، زیرہ، لونگ و الائچی ڈالنے سے تیار ہوتا ہے اور پانچ قابوں میں نکالا جاتا ہے۔

(۳) **قیمہ پلاؤ** - دس سیر چانول، دس سیر گوشت، چار سیر روغن زرد، ایک سیر چنے کی دال، دو سیر پیاز، آدھ سیر نمک، پاؤ سیر ادرک، ایک ایک دام کالی مرچ، زیرہ اور الائچی و لونگ کے ترکیب دینے سے پانچ قابوں میں نکالا جاتا ہے۔

(۴) **شلہ** - دس سیر گوشت، ½ ۳ سیر چانول، دو سیر روغن زرد، ایک سیر چنا، دو سیر پیاز، آدھ سیر نمک، پاؤ سیر ادرک، دو دو دام کالی مرچ و لہسن، اور ایک ایک دام دارچینی، لونگ و الائچی سے تیار کیا جاتا ہے یہ کھانا چھ قابوں میں

نکالا جاتا ہے۔

(۵) کیمہ۔ دس سیر گوشت، تین سیر میدہ، ۱½ سیر روغن زرد، ایک سیر چنا، آدھ سیر سرکہ، ایک سیر قند، پاؤ پاؤ سیر پیاز، گاجر، چقندر، شلغم۔ پالک، سونف، ادرک، اور ایک ایک دام زعفران، لونگ اور الائچی اور زیرہ اور دو دو دام دارچینی اور آٹھ مثقال کالی مرچ کے ڈالنے سے تیار ہوتا ہے اور بارہ قابوں میں نکالا جاتا ہے۔

(۶) قیمہ شلہ۔ دس سیر گوشت، ایک ایک سیر چانول و روغن زرد، آدھ سیر چنا اور اس کے علاوہ اور دوسرے مصالحے ملا کر شلے کی طرح پکاتے ہیں اور دس قابوں میں نکالتے ہیں۔

(۷) ہریسہ۔ دس سیر گوشت میں پانچ سیر کوفتہ گیہوں، دو سیر روغن زرد، آدھ سیر نمک، دو دام دارچینی ملا کر تیار کرتے ہیں اور پانچ قابوں میں نکالتے ہیں۔

(۸) کشک۔ دس سیر گوشت میں پانچ سیر کوفتہ گیہوں، ایک سیر چنا، ¼۱ سیر نمک، ½ سیر پیاز، آدھ سیر ادرک، ایک دام دارچینی، دو دو مثقال زعفران، لونگ و الائچی و زیرہ کو ترکیب دے کر پانچ قابوں میں نکالتے ہیں۔

(۹) حلیم۔ گوشت و گیہوں چنا اور زعفران کشک کی مقدار کے موافق لے کر ان میں ایک سیر روغن زرد اور پاؤ پاؤ سیر شلغم، گاجر، پالک، اور سونف ملا کر پکاتے اور دس قابوں میں نکالتے ہیں۔

(۱۰) قطاب۔ جس کو اہل ہند سنبوسہ کہتے ہیں۔ طرح طرح کے بنائے جاتے ہیں۔ دس سیر گوشت کے لئے چار سیر میدہ، دو سیر روغن زرد، ایک سیر پیاز، پاؤ سیر ادرک، آدھ سیر نمک، دو دام کالی مرچ کو دھنیا اور ایک ایک دام الائچی، زیرہ اور لونگ، پاؤ سیر سماق درکار ہوتے ہیں۔ قطاب بیسیوں اقسام کے تیار ہوتے اور تعداد میں اتنے ہوتے ہیں کہ ان سے چار قاب بھر جاتے ہیں۔

تیسری قسم کے کھانے حسب ذیل ہیں۔

(۱) بریاں۔ مسلم دانشمندی بکرے کے لئے دو سیر نمک، ایک سیر روغن زرد، دو مثقال زعفران اور اسی قدر لونگ، سیاہ مرچ اور زیرہ۔ استعمال کئے جاتے ہیں اور طرح طرح سے اس غذا کو تیار کرتے ہیں۔

(۲) یخنی ۔ دس سیر گوشت میں ایک سیر پیاز اور آدھ سیر نمک ڈالتے ہیں ۔

(۳) یولمہ ۔ ایک بکرے کو پانی میں اس قدر جوش دیتے ہیں کہ تمام اس کے بال صاف ہو جاتے ہیں اور اس کے بعد مثل یخنی کے اس کو بھی تیار کر لیتے ہیں بعض اوقات دوسری ترکیبوں سے بھی اس غذا کو پکاتے ہیں ۔ لیکن جانور اگر میمنا یا حلوان ہو تو کھانا زیادہ بالذائقہ ہوتا ہے ۔

(۴) کباب ۔ اس کے بیحد اقسام ہیں ۔ دس سیر گوشت میں آدھ سیر روغن زرد، پاؤ پاؤ بھر نمک، ادرک اور پیاز، ۱½ دام دھنیا، سیاہ مرچ، الائچی اور لونگ ڈالتے ہیں ۔

(۵) مثمن ۔ مرغ کی گردن سے اس کے بدن کی تمام ہڈیاں نکال لی جاتی ہیں اس کے بعد آدھ سیر کوفتہ گوشت میں اسی قدر گھی، پانچ مرغ کے انڈے، پاؤ سیر پیاز اور دس دس مثقال دھنیا و ادرک، پانچ مثقال نمک، تین مثقال سیاہ مرچ اور نصف مثقال زعفران دے کر مثل کباب کے تیار کر لیتے ہیں ۔

(۶) دو پیازہ ۔ دس سیر فربہ گوشت میں دو دو سیر روغن زرد اور پیاز، ¼ سیر نمک، ½ سیر ادرک، ایک ایک دام زیرہ، دھنیا، لونگ، الائچی اور دو دام سیاہ مرچ کے ملانے سے پانچ قاب تیار ہوتے ہیں ۔

(۷) مطنجنہ گوسفند ۔ دس سیر گوشت میں دو سیر روغن زرد، آدھ سیر حنا، پاؤ سیر ادرک، ایک دام زیرہ، دو دو دام سیاہ مرچ، لونگ، الائچی اور دھنیا ڈال کر سات لبریز قاب تیار کر لیتے ہیں ۔ یہ غذا مرغ اور مچھلی کے گوشت سے بھی اس ترکیب سے تیار کی جاتی ہے ۔

(۸) دم پخت ۔ دس سیر گوشت میں دو سیر روغن زرد، ایک سیر پیاز، گیارہ مثقال ادرک، دس مثقال سیاہ مرچ اور دو مثقال لونگ و الائچی دیتے ہیں ۔

(۹) قلیہ ۔ دس سیر گوشت، دو سیر روغن زرد، ایک سیر پیاز، دو دام سیاہ مرچ، ایک ایک دام لونگ و الائچی، آدھ پاؤ نمک کی ترکیب و پخت سے دس قابیں تیار ہوتی ہیں ۔

(۱۰) ملغوبہ ۔ دس سیر گوشت میں دس سیر دہی، ایک ایک سیر روغن زرد و پیاز، پاؤ سیر ادرک، پانچ دام لونگ ڈال کر دس قاب تیار کر لیتے ہیں ۔

آئین (۲۵)

نان

اگرچہ روٹی بھی ایک قسم کی غذا ہے لیکن اُس کی اہمیت کے لحاظ سے اس کا ذکر جداگانہ کیا جاتا ہے۔

(۱) روٹی رکاب خانے میں تیار ہوتی ہے۔ (سب سے اعلیٰ کلاں قسم روٹی کی تنوری ہے)۔ دس سیر میدے میں پانچ سیر گائے کا دودھ، ڈیڑھ سیر روغن زرد اور پاؤ سیر نمک ملاکر بناتے ہیں۔ بعض اوقات اسی وزن سے کئی چھوٹی روٹیاں تیار کر لیتے ہیں۔

(۲) تنک تابگی۔ ایک سیر میدے کی پندرہ اور کبھی اس سے بھی زیادہ طرح طرح کی تیار ہوتی ہیں۔

(۳) تیسری قسم روٹی کی چپاتی ہے۔ اکثر لوگ خشکی سے چپاتیاں پکاتے ہیں یہ گرم گرم دسترخوان پر لائی جاتی اور نہایت شوق سے کھائی جاتی ہیں۔ خاصے کی چپاتیوں کے لئے ایک من گیہوں سے بیس سیر آٹا تیار کیا جاتا ہے۔ بعد میں دو سیر دلایا اور جریش وبھوسی نکلتی ہے۔

آئین (۲۶)

صوفیانہ

جہاں پناہ آئین حقیقت شناسی سے گوشت کی طرف کم رغبت فرماتے ہیں۔ اکثر گوشت خواری کی نسبت ارشاد ہوتا ہے کہ انسان سے تعجب ہے کہ باوجود اس کے کہ اس کے لیئے طرح طرح کی نعمتیں غذا کے لیئے موجود ہیں لیکن اس پر بھی وہ اپنا ناعاقبت اندیشی سے بھیڑیا بنکر جانوروں کو آزار پہنچاتا ہے اور بے زبان حیوانات کو ذبح کرتا اور کھاتا ہے۔ حیرت ہے کہ کم آزاری کی خوبیوں کو کوئی نہیں دیکھتا اور ہر شخص کا شکم و معدہ جانوروں کا مقبرہ بنا ہوا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر جہاں پناہ نے بارِ دُنیا کو اپنے کاندھے پر نہ رکھا ہوتا تو گوشت خواری سے قطعاً ہاتھ کھینچ لیتے مگر اس عظیم الشان حکمرانی کے باوجود بھی قبلۂ عالم کا ارادہ ہے کہ زمانے کی رفتار و مذاق کے مطابق آہستہ آہستہ اس عادت کو ترک فرمادیں۔

چند روز جہاں پناہ نے یکشنبہ کے دن گوشت کھانا قطعاً بند کر دیا تھا اور اس کے بعد یکشنبے کو گوشت خواری سے پرہیز فرماتے تھے۔ اس زمانے میں علاوہ ان ایام کے ہر شمسی مہینے کی پہلی تاریخ، ہر یکشنبے کو، چاند گرہن و سورج گرہن کے روز دو روزوں کے درمیان والے دن، دوشنبہ رجب، ماہ تیر کے جشن کے روز، تمام ماہ فروردین، و تمام آبان میں جو جہاں پناہ کی ولادت کا مہینا ہے قبلۂ عالم گوشت نہیں تناول فرماتے۔

جہاں پناہ نے جب ارادہ فرمایا کہ آبان میں اُتنے دن گوشت سے پرہیز فرمائیں جتنے سال عمر گرامی کے شمار ہوں اور ماہ مذکور سالہائے عمر سے کم ہوا تو ماہ آذر کے چند روز بھی صوفیانہ روش اختیار کرنے میں صرف ہونے لگے۔ اب پورا ماہ آذر بھی ایام مذکورۂ صدر کی طرح پرہیزگاری میں گزر جاتا ہے حق شناسی کا غلبہ ہوتا جاتا ہے اور اس صوفیانہ روش میں روز افزوں ترقی ہو رہی ہے اور ہر سال کم از کم پانچ یوم کا مزید اضافہ ہوتا جاتا ہے جبکہ صوفیانہ ایام میں تداخل واقع ہو جاتا ہے تو ان کا بدل دوسرے مہینوں میں ہو جاتا ہے۔

صوفیانہ اوقات کے ختم ہونے کے بعد سب سے پہلے بادشاہ کے لئے گوشت کی قاب مریم مکانی کے دولت خانے سے آتی ہے اور اس کے بعد دیگر بیگمات، شہزادوں اور ارکین دربار کو اس عزت کا موقع حاصل ہوتا ہے۔

اس سررشتے میں بھی امرا، احدی اور دیگر سوار ملازم ہیں۔ پیادوں کو سو سے لے کر چار سو دام تک تنخواہ ملتی ہے۔

آئین (۲۷)

نرخ اجناس

اگرچہ بارش، لشکرکشی وغیرہ مختلف اوقات میں غلّے کے نرخ میں بڑا فرق ہو جاتا ہے لیکن معمولی نرخ اجناس بطور جدول ناظرین کی آگاہی کے لئے مندرج ذیل ہے۔

جدول نرخ اجناس ملحقہ ربیعی

نام	اعراب	قیمت	تطبیق با قیمت حال
گندم گیہوں	.	فی من دوازدہ دام۔ بارہ دام	۴ر ۲۶ ۳۰ر قدرے کم
نخود کابلی کابلی چنا	.	” سولہ دام	۶ر ۵ر ”
نخود سیاہ دیسی چنا	.	” آٹھ دام	۳ر ۳ر ک
عدس مسور	.	” بارہ دام	۴ر ۱۰ پائی تک
جَو جَو	.	” آٹھ دام	۳ر ۳ پائی ک
ارزن باجرہ	.	” چھ دام	۲ر ۵ پائی ک
کتاں السی	.	” دس دام	۴ر

نام	اعراب	قیمت	ملحقہ تطبیق باقیمت حال
تخم معصفر　کڑڑ	.	فی من - آٹھ دام	۳/۲ پائی کم
شملیت　میتھی	.	ر　دس دام	
منگ　مٹر	.	ر　چھ دام	۵/۲ پائی کم
سرشف　سرسوں	.	ر　بارہ دام	۴/۱۰ پائی کم
کیود　کاہو	.	ر　سات دام	۴/۱۰ پائی کم

جدول نرخ اجناس خریفی

نام	اعراب	قیمت	ملحقہ تطبیق باقیمت حال
شالی مشکیں　دھان	.	فی من ایک سو دس دام	۲۶ ررر عال ۱۲/
شالی سادہ　ر		ر　سو دام	عال ۸/
برنج سکھ داس	ضمۂ سین وسکون کاف وہائے مختفی وفتحۂ دال دال والف وسکون سین	ر　نود دام	عال ۴/
برنج دونہ پرساد	ضمۂ دال وسکون واؤ وفتح نون وہائے مکتوب وفتح بائے فارسی وسکون را وسین والف ودال	ر　نود دام	عال ۴/
برنج سام زیرہ	بسین والف وسکون میم وکسر زائے منقوطہ وسکون یائے تحتانی وفتح راوہائے مکتوب	ر　نود دام	عال ۴/
برنج شکر چینی	بفتح شین منقوطہ وکاف بسکون راو کسر جیم فارسی وسکون یائے تحتانی وکسر نون وسکون یائے تحتانی	ر　نود دام	عال ۴/
برنج دیوزیرہ	بکسر مجہول دال بسکون یائے تحتانی دواو کسر زائے منقوطہ وسکون یائے تحتانی وفتح راوہائے مکتوب	نود دام	عـ ۴/
برنج جنجن	بکسر جیم وسکون نون وکسر جیم وسکون نون	ر　اسی دام	عال

نام	اعراب	قیمت	ملحقہ تطبیق با قیمت حال
برنج دکھر	بکسر دال ہندی و ہائے مجہول و فتح کاف و سکون را	″ پچاس دام	۳؍۴ ؍
برنج زرہی	بکسر رائے منقوط و سکون را و کسر ہا و سکون یائے تحتانی	″ چالیس دام	۳؍
برنج ساٹھی	بسین و الف و کسر تائے فوقانی ہندی و ہائے خفی و سکون یائے تحتانی	″ آٹھ دام	۳؍۳ پائی ک
مونگ	بضم میم و سکون واؤ و نون خفی و سکون کاف فارسی	″ اٹھارہ دام	۳؍۷ پائی ک
ماش	.	″ سولہ دام	۳؍۶ پائی ک
موٹھ	بضم مجہول میم و سکون و واؤ تائے فوقانی ہندی و ہائے خفی	″ بارہ دام	۴؍۱ پائی ک
کنجد سفید سفید تل	.	″ بیس دام	۸ ؍
کنجد سیاہ سیاہ تل	.	″ اُنیس دام	۷؍ پائی ب
جواری	بضم جیم و واؤ و الف و کسر را و سکون یائے تحتانی	″ دس دام	۴ ؍
لہڈرہ	بفتح لام و سکون ہا و فتح دال ہندی و را و ہائے مکتوب	″ آٹھ دام	۳؍۳ پائی ک
لوبیا	.	″ بارہ دام	۴؍۱۰ پائی ک
کودرم	بضم مجہول کاف و سکون واؤ و دال و فتح را و سکون میم	″ سات دام	۲؍۱۰ پائی ک
کوری	بضم کاف و سکون واؤ و کسر را و سکون یائے تحتانی	″ ″	۲؍۱۰ پائی ک

نام	اعراب	قیمت	لمحقہ تطبیق باقیمت حال
سانونک (سانواں)	بسین والف ونون خفی وفتح واؤ ونون خفی وسکون کاف	فی من۔ چھ دام	۵/۲ پائی ک
کنگنی	بفتح کاف وسکون نون وضم کاف فارسی وکسر نون وسکون یائے تحتانی	" آٹھ دام	۳/۳ پائی کم
چینہ	بکسر جیم فارسی وسکون یائے تحتانی وفتح نون وہائے مکتوب	" آٹھ دام	۳/۳ پائی کم

جدول سبزی

نام	اعراب	موسم	قیمت	لمحقہ تطبیق باقیمت حال
سوہ	بضمّ سین وسکون واو دیگر وہائے مکتوب	جاڑا	فی من دس دام	۲۶ /// ۴/
پالک	بہ یائے فارسی والف وفتح لام وسکون کاف یعنی اسفناخ	"	" سولہ دام	۵/۶ پائی ک
پودینہ	.	ہمیشہ	" چالیس دام	عصہ
پیاز	.	گرما	" چھ دام	۵/۲ پائی کم
سیر (لہسن)	.	"	" چالیس دام	عصہ
ترب (مولی)	.	جاڑا	" ساڑھے آٹھ دام	۲/۸ پائی ب
کرم (کرم کلا)	.	گرما	فی سیر ایک دام	قدرے کم ۵ پائی ک
کنکچھو	بفتح کاف ونون خفی وفتح کاف وجیم فارسی وہائے خفی وسکون واؤ۔ یہ بھی ایک قسم ساگ کی ہے جو جنگل کشمیر میں پیدا ہوتا ہے۔		چار دام	۷/۱ پائی ب

نام	اعراب	موسم	قیمت	ملحقہ تطبیق با قیمت حال
دنوریتو (یعنی گل جوز)	بضمّ دال و نون خفی و سکون واؤ و کسر مجہول را و سکون یائے تحتانی و ضمّ تائے فوقانی و سکون واؤ		فی سیر دو دام	
شقاقل			؍؍ تین دام	
شگوفہ کچنار (بہاری)	بفتح کاف و سکون جیم فارسی و نون والف و سکون را۔		؍؍ نیم دام	
چوکا	بضمّ جیم فارسی و سکون واؤ و کاف والف		؍؍ ۶	
بتھوہ	بفتح با و سکون تائے فوقانی وہائے خفی و فتح واؤ وہائے مکتوب		؍؍ ربع دام	
رتسکا	بفتح را و سکون تائے فوقانی و فتح سین و کاف والف		؍؍ ایک دام	
چولائی	بفتح جیم فارسی و سکون واؤ و لام والف و کسر یائے تحتانی و سکون میم		؍؍ ؍؍	

جدول اقسام دال

نام	قیمت	ملحقہ تطبیق با قیمت حال
دال مونگ	فی من اٹھارہ دام	۲۶ ؍؍ ؍؍ شمار
دال نخود (چنے کی دال)	؍؍ ساڑھے سولہ دام	۷ ؍ ۷ ۰ پائی
دال مسور	؍؍ بارہ دام	۴ ؍ ۱۰ پائی ک
دال موٹھ	؍؍ بارہ دام	۴ ؍ ۱۰ پائی ک

جدول اقسام آٹا

نام	قیمت	ملحقہ تطبیق با قیمت حال
میدہ	فی من بیس دام	۲۶ ،، ،، ۸/ ۱۰ پائی
خشکہ	،، پندرہ دام	۶/
بیسن	،، بائیس دام	۸/ ۱۰ پائی کے
جو کا آٹا	،، گیارہ دام	۴/ ۵ پائی کے

جدول جاندار گوشت

نام	قیمت	ملحقہ تطبیق با قیمت حال
گوسفند دانشمندی	ساڑھے چھ روپے	ے ۸/
گوسفند افغانی	دو روپے	عصہ
گوسفند افغانی درجۂ دوم	ڈیڑھ روپیہ	۲عصہ ۸/
گوسفند افغانی درجۂ سوم	سوا روپیہ	۲عصہ ۴/
گوسفند کشمیری	ڈیڑھ روپیہ	۲عصہ ۸/
گوسفند بربری	ایک روپیہ	۲عصہ
گوسفند بربری درجہ دوم	پون روپیہ	۱۲/
گوسفند ہندی	ڈیڑھ روپیہ	۲عصہ ۸/
گوشت گوسفند	فی من پینسٹھ دام	۲۶ ،، ،، ۱۰عصہ
گوشت بُز	،، چوّن دام	۲عصہ ۵/ ۷ پائی ک
قاز (یک)	بیس دام	۸/
بط (یک)	ایک روپیہ	۲عصہ

ملحقہ تطبیق باقیمت حال	قیمت	نام
		تعذری (دیک)
۸ر	بیس دام	کلنگ ″
۸ر	بیس دام	
۹/۲ پائی ب	اٹھارہ دام	چرز ″
۱/۳ پائی ک	تین دام	دُراج ″
۸ر	بیس دام	کبک ″
۵ پائی ک	ایک دام	پودنہ ″
۵ پائی ک	ایک دام	لوہ ″
۸ر	بیس دام	کروانک ″
۱/۷ پائی ب	چار دام	فاختہ ″

جدول گھی وغیرہ

ملحقہ تطبیق باقیمت حال	قیمت	نام
۲۶ ،،، تار عہ	فی من ایک سو پانچ دام	گھی
۱ر عـہ	″ اسّی دام	روغن (تیل)
۱۰ ر ر	″ پچیس دام	دودھ
۲۷ پائی ب	″ اٹھارہ دام	دہی

جدول شیرینی

نام	قیمت	ملحقہ تطبیق با قیمت حال
		ر ر ک
نبات	فی سیر چھے دام	۲/۵ پائی ک
قند سفید	،، ساڑھے پانچ دام	۲/۲ پائی ک
شکر سفید	فی من ایک سو اٹھائیس دام	ے ۲۶ ۳/۳ پائی }
شکر سرخ	،، چھپن دام	عسہ ۶/۵ پائی ک

جدول مصالحۂ طعام

نام	قیمت	ملحقہ تطبیق با قیمت حال
		ر ر ک
زعفران	فی سیر چار سو دام	غـہ
لونگ	،، ساٹھ دام	عسہ ۸/
الائچی	،، باون دام	عہ ۴/۱۰ پائی ک
فلفل گرد (سیاہ مرچ) درجۂ دوم	،، سترہ دام	۶/۱۰ پائی ک
فلفل دراز (سیاہ مرچ) درجۂ اوّل	،، سولہ دام	۶/۵ پائی ک
زنجبیل خشک (سونٹھ)	،، چار دام	۱/۸ پائی کم
زنجبیل تر (ادرک)	،، ایک دام	۱/ ب
زیرہ	،، دو دام	۱۰ پائی ک
اجواین	،، دو دام	۱۰ پائی ک
زرد چوب	،، دو دام	۱۰ پائی ک
کشنیز	،، تین دام	۱/۳ پائی ک
سیاہ دانہ (کلونجی)	،، ڈیڑھ دام	۷ پائی ک

نام	قیمت	ملحقہ تطبیق با قیمت حال
انگوزہ (ہینگ)	فی سیر دو دام	۴ر
بادیان	” ایک دام	۵ پائی رک
دارچینی	” چالیس دام	۱عہ
نمک	فی من سولہ دام	۲۶ ۰۰۰ شار ۲ر ۵ پائی رک

جدول ترشی

نام	قیمت	ملحقہ تطبیق با قیمت حال
ترشی لیمو	فی سیر چھ دام	۰ ۶ر شار رک ۲ر ۵ پائی رک
آب لیمو	” پانچ دام	۲ر
سرکۂ انگوری	” پانچ دام	۲ر
سرکۂ شکر	” ایک دام	۵ پائی رک
آچار اشتر غار	” آٹھ دام	۳ر ۳ پائی رک
آچار انبہ در تیل	” دو دام	۱۰ پائی رک
انبہ در سرکہ	” دو دام	۱۰ پائی رک
لیمو در تیل	” دو دام	۱۰ پائی رک
لیمو در سرکہ	” دو دام	۱۰ پائی رک
لیمو در آب نمک	” ڈیڑھ دام	۰۷ پائی رک
لیمو در آب لیمو	” تین دام	۱ر ۳ پائی رک
آچار ادرک	” ڈھائی دام	۱ر ب
ادرشاخ	” ڈھائی دام	۱ر ب
شلجم در سرکہ	” ایک دام	۵ پائی رک

نام	قیمت	ملحقہ تطبیق با قیمت حال
آچار زردک	فی سیر آدھا دام	۰۲ پائی ک
آچار بانس	" چار دام	۱ / ۸ پائی ک
آچار سیب	" آٹھ دام	۳ / ۳ پائی کم
آچار بہی	" نو دام	۳ / ۷ پائی ب
آچار بادنجان	" ایک دام	۵ پائی ک
آچار کشمش و منقّی	" آٹھ دام	۳ / ۳ ﺳ ک
آچار کچنار	" دو دام	۱۰ پائی ک
آچار شفتالو	" ایک دام	۵ پائی ک
آچار گل کریل	" آدھا دام	۰۲ پائی ک
آچار سوران	" آدھا دام	۰۲ پائی ک
آچار سرشف (سرسوں)	" ایک دام	۵ پائی ک
آچار توریٔ	" چوتھائی دام	ـ پائی ک
آچار سہجنہ	" ایک دام	۵ پائی ک
آچار خیار	" آدھا دام	۲ ۰ پائی ک
آچار بادرنگ	" آدھا دام	۰۲ پائی ک
آچار کچالو	آدھا دام	۰۲ پائی ک
آچار ترب	آدھا دام	۰۲ پائی ک

آئین (۲۸)

میوہ خانہ

جہاں پناہ میوے کو خدا کی بہت بڑی نعمت تصور فرماتے ہیں اور اس پر بادشاہ کی خاص توجہ ہے۔ ایران و توران کے ہوشیار کارگزاروں نے ہندوستان میں سکونت اختیار کی اور میوے کی کشتکاری و خرید و فروخت کا بازار گرم ہوا بہترین خربزے اور انگور کثرت سے پیدا ہونے لگے۔ اسی طرح تربوز، شفتالو، بادام، پستہ، انار وغیرہ عمدہ و شیریں پھل ہندوستان میں پیدا ہونے لگے۔ جس زمانے سے کہ کابل، قندھار، کشمیر بھی ممالک محروسہ میں داخل ہو گئے بوجھ کے بوجھ میوؤں کے ہندوستان میں آنے لگے اور ان پھلوں کی اتنی کثرت ہوئی کہ تمام سال میوہ فروشوں کے مکانات معمور رہتے ہیں اور بازار میں انبار کے انبار میوؤں کے ہر وقت نظر آتے ہیں۔

ہندوستان میں خربزے کی فصل کا فروردین سے آغاز ہوتا ہے اور اردی بہشت میں کثرت ہوتی ہے۔ یہ میوہ نازک، خستہ اور خوشبودار ہوتا ہے خاصکر جو اقسام کہ ناسپاتی، باباشیخی، علی شیری، رانحہ برگ نے اور دو دچراغ کے نام سے مشہور ہیں ان میں یہ صفات کامل طور پر پائے جاتے ہیں۔

شہریور کے آغاز میں کشمیری خربزے ہندوستان میں آجاتے ہیں۔

کشمیری خربزوں کی فصل ختم نہیں ہونے پاتی کہ کابلی خربزوں کی درآمد شروع ہو جاتی ہے۔ ماہ آذر میں کاروان کے ذریعے سے بدخشان سے خربزے آتے ہیں اور درآمد کا سلسلہ دے تک جاری رہتا ہے جس زمانے میں کہ یہ پھل زابلستان میں پیدا ہوتا ہے اسی موسم میں پنجاب میں بھی بکثرت اور بہترین قسم کا پایا جاتا ہے۔ بھکر اور اس کے نواح میں سوا چلّے کے جاڑوں کے ہر موسم میں پیدا ہوتا ہے۔

خورداد سے امرداد تک قسم قسم کے انگور پھیلتے ہیں۔ شہریور میں یہ میوہ کشمیر سے آتا ہے اور اس قدر کثرت ہوتی ہے کہ بازاروں میں انگور کے انبار نظر آتے ہیں کشمیر میں انگور ایک دام کو آٹھ سیر فروخت ہوتا ہے۔ دو روپے فی من کرائے میں صَرف ہوتے ہیں۔ کشمیر کے باشندے اس میوے کو مخروطی ٹوکروں میں اپنی پیٹھ پر لاد کر لے آتے ہیں جو بجید عجیب معلوم ہوتا ہے۔ مہر سے اردی بہشت تک میوہ کابل سے آتا ہے۔

ان کے علاوہ کیلاس جن کو جہاں پناہ شاہ آلو کے نام سے یاد فرماتے ہیں، انار بیدانہ، سیب، ناسپاتی، بہی، امرود، شفتالو، زرد آلو، گرد آلو، آلوچہ وغیرہ مختلف میوے دیگر ممالک سے لائے جاتے ہیں اور نیز ہندوستان میں بھی پیدا ہوتے ہیں۔

خربزہ، سیب و ناسپاتی سمرقند سے بھی ہندوستان میں لاتے اور فروخت کرتے ہیں۔

جہاں پناہ جب شُرب کی طرف توجہ فرماتے ہیں تو یا افیون و کوکنار نوش فرماتے ہیں (جس کو قبلہ عالم سبزیں کہتے ہیں) تو ملازمین اُن کو خونچوں میں بھر کر حضور میں پیش کرتے ہیں۔ جہاں پناہ قدرے خود تناول فرماتے ہیں اور بقیہ حاضرین کو بطور الوش تقسیم کر دیا جاتا ہے۔

میوہ جات پر اُن کی عمدگی کے لحاظ سے مختلف امتیازی نشان لگا دیے جاتے ہیں جن سے پھلوں کے اعلیٰ و ادنیٰ ہونے کا پورا اندازہ ہو جاتا ہے۔ بہترین قسم کے خربزے کے سرے پر ایک خط چاقو سے

کھینچ دیا جاتا ہے اور جتنی بھی کہ اس میوے کی عمدگی میں فرق آتا جاتا ہے اسی تعداد سے خطوں میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔

اس سر رشتے میں منصبدار، احدی اور دیگر اہل فوج ملازم ہیں۔ پیادوں کی ماہوار سو دام سے ایک سو چالیس دام تک مقرر ہے۔ میووں کے نام مع اعراب اور اُن کے اقسام و موسم و بالیدگی ناظرین کی آگاہی کے لئے ذیل کی جدول میں مندرج ہیں۔

جدول میوۂ تورانی وغیرہ

نام	قیمت	ملحقہ تطبیق با قیمت حال
خربزہ ارہنگ اوّل	ایک ۔ ڈھائی روپیہ	عہ ۸ر
" دوم و سوم	" عہ سے عہ تک	عمہ تا عہ
" کابلی اوّل	" ایک سے ڈیڑھ تک	عمہ تا [illegible]
" کابلی دوم	" پون روپے سے ایک روپے تک	۱۲/ تا عمہ
" کابلی سوم	" نصف روپے سے بارہ آنے تک	۸/ تا ۱۲/
سیب سمرقندی	سات سے پندرہ تک ایک روپے میں	۷ تا ۱۵ - عمہ
بہی۔	دس سے تیس تک ایک روپیہ	۱۰/ ۳۰ تک عمہ
امرود	دس سے سو تک۔ ایک روپیہ	۱۰/ ۱۰۰ تک عمہ
انار	فی من ساڑھے چھ روپے سے پندرہ تک }	۲۶ ½ تا [illegible] ثار
سیب کابلی و فرنگی	پانچ سے دس تک عمہ	۵ تا ۱۰ - عمہ
انگور کشمیری	فی من ایک سو آٹھ دام }	۲۶ سیر ثار عہ ۳/۵ پائی ک
خرما	فی سیر دس دام	۰ سیر تا رک ۴/
کشمش	فی سیر نود دام	۳/۷ پائی ب
آبجوش	" نوداُم	۳/۸ پائی کم
جوز	" ساڑھے چار دام	۱/۱۰ پائی ک

نام	قیمت	ملحقہ تطبیق با قیمت حال
بادام	فی سیر۔ گیارہ دام	۴ر ۵ پائی ک
مغز بادام	″ اٹھائیس دام	۱۱ر ۳ پائی ک
پستہ	″ نو دام	۳ر ۷ پائی ب
سنجد	″ ساڑھے چھ دام	۲ر ۷۰ پائی ک
چلغوزہ	″ آٹھ دام	۳ر ۳ پائی ک
مغز پستہ	″ ساڑھے چھ دام	۲ر ۷۰ پائی ک
جوز مغز		
فندق	″ تین دام	ار ۳ پائی ک
کردگاں (اخروٹ)	″ ڈھائی دام	ار ب
آلوئے بخارا	″ آٹھ دام	۳ر ۳ پائی ک
خوبانی	″ آٹھ دام	۳ر ۳ پائی ک
مویز قندھاری	″ سات دام	۲ر ۱۰ پائی ک
انجیر	″ سات دام	۲ر ۱۰ پائی ک
منقیٰ	″ پونے سات دام	۲ر ۸ پائی س
عناب	″ ساڑھے تین دام	ار ۵۰ پائی س

جدول میوۂ شیریں ہندی

نام	اعراب	موسم	قیمت	ملحقہ تطبیق با قیمت حال
آنب	بہ ہمزہ و الف و نون خفی و سکون با۔	برسات	۱۰۰۔ چالیس دام	۱۰۰ اعدد ۱ر۳
انناس	بفتح ہمزہ و د۔ نون و الف و سکون سین۔	جاڑا	۱۔ چار دام	ایک۔ ایک ۸ پائی ک
کنولا	بفتح کاف و نون خفی و سکون واؤ و لام و الف	″	۲۔ ایک دام	دو۔ ۵ پائی ک

نام	اعراب	موسم	قیمت	ملحقہ تطبیق با قیمت حال
اوکھ (نیشکر)	بضمِ ہمزہ وسکون واؤ و کاف وہائے مختفی۔	جاڑا	دو ۔ ایک دام	دو۔۵ پائی ک
کٹھل	بفتح کاف وتائے فوقانی ہندی وہائے خفی وسکون لام۔	گرما	دو۔ ایک دام	دو۔۵ پائی ک
کیلا	بکسرِ مجہول کاف وسکون یائے تحتانی ولام والف۔	برسات	دو ۔ ایک دام	دو۔۵ پائی ک
بیر	بکسرِ مجہول باوسکون یائے تحتانی ورا۔	جاڑا	فی سیر۔ دو دام	۰ ۶ / شار ک
انار	....	برسات	دو۔ ایک دام	۱۰ پائی ک ۲ عدد ۵ پائی ک
انبرت پھل	بفتح ہمزہ ونون خفی وسکون باوکسر را وسکونِ تائے فوقانی وفتح بائے فارسی وہائے خفی وسکون لام۔	برسات	دو۔ ایک دام	۲ عدد۔۵ پائی ک
انجیر	....	گرما	فی سیر۔ ایک دام	۰ ۶ / ۶ ک ۵ پائی ک
توت	....	بہاری	فی سیر۔ دو دام	۰ ۶ / ک۔ ۱۰ پائی ک
سداپھل	بفتح سین ودال والف وفتح بائے فارسی وہائے خفی وسکون لام۔	ہمیشہ	ایک۔ ایک دام	ایک۔ ۵ پائی ک
کھجور	بفتح کاف وہائے خفی وضمِ جیم وسکون واؤ ورا۔	برسات	فی سیر۔ دو دام	۰ ۶ / ک۔ ۱۰ پائی ک
خربزہ	....	گرما	فی من چالیس دام	۲۶ ۶ / شار یعصہ
تربز	....	آخر برسات	ایک ۔ دو دام	ایک۔ ۱۰ پائی ک
کھرنی	بکسر کاف فارسی وہائے خفی وسکون را وکسر نون وسکون یائے تحتانی۔	برسات	فی سیر۔ چار دام	۰ ۶ / ک۔ ا / ۶ پائی ک
مہوا	بفتح میم وہائے خفی وتشدید واؤ والف۔	گرما	فی سیر۔ ایک دام	۰ ۶ / ک۔ ۵ پائی ک
ڈیہپل	بکسرِ مجہول ودال ہندی وسکون یائے تحتانی وفتح بائے فارسی وہائے خفی وسکون لام۔	جاڑا	فی سیر۔ چار دام	۰ ۶ / ک۔ ۵ پائی ک
اوسیرا	بضمِ ہمزہ وسکون واؤ وکسر سین سکون یائے تحتانی ورا والف	جاڑا	.	.

نام	اعراب	موسم	قیمت	ملحقہ تطبیق با قیمت حال
تینڈو	بکسر مجہول تائے فوقانی وسکون یائے تحتانی ونون خفی وضمّ دال وسکون واؤ۔	گرما	فی سیر۔ دو دام	۰روپے۔ ۰ ۱ پائی ک
انگوہل	بفتح ہمزہ ونون خفی وضمّ کاف فارسی وسکون واؤ وکسرہا وسکون لام۔	۔	۔	۔
ڈیلا	بکسر مجہول دال ہندی وسکون یائے تحتانی ولام والف۔	برسات	فی سیر۔ ایک دام	۰روپے۔ ۵ پائی ک
گولہ	بضمّ کاف فارسی وسکون واؤ وفتح لام وہائے مکتوب۔	برسات	۔	۔
بھولسری	بضمّ مجہول با وہائے خفی وسکون واؤ ولام وکسر سین ورا ویائے تحتانی۔	جاڑا	فی سیر۔ چار دام	۰روپے۔ ۱ر۸ پائی ک
ترکل تاڑ	بضمّ تائے فوقانی وسکون را وضمّ کاف وسکون لام۔	گرما	رر۔ دو دام	۲۔عدد ۵ پائی ک
پنیالہ	بفتح بائے فارسی وسکون نون ویائے تحتانی والف وفتح لام وہائے مکتوب۔	برسات	فی سیر۔ دو دام	۰روپے۔ ۰ ۱ پائی ک
لہسوڑہ	بفتح لام وہائے خفی وفتح سین وسکون واؤ وفتح را وہائے مکتوب۔	گرما	فی سیر۔ ایک دام	۰روپے۔ ۵ پائی ک
گنبھی	بضمّ کاف فارسی وسکون نون وکسر با وہائے خفی وسکون یائے تحتانی۔	جاڑا	فی سیر۔ چار دام	۰روپے۔ ۱ر۸ پائی ک
کرہری	بفتح کاف ورا وسکون ہا وکسر رائے دوم وسکون یائے تحتانی۔	گرما	فی سیر۔ چار دام	۰روپے۔ ۱ر۸ پائی ک
تری	بفتح تائے فوقانی وسکون را وکسر رائے ثانی وسکون یائے تحتانی۔	۔	۔	۔
بنگہ	بفتح با ونون خفی وفتح کاف فارسی وہائے مکتوب	بہار	فی سیر۔ دو دام	۰روپے۔ ۰ ۱ پائی ک

نام	اعراب	موسم	قیمت	ملحقہ تطبیق باقیمت حال
گولر	بضم کاف فارسی وسکون واوٗ وفتح لام وسکون را۔	گرما	فی سیر۔ دو دام	۰۲ رک۔ ۱۰ پائی ک
پیلو	بکسر بائے فارسی وسکون یائے تحتانی وضم لام وسکون واوٗ۔	گرما	فی سیر۔ دو دام	۰۲ رک۔ ۱۰ پائی ک
بروتہ	بفتح باو رائے وسکون واوٗ وفتح تائے فوقانی وہائے مکتوب۔	برسات	فی سیر۔ چار دام	۰۲ رک۔ ۱۲۵ پائی ک
پیار چرونجی	بکسر بائے فارسی ویائے تحتانی والف ورا۔	برسات	فی سیر۔ چار دام	۰۲ رک۔ ۱۲۵ پائی ک

جدول میوہ ہندی میخوش

نام	اعراب	موسم	قیمت	ملحقہ تطبیق باقیمت حال
انبلی (املی)	بفتح ہمزہ ونون خفی وکسر باو لام وسکون یائے تحتانی	گرما	فی سیر۔ دو دام	۰۲ رک۔ ۱۰ پائی ک
بڑھل	بفتح با وسکون رائے ہندی وفتح ہا وسکون لام۔	گرما	ایک۔ ایک دام	ایک ۔ ۵ پائی ک
کمرک	بفتح کاف وسکون میم وفتح را وسکون کاف۔	جاڑا	چار۔ ایک دام تک	۴ عدد۔ ۵ پائی ک
نارنگی	بنون والف وفتح را وکسر کاف فارسی وسکون یائے تحتانی۔	جاڑا	دو۔ ایک دام تک	۲ ؍؍ ۵ پائی ک
انگور کوہی	زیادہ تر دامن کوہستان ہند میں پیدا ہوتا ہے۔	گرما	•	•
جامن	بجیم والف وفتح میم ونون	برسات	فی سیر۔ ایک دام	۰۲ رک۔ ۵ پائی ک
پھالسہ (فالسہ)	بہائے فارسی وہائے خفی والف وسکون لام وفتح سین وہائے مکتوب۔	گرما	؍؍ ڈیڑھ دام	۰۲ رک۔ ۷ پائی ک

نام	اعراب	موسم	قیمت	ملحقہ تطبیق با قیمت حال
کروندا	بفتح کاف و را و سکون واؤ و نون خفی و دال والف۔	برسات	فی سیر۔ ایک دام	.ورک۔ ۵ پائی ک
کیت	بفتح کاف و سکون یائے تحتانی و فتح تائے فوقانی۔	برسات	چار۔ ایک دام تک	۴ عدد۔ ۵ پائی ک
کانکو	بکاف والف و نون خفی و ضمّ کاف و سکون واؤ۔	.	.	.
پاکر	ببائے فارسی والف و فتح کاف و سکون را۔	برسات	دو سیر۔ ایک دام	لے رر۔ ۵ پائی ک
کرنا	بفتح کاف و سکون را و نون والف۔	رر	ایک۔ ایک دام	۱ عدد۔ ۵ پائی ک
لبھیرا	بفتح لام و با و ہائے خفی و سکون یائے تحتانی و را والف۔	گرما	.	.

جدول میوۂ ترش ہندی

نام	اعراب	موسم	قیمت	ملحقہ تطبیق با قیمت حال
لیمو	بکسر مجہول لام و سکون یائے تحتانی و ضمّ میم و سکون واؤ۔	گرما	چار۔ ایک دام تک	۴ عدد۔ ۵ پائی ک
امل بیت	بفتح ہمزہ و میم و سکون لام و کسر مجہول با و سکون یائے تحتانی و تائے فوقانی۔	برسات	چار۔ ایک دام تک	۴ عدد۔ ۵ پائی
گلگل	بفتح ہر دو کاف فارسی و سکون ہر دو لام	رر	دو۔ ایک دام تک	۲ عدد۔ ۵ پائی ک
گھیپ	بفتح کاف فارسی و ہائے خفی و سکون یائے تحتانی و بائے فارسی۔	رر	.	.
بجورا	بکسر با و فتح جیم و سکون واؤ و را والف۔	برسات	ایک۔ آٹھ دام	ایک ۳۲ر۳ پائی ک
آنولہ	بہمزہ والف و نون خفی و سکون واؤ و فتح لام و ہائے مکتوب۔	گرما	فی سیر۔ دو دام	.ررک۔ .اپائی ک

جدول میوۂ تر ہندی

نام	اعراب	موسم	قیمت	ملحقہ تطبیق باقیمت حال
کول گٹہ	بفتح کاف و واؤ وسکون لام وفتح کاف فارسی وتائے مشدد فوقانی ہندی وہائے مکتوب۔	گرما	فی سیر۔ دو دام	۰ ررک۔ ۰۱ پائی ک

جدول میوۂ ہندی جو بعد پکانے کے کھایا جاتا ہے

نام	اعراب	موسم	قیمت	ملحقہ تطبیق باقیمت حال
پلول	بفتح بائے فارسی وسکون لام وفتح واؤ وسکون لام۔	برسات	فی سیر۔ دو دام	۰ ررک۔ ۰۱ پائی ک
کدو	....	؍؍	ایک۔ دو دام	ایک۔ ۰۱ پائی ک
بادنجان	....	ہمیشہ	فی سیر۔ ڈیڑھ دام	۰ ررک۔ ۷۔ پائی ک
ترئی	بضم تائے فوقانی وفتح را وکسر یائے تحتانی اوّل وسکون دوم۔	برسات	؍؍ ڈیڑھ دام	۰ ررک۔ ۷۔ پائی ک
کنروری	بفتح کاف ونون خفی وضم دال وسکون واؤ وکسر را وسکون یائے تحتانی۔	؍؍	؍؍ ڈیڑھ دام	۰ ررک۔ ۷۔ پائی ک
سینب	بکسر مجہول سین وسکون یائے تحتانی ونون خفی وسکون بائے موحدہ۔	؍؍	؍؍ ڈیڑھ دام	۰ ررک۔ ۷۔ پائی ک
پیٹھہ	بکسر مجہول بائے فارسی وسکون یائے تحتانی وفتح تائے فوقانی ہندی وہائے مکتوب۔	؍؍	ایک۔ آٹھ دام	ایک عدد ۳۔ ۳/۳ پائی ک
کریلہ	بفتح کاف وکسر را وسکون یائے تحتانی وفتح لام وہائے مکتوب۔	؍؍	فی سیر۔ ڈیڑھ دام	۰ ررک۔ ۷۔ پائی ک

نام	اعراب	موسم	قیمت	ملحقہ تطبیق با قیمت حال
کُکورہ	بفتح کاف اوّل وضمّ کاف دوم وسکون واؤ وفتح را و ہائے مکتوب	برسات	فی سیر ڈیڑھ دام	.ورک۔ ۷ پائی کی
کچالو	بفتح کاف وجیم فارسی والف وضمّ لام وسکون واؤ۔	"	" دو دام	.ورک۔ .ا پائی کی
چچینڈا	بفتح جیم اوّل وکسر دوم وسکون یائے تحتانی ونون خفی ودال ہندی۔	"	" دو دام	.ورک۔ .ا پائی کی
سورن	بضمّ سین وسکون واؤ وفتح را وسکون نون۔	گرما	" ایک دام	.ورک۔ ۵ پائی کی
گاجر	بکاف فارسی والف وفتح جیم وسکون را۔	جاڑا	" ایک دام	.ورک۔ ۵ پائی کی
سنگھاڑا	بکسر سین ونون خفی وکاف فارسی وہائے خفی والف وفتح را وہائے مکتوب۔	برسات	" تین دام	.ورک۔ ا۳/ پائی کی
سالک	بسین والف وفتح لام وسکون کاف۔	جاڑا	" دو دام	.ورک۔ .ا پائی کی
پنڈالو	بکسر بائے فارسی ونون خفی ودال ہندی والف وضمّ لام وسکون واؤ۔	"	" دو دام	.ورک۔ .ا پائی کی
سیالی	بکسر سین ویائے تحتانی والف وکسر لام وسکون یائے تحتانی۔	گرما	•	•
کسیرو	بفتح کاف وکسر مجہول سین وسکون یائے تحتانی وضمّ را وسکون واؤ۔	جاڑا	فی سیر تین دام	.ورک۔ ا۳/ پائی کی

ہندوستان کا میوہ ذائقے میں تین قسم کا ہوتا ہے۔ شیریں، پھیکا، خوش اور ترش۔ اور ہر قسم کے بیحد اصناف ہیں۔ اکثر خشک میوے بھی بیحد ذائقہ دار ہوتے ہیں اور بعض ان میں آگ پر پکا کر کھائے جاتے ہیں۔ ان میں سے بعض کے نام اور بعض کے مختصر حالات ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔

(۱) آم۔ اس پھل کو فارسی میں نغزک کہتے ہیں جیسا کہ امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے

اپنی ایک نظم میں لکھا ہے۔ یہ میوہ خوشبو و رنگ اور ذائقے میں بے مثل ہے۔ بعض مشکل پسند ایرانی و تورانی اس پھل کو خربزہ و انگور سے بہتر سمجھتے ہیں۔ آم جسمیت کے لحاظ سے زرد آلو، بہی، ناشپاتی اور خربزے کے برابر ہوتا ہے۔ وزن میں ایک سیر بلکہ اس سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔ یہ میوہ رنگ میں زرد، سبز و سرخ ہوتا ہے۔ اس کا درخت بیحد خوشنما ہوتا ہے۔ خاصکر جوان پودا بے انتہا خوبصورت ہوتا ہے۔ یہ درخت قد میں چارمغز سے کچھ بلند ہوتا ہے اور اُس کے پتّے برگ بید کی مانند ہوتے ہیں۔ خزاں کی بیت جھڑ کے بعد نئے پتّے سبز، زرد و نارنجی اور آتشی نمودار ہوتے ہیں اور بہار کے شروع میں کلیاں پھوٹتی ہیں اور پھل خوشہ ہائے انگور کی طرح لگتے ہیں۔ اس کی خوشبو نہایت عمدہ ہوتی ہے اور اُس کے درختوں کی قطار عجب بہار دکھاتی ہے۔

ڈالیوں میں جب پھل لگتے ہیں تو آغاز بار آوری سے ایک ماہ کے بعد پھلوں میں ترشی پیدا ہوتی ہے۔ ان پھلوں سے مربّے و آچار بناتے ہیں۔ اُسی وقت یہ پھل سالن میں بھی ڈالا جاتا ہے جس کی وجہ سے قلیے میں لذّت پیدا ہوتی ہے۔ مگر اس کام میں اُس وقت تک استعمال کیا جاتا ہے جب تک کہ اُس کی گٹھلی میں سختی نہیں پیدا ہوتی۔ اگر اس پھل کو اُس وقت کوئی مضرّت پہنچتی ہے جب کہ یہ شاخوں میں لگا ہوتا ہے تو عجیب عمدہ خوشبو پیدا ہوتی ہے۔ ایسے آموں کو کویلاس کہتے ہیں۔ اکثر اس پھل کو خامی کی حالت میں توڑ لیتے ہیں اور اس کی پال ڈالتے ہیں جس کے بعد میوہ بیحد خوش ذائقہ ہوجاتا ہے۔

اکثر درخت کے پھل گرمیوں میں پکنا شروع ہوتے ہیں اور بارش کے زمانے میں کھانے کے قابل ہوجاتے ہیں۔ بعض میں پختگی بارش میں شروع ہوتی ہے اور آغاز سرما میں کھائے جاتے ہیں۔ ان آموں کو بھدیہ کہتے ہیں۔ چند درخت ایسے بھی ہوتے ہیں جو تمام سال بار آور ہوتے ہیں لیکن یہ شاذ و نادر کہیں کہیں پائے جاتے ہیں۔ بعض درخت ایسے بھی ہیں جن کے پھل بظاہر خام معلوم ہوتے ہیں لیکن حقیقت میں اُن میں پختگی شروع ہوجاتی ہے۔ ان پھلوں کو جلد توڑ لیتے ہیں ورنہ اگر کچھ تاخیر ہوئی تو شیرینی کی زیادتی سے ان میں کیڑے پڑجاتے ہیں۔

آم ہندوستان میں ہر جگہ پایا جاتا ہے لیکن خاصکر بنگال، گجرات، مالوہ، خاندیس اور دکن میں بکثرت پیدا ہوتا ہے اور پنجاب میں بہ نسبت دیگر مقامات کے کم ہوتا ہے۔ جہاں پناہ نے لاہور کو تختگاہ مقرر فرما کر پنجاب کو بھی اس میوے سے فیضیاب فرما دیا ہے۔

آم کا پودا چار سال میں پھل دیتا ہے۔ اکثر لوگ اس پودے کو دودھ اور شکر سے سینچتے ہیں جس کی وجہ سے پھل کی شیرینی میں اور زیادہ اضافہ ہو جاتا ہے۔ آم کی خاصیت ہے کہ ایک سال زیادہ پھولتا ہے اور دوسرے سال کم۔ بعض اقسام ایسے ہیں جو ایک سال پھل دیتے ہیں اور دوسرے سال بالکل نہیں پھلتے۔ بعض لوگ آم کو شکم سیر ہو کر کھاتے ہیں اور اس کے بعد آم کے خستے کو دودھ میں ملا کر پی جاتے ہیں جس سے آم جلد ہضم ہو جاتا ہے۔ اس کی خستہ گٹھلی جو پرانی ہو جاتی ہے بیحد ذائقہ دار و میخوش ہوتی ہے اور دو یا تین سال کے بعد تریاق کا کام دیتی ہے۔ اگر آم کو نیم پختہ مع اس کی شاخ کے جو طول میں دو انگل ہو توڑ لیا جائے اور شاخ کے سرے پر گرم موم لگا کر اس کو گائے کے گھی یا شہد میں ڈال دیں تو آم کے ذائقے میں دو یا تین ماہ اور اس کے رنگ میں ایک سال تک کوئی تغیّر واقع نہیں ہوتا۔

(۲) اننناس۔ اس کو کٹھل سفری بھی کہتے ہیں۔ تعجّب یہ ہے کہ بعض اشخاص اس کے درخت کو گملوں میں لگا کر سفر میں اپنے ہمراہ رکھتے ہیں اور اس حالت میں بھی ان میں پھل لگتے ہیں۔ یہ میوہ رنگ و جسم میں ترنج کے برابر اور مزہ و بو میں آم کے مثل ہوتا ہے۔ اس کا تنہ ایک گز لانبا ہوتا ہے اور اس کے پتے ہاتھ کے شکل کے ہوتے ہیں۔ پتوں کے سرے آری کی طرح دندانہ دار ہوتے ہیں۔ پھل تنے کے آخر میں لگتا ہے اور درخت کی چوٹی پر چند پتّے ہوتے ہیں پھل توڑنے کے بعد پتّیوں کو بھی توڑ لیتے ہیں اور ہر پتّے کو زمین میں علٰحدہ بو دیا جاتا ہے جو بڑھ کر صاحب برگ و بار ہوتا ہے۔ یہ پودا صرف ایک مرتبہ پھل دیتا ہے اور وہ بھی ایک سے زیادہ نہیں ہوتا۔

(۳) کنولا۔ یہ میوہ رنگ میں زعفرانی اور بہی کا سا ہوتا ہے۔

یہ پھل ہندوستان کے بہترین میووں میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس کا درخت لیمو کے پودے سے مشابہ ہوتا ہے۔ اس کا پھول ہلکی خوشبو دیتا ہے۔

(۴) اوکھ (گنّا) اس کو فارسی میں نیشکر کہتے ہیں۔ اوکھ کی بیشمار قسمیں ہیں۔ اس کی ایک قسم تو اس قدر نازک ہوتی ہے کہ چڑیا کے چونچ مارنے سے اس میں سے رس ٹپکنے لگتا ہے اور اگر ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر پڑتی ہے تو خود بخود ٹوٹ جاتی ہے۔

اوکھ یا نرم ہوتی ہے یا سخت۔ گُڑ، شکر، قند سفید و مصری ہمیشہ اوکھ سے بنائی جاتی ہیں۔ انھیں چیزوں سے قسم قسم کی مٹھائیاں تیار کرتے ہیں۔ اس کی کشتکاری کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے چند عمدہ نیشکر کو کسی ٹھنڈی جگہ حفاظت سے رکھتے اور روزانہ اُن پر پانی چھڑکتے ہیں۔ جب آفتاب برج دلو میں داخل ہوتا ہے اُن اوکھوں کے ایک ایک بالشت یا اس سے کچھ زائد کے ٹکڑے کاٹ کر ان کو نرم زمین میں بٹھلاتے ہیں اور مٹی سے داب دیتے ہیں جو ٹکڑا زیادہ سخت ہوتا ہے اس کو اُتنا ہی زیادہ زمین میں گاڑتے ہیں۔ اس کے بعد کھیت کو ہمیشہ سینچتے رہتے ہیں اور اسی طرح سات یا آٹھ ماہ کے بعد درخت تیار ہو جاتا ہے۔ اگرچہ اوکھ سے بھی شراب تیار کرتے ہیں لیکن عمدہ قسم کی شراب قند سیاہ سے بناتے ہیں۔ اس کے تیار کرنے کے مختلف طریقے ہیں۔

ایک طریقہ مندرجہ ذیل ہے :- ایک من رس میں دس سیر ببول کی چھال اور تین گنا پانی ڈالتے ہیں اور اس مرکّب کو مٹکوں میں بھر کر زمین کے اندر رکھتے اور گھوڑے کی خشک لید سے خم کو چاروں طرف ڈھانپ دیتے ہیں۔ سات سے دس روز تک میں رس میں جوش آجاتا ہے۔ اس پختگی کی علامت یہ ہے کہ رس کی شیرینی میں کسیلا پن پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر اس کو اور زیادہ تیز کرنا چاہتے ہیں تو اس مرکّب میں تھوڑا قند سیاہ اور بسا ادفات چند ادویہ اور عنبر و کافور کے مثل چند خوشبوئیں ڈالتے ہیں۔

بعض عیش پسند اشخاص اس مرکّب میں گوشت کی بھی آمیزش کر لیتے ہیں۔

بعد ازاں اس مرکّب کو کپڑے میں چھان لیتے ہیں تاکہ کوڑے اور میل سے صاف ہو جائے۔ چند اشخاص تو اس مرکّب کو یوں بھی پیتے ہیں لیکن اکثر اشخاص اس کا عرق کھینچتے ہیں۔ عرق کشید کرنے کے مختلف طریقے ہیں۔ مرکّب کو تانبے کی ایک دیگ میں بھر لیتے ہیں۔ دیگ کے وسط میں ایک خالی پیالہ رکھا جاتا ہے۔ اس پیالے کو اس طرح رکھتے ہیں کہ نہ اس کو جنبش ہوتی ہے اور نہ مرکب اس میں آسکتا ہے۔ دیگ پر ایک اُلٹا سرپوش رکھ کر جوف پر آٹا لگا دیتے ہیں۔

(۵) کٹھل۔ یہ پھل کیپا (اس کو زمانۂ حال میں پڈبنگ کہتے ہیں) کی شکل کا ہوتا ہے سبزی مائل۔ اس کا درخت ایک گز لانبا اور نصف گز چوڑا ہوتا ہے۔ چھوٹا پھل تربز کی مانند ہوتا ہے لیکن پوست خاردار ہوتا ہے۔

پھل کو دو ٹکڑے کرنے سے خوشے نمودار ہو جاتے ہیں۔ خوشوں میں ایک قسم کی چپچپاہٹ ہوتی ہے۔ پھل کھانے میں انگلیاں باہم چپک جاتی ہیں۔

اس کا درخت چارمغز سے مشابہ لیکن اس سے زیادہ بلند ہوتا ہے۔ اس کی پتّیاں بھی چارمغز کی پتیوں سے بڑی ہوتی ہیں

اس کے پھول بھی پھل کی طرح خوشبودار ہوتے ہیں۔

پھل کو کچّا ہی توڑ لیتے ہیں اور چونے وغیرہ میں پانی ڈال کر پکا لیتے ہیں۔

(۶) کیلا۔ اس کا درخت نیزے کی طرح ہوتا ہے۔ پتّیاں موٹی تنے سے نرم و باریک پتیاں نمودار ہوتی ہیں

اس کی پتّیاں لنبیر سی ہوئی آستین کی مانند لیکن اس سے بڑی اور چوڑی ہوتی ہیں۔ کلی پتیوں کے درمیان صنوبری شکل اور سوسنی رنگ کی نمودار ہوتی ہے۔

ہر خوشے میں ستّر یا اسّی کیلے پھلتے ہیں۔

پھلیاں شکل میں چھوٹے کھیرے یا ککڑی سے مشابہ ہوتی ہیں۔ ان کا چھلکا

آسانی سے اُتارا جا سکتا ہے۔

گرانی و ثقل کی وجہ سے اس کو کثیر مقدار میں نہیں کھا سکتے۔

یہ پھل کئی قسم کا ہوتا ہے۔ اس کا درخت تنے سے ایک گز چھوڑ کر قلم کر لیا جاتا ہے ورنہ پھل نہیں دیتا۔ عوام کا خیال ہے کہ اس سے کافور پیدا ہوتا ہے۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ وہ دوسرا درخت ہے جس کو عامتہ خلائق کیلا خیال کرتی ہے۔

ناواقف اشخاص کا یہ بھی خیال ہے کہ کیلے سے موتی پیدا ہوتا ہے لیکن یہ محض وہم ہے جس میں صداقت کی جھلک تک موجود نہیں ہے۔

(۷) مہوہ۔ اس کا درخت آم کے درخت سے مشابہ ہوتا ہے۔ اس کی لکڑی عمارتوں میں کام آتی ہے اور اس کے پھول سے عرق کھینچتے ہیں جو نشہ انگیز ہوتا ہے۔ میوے کو کلوندہ بھی کہتے ہیں۔

(۸) بھولسری۔ اس کا درخت بڑا اور خوش آیند ہوتا ہے میوے کا رنگ نارنجی ہوتا ہے اور پھل خود عنّاب سے مشابہ ہوتا ہے۔

(۹) ترکل۔ پھل اور درخت ہر دو اعتبار سے ناریل سے مشابہ ہوتا ہے۔

اس کا ڈنٹھل شاخ سے بے برگ نمودار ہوتا ہے، جس کا سر کاٹ کر اس کو ایک برتن میں باندھ دیتے ہیں، اُس برتن میں شیرہ ٹپکتا ہے۔

ایک روز میں دو یا تین مرتبہ برتن شیرے سے بھر جاتا ہے۔ اس عرق کو تاڑی کہتے ہیں

تازہ شیرہ میٹھا ہوتا ہے۔ اگر تھوڑی دیر رہنے دیں تو شیرہ مخوش ہو کر نشہ پیدا کرتا ہے۔

(۱۰) پنیالہ۔ زردآلو سے مشابہ ہے۔ اس کا درخت لیموں کے درخت کی مانند ہے اور پتیاں بید کی سی ہوتی ہیں۔ پھل ابتدا ً سبز ہوتا ہے لیکن پختگی کے بعد سرخ ہو جاتا ہے۔

(۱۱) گنبھی۔ اس کا پودا پیاز کا سا ہوتا ہے اور پتّیاں اور پھل

کنارے سے مشابہ۔ اس کو جڑ کی تہ سے نکالتے ہیں۔ توری جڑ کے اوپر لپٹ جاتی ہے۔ زیادہ تر کہسار میں پائی جاتی ہے۔ زمین پر بیل کی طرح پھیلتی ہے۔ ایک سال میں ایک من یا اس سے زیادہ پیدا ہوتی ہے چکلی کی طرح چاروں طرف بڑھتی ہے۔ دو سال میں دو من کے قریب پھلتی ہے۔ اسی طرح ہر سال بڑھتی جاتی ہے۔ اس کے پتّے برگ تربوز سے مشابہ ہوتے ہیں۔

(۱۲) پیار۔ زیرۂ منقّیٰ و انگور کی مانند ہوتا ہے۔ رنگ جگری ہوتا ہے اور ذائقہ شیریں۔ اس کا مغز خستہ اور روغن دار ہوتا ہے مغز کھایا جاتا ہے جس کو ہندی میں چرونجی کہتے ہیں۔ اس کا درخت ایک گز تک لانبا ہوتا ہے۔

(۱۳) ناریل جس کو جوز ہندی بھی کہتے ہیں۔ اس کا درخت خرما سے مشابہ اور اُس سے زیادہ بلند ہوتا ہے۔ اس کی لکڑی زیادہ خوش رنگ اور اس کی پتّیاں زیادہ بڑی ہوتی ہیں۔ یہ درخت تمام سال پھلتا ہے۔ اس کا پھل تین مہینے میں پختہ ہوتا ہے۔ خام پھل کو جو سبز رنگ کا ہوتا ہے توڑ لیتے ہیں اور قلیل مدت اس کو رکھنے کے بعد اُس سے ایک پیالہ بھر کر ایک قسم کا شربت نکالتے ہیں جو دودھ کی مانند سفید ہوتا ہے۔

شربت بیحد لذیذ ہوتا ہے۔ موسم گرما میں اس میں شکر ملا کر بھی پیتے ہیں۔ پھل پختہ ہونے کے بعد نخود کے سے رنگ کا ہو جاتا ہے اور اس میں شیرہ بندھ جاتا ہے۔

تیل میں ڈالنے سے سیاہ ہو جاتا ہے۔ یہ پھل میٹھا اور چرب دار ہوتا ہے۔ اس کو پان کے ساتھ کھاتے ہیں جس سے زبان میں نرمی و تازگی پیدا ہوتی ہے۔

اس کے پوست سے پیالے، چمچے اور ستار وغیرہ کی تونیاں بناتے ہیں۔ پھل چہار چشمی و سہ چشمی و دو چشمی و یک چشمی ہوتا ہے۔ ہر قسم کے خواص جداگانہ ہوتے ہیں۔ آخری قسم بہتر خیال کی جاتی ہے۔

اس کی ایک قسم زہر کا تریاق سمجھی جاتی ہے۔ پھل بارہ سیر

یا اس سے زیادہ وزنی ہوتا ہے۔ اس کے درخت کی چھال سے رسّی اور بڑے جہازوں کی طنابیں اور رسیاں بناتے ہیں۔

(۱۴) پنڈکھجور۔ خرما ہے جس کا درخت چھوٹا اور زمین سے پیوستہ ہوتا ہے۔ درخت میں چار یا پانچ سو پھل لگتے ہیں۔

(۱۵) سوپیاری۔ اس کو فارسی میں فوفل کہتے ہیں۔ اس کا درخت خوشنما اور سرو کی مانند بلند و خوبصورت ہوتا ہے۔ تیز ہوا کے جھونکوں سے اس کی شاخیں زمین تک جھک جاتی ہیں اور پھر سیدھی ہو جاتی ہیں۔ اس کی بیشمار قسمیں ہیں۔ خام پھل کا مزہ بادام کا سا ہوتا ہے اور پختہ ہو کر سخت ہو جاتا ہے۔ اس کو پان کے ساتھ کھاتے ہیں۔

(۱۶) سنگھاڑہ۔ پھل سہ گوشہ ہوتا ہے۔ اس کی بیل تالاب میں پیدا ہو کر بڑھتی ہے اور پھل پانی کی سطح پر نمودار ہوتے ہیں۔ یہ پھل خام و بریاں دونوں طریقے پر کھایا جاتا ہے۔

(۱۷) سالک۔ تالابوں میں زمین کے نیچے پیدا ہوتا ہے اور پانی کی تہ سے باہر نکالا جاتا ہے۔

(۱۸) پنڈالو۔ اس کی بیل کو لکڑی پر چڑھاتے ہیں۔ بیل دو گز لانبی ہوتی ہے۔ اس کی پتیاں برگ تنبول سے مشابہ ہوتی ہیں۔ اس کو جڑ سے اُکھاڑ لیتے ہیں۔

(۱۹) کسیرو۔ تالابوں میں پیدا ہوتا ہے۔ جب اس میں رس پیدا ہو جاتا ہے تو زمین سے نکال لیتے ہیں۔ پھل خام اور جوش دادہ کھایا جاتا ہے۔

(۲۰) سیالی۔ دراز و مخروطی ہوتا ہے۔ اس کا پودا ایک قسم کی بیل ہے۔ پھل بیل کی جڑیں پیدا ہوتا ہے۔

(۲۱) لیمو۔ بیضۂ مرغ کی مانند ہوتا ہے۔ اس کی ایک قسم کو کاغذی کہتے ہیں۔ اس کے پوست اور مغز کے درمیان ایک نازک و باریک خانے دار سفید جھلّی ہوتی ہے۔ تیز اور خوش ذائقہ ہوتا ہے۔ اس کی ایک قسم

تمام سال پھلتی ہے۔

(۲۲) اَل برِیت۔ نارنگی کی مانند اور بیحد ترش ہوتی ہے۔ اس کی تیزی کا یہ عالم ہے کہ اگر لوہے کی سوہن اس میں گڑو دی جائے تو قلیل مدت میں پانی ہو جاتی ہے اور سنکھ اس کے عرق میں گل جاتے ہیں۔

(۲۳) کرنا۔ سیب سے مشابہ ہوتا ہے۔ تین سال میں اس کے خوشے نکل آتے ہیں۔ ابتدا میں سبز و ترش و تلخی آمیز ہوتا ہے لیکن بعد میں زرد ہو جاتا ہے اور تلخی جاتی رہتی ہے۔ پختہ ہو کر سرخ و شیریں ہوتا ہے۔ دیر تک رکھے رہنے سے دوبارہ سبز ہو جاتا ہے۔ اس کا درخت لیموں کی مانند ہوتا ہے لیکن اس کی پتیاں برگ لیمو سے کچھ زیادہ چوڑی ہوتی ہیں۔ اس کی بیکال خاکی کی طرح نوکدار ہوتی ہے۔ اس کے پھول چہار برگی و سفید ہوتے ہیں۔ پھول میں زرّیں ریشے یا دانے بیحد خوشبودار ہوتے ہیں جن سے عبیر تیار کرتے ہیں۔

اس کی مفصّل کیفیت طاقتِ بیان سے باہر ہے اور اسی قدر اجمال پر کفایت کی جاتی ہے۔

(۲۴) برگ تنبول۔ یہ ایک قسم کی سبزی ہے لیکن تجربہ کار اشخاص اس کو عمدہ میوہ خیال کرتے ہیں چنانچہ امیر خسرو اس کی تعریف میں فرماتے ہیں۔

مادرہ برگے چو گل بوستاں خوب تریں میوۂ ہندوستاں

اس کے کھانے سے منہ خوشبودار اور محفل معطّر ہو جاتی ہے۔ پان دانت کی جڑوں کو مضبوط کرتا ہے۔ اس کے کھانے سے گرسنہ سیر اور سیر شکم گرسنہ ہو جاتا ہے۔ پان کی بیشمار قسمیں ہیں جن میں سے چند بیان کی جاتی ہیں۔

۱۔ بِلہری۔ سفید و درخشاں ہوتا ہے۔ یہ زبان کو سخت و کھر کھرا نہیں کرتا اور مزے میں تمام اقسام سے بہتر ہے۔ اس کو بیل سے توڑ کر ایک ماہ میں سفید کر لیتے ہیں اور اگر کوشش کی جائے تو بیس ہی روز میں سفید ہو جاتا ہے۔

۲۔ کاکیر۔ سفید چتی دار ہوتا ہے۔ اس کی رگیں سخت ہوتی ہیں۔ اس کو زیادہ کھانے سے زبان سخت ہو جاتی ہے۔

۳- جکیسوار- یہ سفید نہیں ہوتا، لیکن نفع کے لئے اس کو مذکورۂ بالا اقسام میں ملا کر فروخت کرتے ہیں۔

۴- کپوری- زرد رنگ، سخت و ریشہ دار، لیکن خوش مزہ اور خوشبودار ہوتا ہے۔

۵- کپور کانٹ- سبز رنگ، زردی مائل ہوتا ہے۔ سیاہ مرچ کی طرح تیز کافور کی طرح خوشبودار ہوتا ہے۔ دس پان سے زیادہ نہیں کھا سکتے۔ یہ صرف بنارس میں پیدا ہوتا ہے بلکہ بنارس کی بھی ہر زمین میں نہیں اُگتا۔

۶- بنگلہ- چوڑا، پر سخت، گرم اور تیز ہوتا ہے۔

پان کے بونے اور اُس کی کھیتی کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ نوروز کے آغاز یعنی ماہ چیت میں برگ کرہنج کو چار پانچ اُنگل بیل کو کاٹ کر عمدہ زمین کے اندر لگا دیتے ہیں۔ اس میں پتیاں اور بھنگے پیدا ہوتے ہیں۔ پندرہ یا بیس روز کے بعد اس گرہ سے دوسری بیل اُگنا شروع ہوتی ہے۔ اس جدید بیل میں دوسری گرہ پیدا ہوتی ہے اور اس میں پتیاں نکلتی ہیں۔ سات ماہ کامل بیل بڑھتی رہتی ہے۔ اور پتیاں نمودار ہوتی رہتی ہیں۔ اس کے بعد نما بند ہو جاتی ہے۔ ہر بیل میں تیس پتیوں سے زائد نہیں ہوتے۔

جب بیل بڑھتی ہے تو بانس سے بیل کو سہارا دیتے ہیں تاکہ اوپر کو اُٹھی رہے اور باڑی کے چاروں اطراف اور بالائی حصے کو لکڑی اور خس سے بند کر دیتے ہیں اور برگ کو سایے میں پرورش کرتے ہیں۔

کھیت کو سوا موسمِ برسات کے ہمیشہ سینچتے رہتے ہیں بعض اوقات دودھ، روغن سیسم اور کوفتہ تخم سیسم پودے کے گرد ڈالتے ہیں۔ پتیاں سات قسم کی ہوتی ہیں جن کے نام یہ ہیں:-

(۱) کرہنج- اس کو تخم ریزی کے لئے محفوظ رکھتے اور پیڈی کے نام سے بھی یاد کرتے ہیں۔

نئی پتی کو گدّوتہ کہتے ہیں (یہ نمبر ۱- ہی میں شامل ہے)۔

(۲) دوسری قسم کو نوَنی کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

(۳) تیسری کا نام بُھتی ہے۔
(۴) چوتھی جھینُو کے نام سے مشہور ہے۔
(۵) پانچویں اوَ ہینڈا کہلاتی ہے۔
(۶) چھٹی کو آگھینہ اور لیوار کہتے ہیں۔
(۷) ساتویں کرہ، ہنج کہلاتی ہے۔

سوائے گڈوتہ کے ہر پتّی کو ایک ماہ کے بعد بیل سے توڑ کر اُس کی پرورش کرتے ہیں۔ اکثر اشخاص آخری قسم کو کھانے کے لئے جدا کر لیتے ہیں اور ایک گروہ اس کو مع بیل کے محفوظ رکھتا ہے تاکہ تخم ریزی کے کام آئے اور اپنی قسم کو بہترین واعلیٰ خیال کرتی ہے۔

بعض تجربہ کار اشخاص بیڑھی کو بہترین قسم شمار کرتے ہیں اور اس کی قیمت گراں مقرر کرتے ہیں۔

گیارہ ہزار پانوں کے مُٹے کو لباسہ کہتے ہیں اور دو سو پانوں کا مُٹّہ ڈبولی کہلاتا ہے۔

ڈبولیوں ہی سے لباسہ تیار کرتے ہیں۔

موسم سرما میں چار یا پانچ روز کے بعد پتّوں کو نیچے اوپر کرتے اور ہاتھ سے گرد و غبار صاف کرتے ہیں لیکن گرمی کے موسم میں ہر روز یہ عمل کیا جاتا ہے۔

اہل شوق پانچ سے لے کر پچیس یا اس سے بھی زیادہ پانوں کا بیڑہ بناتے ہیں اور طرح طرح سے اُسے آراستہ کرتے ہیں۔ بعض اشخاص ایک برگ پر چونہ اور دوسرے پر کتّھا اور سوپیاری رکھ کر بیڑہ بناتے ہیں۔

بعض شوقین پان کھانے والے علاوہ چونے اور کتّھے کے بیڑے میں کافور اور مشک ڈالتے ہیں۔

بعض اوقات کُھلے پانوں کو تھالیوں میں پھیلا کر چنتے ہیں اور پکا کر بھی کھاتے ہیں۔

آئین (۲۹)

پیدائش طعم

غذا کے اقسام و حالات بیان کرنے کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مزے کے بھی مختلف ذائقے کے تغیّر و تبدّل کا بھی ذکر کر دیا جائے۔

گرمی سے لطیف شے میں تیزی اور کثیف چیز میں تلخی پیدا ہوتی ہے۔ معتدل شے کو گرمی کھارا کر دیتی ہے۔

سردی سے لطیف شئے ترش، کثیف دہن گیر (کسیلی یا بکٹھی) اور معتدل کڑوی ہو جاتی ہے۔

سردی اور گرمی کی درمیانی حالت سے لطیف چیز چرب دار اور کثیف میٹھی اور معتدل بے مزہ ہو جاتی ہے۔

مجردات ذائقہ کے مذکورۂ بالا اقسام ہیں لیکن ایک گروہ کا خیال ہے کہ اصل ذائقے کی چار قسمیں ہیں شیریں، تلخ، ترش اور نمکیں۔ ان کے مرکبات سے بیشمار ذائقے بنتے ہیں۔ چنانچہ کڑواہٹ اور کسیلے پن کے مرکب کو بشاعت گلو گرفتگی کہتے ہیں اور نمکی و تلخی کی آمیزش کا نام شورمزگی ہے۔

آئین (۳۰)

خوشبو خانہ

جہاں پناہ، جن کی گرامی ذات بزمِ سلطنت کی صدر ہے، خوشبو کو بیحد پسند فرماتے اور عزیز رکھتے ہیں۔ قبلۂ عالم بوئے خوش کو خدا کی پرستش کا وسیلہ خیال فرماتے ہیں۔

قبلۂ عالم کی بارگاہ ہمیشہ عنبر و عود و نیز قدیم و جدید خوشبوئیات سے معطّر رہتی ہے۔ حضرت شاہ کے حکم سے عود و عنبر و نیز پرانے اور خود حضرت کے ایجاد کردہ خوشبو انگیز مصالحے سونے اور چاندی کی انگیٹھیوں میں سلگائے جاتے اور اُن سے در و دیوار میں دھونی دی جاتی ہے۔

خوشبودار پھول انبار کے انبار لائے جاتے ہیں۔ ان پھولوں سے تیل تیّار کیئے جاتے ہیں جو بدن پر ملے اور سر میں ڈالے جاتے ہیں۔

بیشمار دلکش مرکبات تیّار کیئے گئے ہیں جن میں سے چند کے رنگ و بو کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) **سنتوک** یہ ڈیڑھ تولہ زباد، ایک تولہ چووہ، دو ماشے روغنِ چنبیلی اور دو بوتل گلاب سے تیّار کیا جاتا ہے۔

(۲) **اَرگجہ**۔ تین پاؤ صندل، دو تولے اگر اور میدہ تین تولے چووہ،

ایک ایک تولہ بنفشہ اور گَہِیلَہ (ایک قسم کی گھاس) آدھا ماشہ کافور اور گیارہ بوتل گلاب سے بنایا جاتا ہے۔

(۳) گُلکامَبہ۔ ایک تولہ عنبر اشہب، نصف تولہ لاون، دو تولے عمدہ مشک، چار تولے عمدہ عود، آٹھ تولے اگر وعبیر کو باریک پیس کر چینی کی رکابیوں میں حفاظت سے رکھتے ہیں اور ایک سیر گلاب کا شیرہ نکال کر ان اشیا میں ملاتے ہیں اور اس کے بعد اس مرکّب کو دھوپ میں خشک کرتے ہیں۔ شام کو مرکّب سفوف کو عرق گلاب و عرق بہار میں ترکر کے سنگ سماق میں اس قدر حل کرتے ہیں کہ سفوف خشک ہو جائے۔ دس روز برابر یہی عمل کیا جاتا ہے اور اس کے بعد بہار نارنج کے شیرے میں تر کرتے ہیں۔ یہ عمل دس روز برابر کیا جاتا ہے۔

اس بیس روز کے دوران میں ریحان سیاہ کا شیرہ بھی، جس کو نازبوئے سیاہ کہتے ہیں، ملاتے رہتے ہیں۔ اس مرکّب کا ایک حصّہ ارگجے میں ملایا جاتا ہے۔

(۴) روح افزا۔ پانچ سیر عود اور سوا سیر صندل اور تقریباً اسی قدر لاون اور ساڑھے تین تین تولے اگر و لوبان اور دھوپ (ایک جڑ ہے جو کشمیر سے لائی جاتی ہے) اور پچیس تولے بنفشہ اور دس تولے اُشْنَہ (اس کو ہندی میں چھِرِیلَہ کہتے ہیں) ان سب اشیا کو باریک پیس کر ان کا قوام کرتے ہیں اور چار بوتل گلاب ملا کر مرکّب کی ٹکیاں بناتے ہیں۔ ان ٹکیوں کو انگیٹھی میں سلگاتے ہیں جس سے نہایت عمدہ خوشبو پھیلتی ہے۔

(۵) اُگرِبَٹْنَہ۔ اس سے ہاتھ دھوتے ہیں جو بحد خوشبو دار اور عطرافزا ہوتا ہے۔

اس کے بنانے کی ترکیب یہ ہے کہ تین سیر یا اس سے کچھ کم لاون اور ڈیڑھ سیر پانچ دام عود اور اسی قدر بہار نارنج اور ڈیڑھ سیر نارنج کا چھلکا اور ایک سیر دس دام صندل اور ایک سیر پانچ دام سنبل الطّیب، جس کو ہندی میں چھڑ کہتے ہیں اور اسی قدر اُشْنَہ اور ساڑھے اڑتیس تولے مشک اور آدھ سیر چار تولے برگ ماچھ اور چھتّیس تولے سیب اور گیارہ تولے سعد (موتھا)

اور پانچ دام بنفشہ اور ایک تولہ دو ماشے دھوپ اور ڈیڑھ تولہ اگنگی (ایک قسم کی گھاس) اور اسی قدر زرنباد (کچور) اور ایک تولہ دو ماشے لوبان اور چھ بوتل گلاب اور پانچ بوتل عرق بہار سے تیار ہوتا ہے۔ ان تمام خشک چیزوں کو باریک پیستے ہیں اور بعد کو عرق گلاب میں ڈال کر دھیمی آنچ میں پکاتے ہیں، جب تری کم ہو جاتی ہے تو چولھے سے اتار کر مرکب کو خشک کر لیتے ہیں۔

(۶) عبیر مایہ۔ چار دام عود، صندل دو دام، بیخ بنفشہ ایک دام، چھڑ ساڑھے تین دام دو آلک تین دام، مشک خطائی چار تولے۔ لاون ڈھائی دام۔ بہار نارنج ساڑھے سات تولے۔

ان تمام چیزوں کو کوٹ اور چھان کر عرق گلاب میں پکاتے اور سایہ میں خشک کرتے ہیں۔

(۷) کِشتہ۔ چوبیس تولے عود اور چھ چھ تولے لاون اور لوبان اور چار چار تولے اگر اور دھوپ، دو دو تولے بیخ بنفشہ اور مشک، ایک تولہ اُشنہ۔ ان تمام اشیا کو پچاس تولے مصری اور دو بوتل گلاب میں دھیمی آنچ میں پکاتے اور اس کی ٹکیاں بناتے ہیں۔

یہ ٹکیاں دھونی دینے کے کام میں آتی ہیں جو جلنے میں بیحد خوشبودار اور عطر افزا ہوتی ہیں۔

(۸) بخور۔ عود اور صندل ایک ایک سیر، پاؤ سیر لاون، دو تولے مشک، پانچ تولے اگر۔ ان چیزوں کو دو سیر مصری اور ایک بوتل گلاب میں میٹھی آنچ میں پکاتے ہیں۔

(۹) فتیلہ۔ پانچ سیر عود، بہتّر تولے صندل اور پچیس پچیس تولے اگر و لاون اور اسی قدر بنفشہ، دس تولے لوبان۔ ان تمام چیزوں میں تین تولے مصری ملا کر مرکب کو دو بوتل گلاب سے خمیر کر کے فتیلہ بناتے ہیں۔

(۱۰) بارجات۔ ایک سیر عود، پانچ تولے لاون۔ دو دو تولے مشک اور صندل، ایک تولہ لوبان سب اشیا کو ترکیب دے کر چوسے کی طرح معطّر کرتے ہیں۔

(۱۱) عبیر اکسیر۔ تین پاؤ صندل، چھتّیس تولے اگر، دو تولے آٹھ ماشے مشک، ان تمام اشیا کو باریک پیس کر سایے میں خشک کرتے اور کام میں لاتے ہیں۔

(۱۲) غسول بینتیس تولے صندل۔ سترہ تولے کنول ایک ایک تولہ مشک اور چوہ۔ اور دو ماشے کافور اور مید کو عرق گلاب میں ملا کر مرکّب تیّار کرتے ہیں۔

جدول خوشبوئیات

نام	قیمت	ملحقہ تطبیق با قیمت حال
عنبر اشہب	ایک تولہ۔ ایک مُہر سے تین مُہر تک	لعہ تا ععہ
زباد	״ ڈیڑھ روپے سے ایک مُہر تک	عہ۸ تا لعہ
مشک	״ ایک روپے سے ساڑھے چار روپے تک	عہ۴ تا للعہ
عود ہندی (اگر)	فی سیر۔ دس روپے تا پنج مہر۔	عہ تا پنج مُہر
چوہ	فی تولہ۔ تین روپے سے پانچ روپے تک	ے تا صہ
کافور (بھیم سینی)	״ تین روپے سے ۲ مُہر تک	ے تا ععہ
مید	״ ایک روپے سے تین روپے تک	عہ۴ تا ے
زعفران	فی سیر۔ بارہ روپے سے بائیس روپے تک	ععہ تا ععہ
زعفران کمندی	״ ایک مُہر سے تین مُہر تک	لعہ تا ععہ
زعفران کشمیری	״ آٹھ روپے سے بارہ روپے تک	ے تا ععہ
صندل	فی من۔ بتیس روپے سے پچپن روپے تک	ععہ تا صہ
نافۂ مشک	فی سیر تین مُہر سے بارہ مُہر تک	ععہ تا ے/
کلنبک	فی من۔ دس روپے سے چالیس روپے تک	عہ تا للی
سلارس	فی سیر۔ تین روپے سے پانچ روپے تک	ے تا صہ
عنبر لادن	״ ڈیڑھ روپے سے چار روپے تک	عہ۸ تا للعہ

نام	قیمت	تطبیق با قیمت حال
کافور چینیہ	فی سیر۔ ایک روپے سے دو روپے تک	عصہ تا عہ
عرق بیدمشک	فی شیشہ۔ ایک روپے سے چار روپے تک	عصہ تا للعہ
" گلاب	" آٹھ آنے سے ایک روپے تک	۸ر تا عصہ
" فتنہ	ایک شیشہ۔ ایک روپے سے تین روپے تک	عصہ تا ے
" بہار	فی شیشہ۔ ایک روپے سے پانچ روپے تک	عصہ تا صہ
" چنبیلی	" دو آنے سے چار آنے تک	۲ر تا ۴ر
بیخ بنفشہ۔ بنفشہ کی جڑ	فی سیر۔ آٹھ آنے سے ایک روپے تک	۸ر تا عصہ
اظفار الطیب	" ڈیڑھ روپے سے دو روپے تک	عصہ ۸ر تا عہ
برگ اج۔ جو گجرات سے لائی جاتی ہے۔	" آٹھ آنے سے ایک روپے تک	۸ر تا عصہ
سکندہ و کوکلا	" دس روپے سے تیرہ روپے تک	عہ تا عیہ
لوبان قسم اول	فی تولہ۔ ایک روپے سے تین روپے تک	عصہ تا ے
لوبان قسم دوم	فی سیر۔ ایک روپے دو روپے تک	عصہ تا عہ
الک (ہندی چھڑ)	" چار آنے سے آٹھ آنے تک	۴ر تا ۸ر
دوالک (چھڑیلہ)	" تین دام سے چار دام تک	ار۲ پائی سے تا ار۲ پائی
گینعلہ	....	....
شعد	....	....
اکنلی	....	....
زرنباد	....	....

جدول گلہائے خوشبو

نام	اعراب	رنگ	موسم
۱۔ سیوتی	بکسر سین وسکون یائے تحتانی و واؤ وکسر تائے فوقانی وسکون یائے تحتانی۔	نباتی	ہر وقت پیدا ہوتی ہے لیکن اخیر بارش میں زیادہ تر۔
۲۔ چنبیلی	بفتح جیم و نون خفی وکسر مجہول با وسکون یائے تحتانی وکسر لام وسکون یائے تحتانی۔	سفید و زرد و کبود۔	بارش اور شروع سرما میں۔
۳۔ رائے بیل	بہ را و الف وکسر یائے تحتانی وکسر مجہول با و سکون یائے تحتانی و لام۔	سفید قمری	اخیر گرما اور شروع برسات۔
۴۔ موگرا	بضم مجہول میم وسکون واؤ و نون خفی وفتح کاف فارسی و را و الف	سفید	تابستان
۵۔ چنپہ	بفتح جیم فارسی و نون خفی وفتح بائے فارسی وہائے مکتوب۔	زرد	سال بھر۔ لیکن حوت اور حمل میں زیادہ۔
۶۔ کیتکی	بکسر مجہول کاف وسکون یائے تحتانی وضم تائے فوقانی وکسر کاف وسکون یائے تحتانی۔	سفید مائل بہ زردی	گرما
۷۔ کیوڑہ	بکسر کاف مجہول فارسی وسکون یائے تحتانی وفتح واؤ و رائے ہندی وہائے مکتوب۔	سفید مائل بہ زردی۔	اسد سے میزان تک
۸۔ چلتہ	بفتح جیم فارسی وسکون لام وفتح تائے فوقانی وہائے مکتوب۔	سفید	جاڑہ
۹۔ گلال	بضم کاف فارسی و لام و الف وسکون لام۔	"	بہار
۱۰۔ تسبیح گلال	بفتح تائے فوقانی وسکون وکسر با وسکون یائے تحتانی وحائے حطی وضم کاف فارسی و لام و الف وسکون لام دوم۔	نباتی	بارش
۱۱۔ بھولسری	بضم مجہول با وہائے خفی وسکون واؤ و لام	پتیاں اس کی	گرمی

نام	اعراب	رنگ	موسم
	وفتح سین وکسر را وسکون یائے تحتانی۔	پتیاں اس کی چھوٹی اور سفید ہوتی ہیں۔	گرمی
۱۲۔سینگار ہار	بکسر سین ونون خفی وکاف فارسی والف وسکون را وفتح ہائے ہوز والف وسکون را۔	پتی سفید ڈنڈی زرد	گرمی
۱۳۔کوزہ	بضم کاف وسکون واو وفتح رائے منقوطہ وہائے مکتوب۔	سفید	بہار
۱۴۔پاڈل	ببائے فارسی والف وفتح دال ہندی وسکون لام۔	سفید وزرد مثل چنبیلی کے ہوتا ہے	برسات
۱۵۔جوہی	بضم جیم وسکون واؤ وکسرہا وسکون یائے تحتانی۔	نباتی	بہار
۱۶۔نواری	بکسر نون وواؤ والف وکسر را وسکون یائے تحتانی	سفید	″
۱۷۔نرگس	....	سفید وزرد	″
۱۸۔گل شگوفہ	....	بنفش	گرما
۱۹۔گل کرنہ	بفتح کاف وسکون را وفتح نون وہائے مکتوب۔	سفید	بہار
۲۰۔کیوریل	بفتح کاف وضم بائے فارسی وسکون واو ورا و کسر با وسکون یائے تحتانی ولام۔	سفید قسمری	آخر بارش
۲۱۔گل زعفران	....	بنفش	خریف

جدول گل خوش رنگ

نام	اعراب	رنگ	موسم
۱۔گل آفتاب	سورج مکھی....................	زرد	بارش
۲۔گل کنول	بفتح کاف ونون وفتح واؤ وسکون لام۔	سفید وکبود	″
۳۔جعفری	....	زرد ونارنجی	بہار

نام	اعراب	رنگ	موسم
۴۔ گڈھل	بضمّ کاف فارسی وسکون دال ہندی وفتح ہا وسکون لام۔	سرخ، زرد نارنجی۔	بارش
۵۔ رتن منجنی	بفتح را وتائے فوقانی ونون وفتح میم ونون خفی وفتح جیم وکسر نون وسکون یائے تحتانی۔	سرخ آتشین	ہمیشگی
۶۔ گیسو	بکسر مجہول کاف فارسی وسکون یائے تحتانی وضمّ سین وسکون واؤ۔	رر	گرما
۷۔ کنیر	بفتح کاف وکسر مجہول نون وسکون یائے تحتانی و را۔	سرخ وسفید	بہار
۸۔ کدم	بفتح کاف و دال وسکون میم۔	بیرون میانہ زرد وسفید اندرون	بہار
۹۔ ناگ کیسر	بفتح نون والف وسکون کاف فارسی وکسر مجہول کاف وسکون یائے تحتانی وفتح سین وسکون رائے مہملہ۔	سفید زرد آمیختہ	بہار
۱۰۔ سرپن	بضمّ سین وسکون را وفتح بائے فارسی وسکون نون	سفید میانہ خطہائے سرخ وزرد اندرون	بارش
۱۱۔ سریکھنڈی	بکسر سین و را وسکون یائے تحتانی وفتح کاف وہائے پنہاں ونون خفی وکسر دال وسکون یائے تحتانی۔	سفید اندرون مائل بہ زردی بیرون سرخ	بہار
۱۲۔ گل حنا	....	سفید وسرخ وزرد	بارش
۱۳۔ دوپہریا	بضمّ دال وسکون واؤ وفتح بائے فارسی وسکون ہا وکسر را و یائے تحتانی والف	سرخ آتشیں وسفید۔	ہمیشگی
۱۴۔ بھون چنپا	بضمّ با وہائے خفی وسکون واؤ ونون وفتح جیم فارسی ونون خفی وفتح بائے فارسی والف۔	شفتالو	جاڑا

نام	اعراب	رنگ	موسم
۱۵۔سدرسن	بضمّ سین وفتح دال وسکون را وفتح سین وسکون نون۔	زرد	بارش
۱۶۔سینبل	بکسرِ مجہول سین وسکون یائے تحتانی ونون خفی وفتح با وسکون لام۔	گہرا سرخ	بہار
۱۷۔رتن مالا	بفتح را وتائے فوقانی وسکون نون ومیم والف ولام الف۔	زرد	،،
۱۸۔سون زرد	بضمّ سین وسکون واؤ ونون وفتح رائے منقوطہ وسکون را ودال۔	،،	،،
۱۹۔گل مالتی	بمیم والف وسکون لام وکسر تائے فوقانی وسکون یائے تحتانی۔	•	بارش
۲۰۔کرن پھول	بفتح کاف وسکون را ونون وضمّ بائے فارسی وہائے خفی وسکون واؤ ولام۔	زرد و زرّیں	بہار
۲۱۔کریل	بفتح کاف وکسر را وسکون یائے تحتانی ولام	سرخ وسفید	،،
۲۲۔جیت	بفتح جیم وسکون یائے تحتانی وتائے فوقانی۔	اندر زرد، باہر سرخ سیاہی مائل	بارش
۲۳۔چنبیلہ	بفتح جیم فارسی ونون خفی وفتح بائے فارسی ولام وہائے مکتوبہ	سفید	بہار
۲۴۔لاہی	بہ لام والف وکسر ہا وسکون یائے تحتانی۔	زرد	در حوت
۲۵۔گل کروندہ	....	....	....
۲۶۔دھنتر	بفتح دال وہائے خفی وفتح نون ونون پنہاں وفتح تائے فوقانی وسکون را۔	مانند گل نیلوفر	آخر بارش
۲۷۔کینگلائی	بفتح کاف ونون وکاف فارسی ولام والف وکسر یائے تحتانی اوّل وسکون ثانی۔	سرخ وزرد	بارش
۲۸۔سرس	بکسر سین وسکون را وسین۔	سبز مائل بہ زردی	بہار
۲۹۔سن	بفتح سین وسکون نون۔	زرد	بارش

آئین (۳۱)

پیدائش خوشبو

عنبر۔ بعض اشخاص کہتے ہیں کہ عنبر سمندر کی تہ میں پیدا ہوتا ہے۔ اور اس گروہ کا خیال ہے کہ جانوران آبی کی غذا کا فضلہ ہے جو اس حالت میں برآمد ہوتا ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ مچھلی اس کو کھاتی ہے اور مر جاتی ہے اور اس کے مرنے کے بعد اُس کا پیٹ چاک کر کے یہ نکالا جاتا ہے۔

بعض کا خیال ہے کہ یہ دریائی گائے کا فضلہ ہے جس کو تارا کہتے ہیں۔ بعض ماہرین خوشبو کا عقیدہ ہے کہ یہ کوہسار جزائر سے ٹپکتا ہے بعض کہتے ہیں کہ دریائی درخت کا گوند ہے۔ ایک گروہ کا خیال ہے کہ یہ ایک قسم کا موم ہے۔ اور مؤلف کتاب کو بھی اس گروہ کے ساتھ اتّفاق ہے۔

اس آخری فرقے کا خیال ہے کہ بعض کوہستان میں شہد بکثرت پایا جاتا ہے۔ اس قسم کا شہد اس قدر کثیر پیدا ہوتا ہے کہ تمام شیرہ بن کر سمندر میں چلا جاتا ہے اور موم اوپر نمودار ہو جاتا ہے جو گرمی سے خشک ہو کر عنبر کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔

چونکہ یہ شہد بیحد خوشبو دار درختوں کے رس سے برآمد ہوتا ہے اس لئے اس کا موم جو عنبر کہلاتا ہے بیحد خوشبو دار ہوتا ہے۔ کبھی کسی عنبر کے اندر

بر بھی پائی گئی ہیں۔

بوعلی سینا کی رائے ہے کہ سمندر کی تہ میں ایک قسم کا چشمہ ہوتا ہے جس سے عنبر پیدا ہوتا ہے۔ سمندر کی موجیں اس کو قعرِ دریا سے ساحل تک پہنچا دیتی ہیں۔ تازگی کی حالت میں تر رہتا ہے، لیکن آفتاب کی گرمی سے خشک ہو جاتا ہے اور طرح طرح کے رنگ اختیار کرتا ہے۔ بہترین قسم کا عنبر سفید ہوتا ہے اور بدترین سیاہ رنگ اختیار کرتا ہے۔ متوسط قسم کا عنبر پستئی و زرد ہوتا ہے۔

بہترین قسم کا عنبر چرب دار ہوتا ہے، اور ایک تہ دوسری تہ کے اوپر ہوتی ہے۔ اس کو اگر توڑیں تو اندر سے سفید زردی مائل رنگ کا عنبر نکلتا ہے۔ ہرچند اس قسم کا عنبر سفید، ہلکا اور لچکدار ہوتا ہے لیکن اس کی بہترین قسم ہے۔ قسم دوم عنبر کی پستئی رنگ ہے۔ اور سوم زرد رنگ ہے جس کو خشخاشی بھی کہتے ہیں۔ بدترین قسم کا عنبر سیاہ ہوتا ہے، جو انتہائی تابش سے جل اُٹھتا ہے۔ حریص سوداگر اس سیاہ عنبر کو موم، مندل اور لاون وغیرہ میں ملا کر دیتے ہیں، لیکن ہر شخص اس قسم کی خیانت نہیں کرتا۔

مندل۔ یہ بھی عنبر ہے جو مردہ مچھلی کے پیٹ سے نکالا جاتا ہے۔ اس میں خوشبو زیادہ نہیں ہوتی۔

لاون کو بھی عنبر کہتے ہیں۔ یہ ایک درخت سے پیدا ہوتا ہے۔ اس قسم کا درخت قبرس یا قیتوس کے حدود میں پایا جاتا ہے۔ درخت کے پتوں پر ایک قسم کی رطوبت جم جاتی ہے، بکریاں جب چراگاہ کو جاتی ہیں تو ان کے ران کے بال اور ان کے کھُر اس رطوبت سے آلودہ ہو جاتے ہیں جو بتدریج خشک ہو جاتی ہے۔ مو آلود رطوبت بہترین سمجھی جاتی ہے جس کا رنگ تقریباً سبز ہوتا ہے اور خوشبو نہایت تیز ہوتی ہے۔ سُم آلود رطوبت اس سے کم درجہ سمجھی جاتی ہے۔ بعض اشخاص اس رطوبت کو رسّی کے ذریعے سے بھی حاصل کرتے ہیں۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ رسّی کو درخت کے اوپر پھینک دیتے ہیں اور رطوبت اس میں لپٹ جاتی ہے۔ بعد ازاں رسّی کو پانی میں جوش دے کر صاف کر لیتے ہیں اور رطوبت خشک ہونے کے بعد اُس کی پوٹلیاں بنا لیتے ہیں۔

کافور ۔ اس کا درخت بہت بڑا ہوتا ہے ۔ یہ درخت ہند و چین کی گھاٹیوں میں پایا جاتا ہے ۔ درخت اس قدر گھنا اور بڑا ہوتا ہے کہ سو سے زائد سوار اس کے سائے میں آرام کر سکتے ہیں' اس درخت کے تنے اور شاخ میں کافور پیدا ہوتا ہے ۔ بعض اشخاص کہتے ہیں کہ موسم گرما میں بیشمار سانپ اپنے کو ٹھنڈا رکھنے کے لئے اس درخت سے لپٹ جاتے ہیں ۔ اس قسم کے درختوں کے پتوں پر تیر مار کر نشان بنا دیتے ہیں اور اس نشان کے ذریعے سے جاڑے میں ان درختوں سے کافور حاصل کرتے ہیں ۔

ایک گروہ کی رائے ہے کہ اس درخت کی شناخت یہ ہے کہ اس کے گرد چیتے بکثرت رہتے ہیں جو کافور کے اس قدر شیدائی ہیں کہ اس درخت سے جدا نہیں ہوتے ۔ لکڑی کے اندر یہ مثل نمک کے ریزوں کے نظر آتا ہے اور لکڑی کے باہر اس کی شکل گوند کی سی ہو جاتی ہے کبھی کبھی درخت سے بہ کر زمین پر گرتا ہے اور چند روز میں بستہ ہو جاتا ہے ۔

جس سال کہ زلزلے بکثرت آتے ہیں' یا یہ کہ آسمان پر جوش و خروش زیادہ ہوتا ہے' اس سال کافور زیادہ پیدا ہوتا ہے ۔ اس کے متعدد اقسام ہیں ۔ بہترین قسم کو رباحی اور قیصوری کہتے ہیں' لیکن حقیقت میں یہ ایک ہی قسم ہے جس کے دو مختلف نام ہیں ۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ سب سے قبل ایک فرمانروا نے' جس کا نام رباح ہے' موضع قیصور میں جو جزیرۂ سراندیپ میں واقع ہے' اس کو دریافت کیا ہے ۔ بعض کتب میں مرقوم ہے کہ کافور برف کی طرح سفید ہوتا ہے ۔ مولف کتاب نے خود اپنے ہاتھوں سے اس کو لکڑی سے نکالا ہے جو بالکل اسی طرح کا تھا ۔

ابن بیطار کا قول ہے کہ یہ اوّل سرخ و چمکدار ہوتا ہے جو کیمیاوی تحلیل سے بعد میں سفید ہو جاتا ہے ۔ بہرحال حقیقت جو کچھ بھی ہو' ایک قسم کا کافور سفید ضرور ہوتا ہے جو تمام اقسام میں بہترین ہوتا ہے ۔ یہی قسم سب سے زیادہ ہلکی اور تہ دار ہوتی ہے' جس کی تہ بہ نسبت دوسری اقسام کی تہوں کے زیادہ موٹی ہوتی ہیں ۔ سفید کے بعد دوسرا نمبر تیرہ رنگ کافور کا ہے' جس کو قرقوی کہتے ہیں ۔ اس کے بعد

اُس کافور کی نوبت آتی ہے جو کوکب کے نام سے مشہور ہے اور گندم گوں ہوتا ہے، اور سب سے ادنیٰ قسم وہ ہے جس کو بالوس کہتے ہیں۔ یہ لکڑی کے ریزوں میں ملا ہوا ہوتا ہے، لیکن ہر سہ اقسام تحلیل کے ذریعے سے صاف وسفید ہو جاتے ہیں۔

بعض کتب میں مرقوم ہے کہ جو کافور درخت سے حاصل کیا جاتا ہے وہ دانہ اور بھیم سینی کے نام سے مشہور ہے۔ اس کو درخت سے حاصل کر لینے کے بعد سیاہ مرچ و سرخ دانے میں ملا کر رکھتے ہیں تاکہ کافور اڑنے نہ پائے۔

اہل یونان کافور کو خاصیت میں سرد، اور اہل ہند اس کو گرم خیال کرتے ہیں۔
کافور، جو دیگر اشیاء کی آمیزش سے زرنباد سے بنایا جاتا ہے، وہ چینی کے نام سے مشہور ہے۔ اس کی ساخت کے دو مختلف طریقے ہیں۔ اول زرنباد سفید کو خوب باریک پیس کر گائے یا بھینس کے دہی میں ملاتے اور علٰحدہ رکھ دیتے ہیں، چوتھے روز اس میں تازہ دہی کی اور آمیزش کرتے ہیں اور اس قدر کھینچتے ہیں کہ اوپر کف آجاتا ہے۔ اس کف کو علٰحدہ کر لیتے ہیں۔ پھر اس میں کافور ملاتے ہیں اور اس کو ایک ڈبّے میں بند کر کے ڈبے کو غلّے کے انبار میں ایک عرصے تک رکھتے ہیں۔ دوم یہ کہ سنگ سفید کو خوب باریک پیستے ہیں اور دس درم وزن میں دو درم موم اور نصف درم روغن بنفشہ ملاتے ہیں۔ پہلے موم کو روغن میں جوش دے کر خاک کو اس میں خمیر کرتے ہیں اور اس کی ایک ٹکیہ بنا لیتے ہیں۔ اس قرص کو دو سروں کے درمیان میں رکھ کر باریک یا موٹی کرتے ہیں جب قرص ٹھنڈی ہو جاتی ہے تو کافور کی مانند نظر آتی ہے جس میں کافور کے ریزے شامل کر دیتے ہیں، اور اس طرح اشخاص اپنے نفع پر دوسروں کے نقصان کو قربان کرتے ہیں۔

زباد، جس کو شاخ بھی کہتے ہیں۔ یہ ایک قسم کے جانور کی رال ہے، جو مستی کے عالم میں جانور کی پیشاب گاہ سے ٹپکتی ہے۔ یہ جانور قد و قامت میں بلّی کے برابر ہوتا ہے، لیکن اس کا چہرہ اور منہ بڑا ہوتا ہے۔ بہترین قسم کی زباد کو سامترائی کہتے ہیں۔ یہ بندر سامترائی مضافات نتن سے لائی جاتی ہے۔

جانور کی دُم کی جڑ میں ایک چھوٹا سا نافہ ہوتا ہے جو جوزِ خُرد کے برابر ہوتا ہے۔ اس نافے میں پانچ یا چھ سوراخ ہوتے ہیں۔ ایک یا دو ہفتے کے بعد نافے سے نکالی جاتی ہے جو وزن میں ایک تولہ آٹھ ماشے ہوتی ہے۔

بعض جانور اس قدر مانوس ہو جاتے ہیں کہ انسان آسانی سے اُن کے نافے سے زَباد نکال لیتے ہیں۔ اور بعض جو وحشی ہوتے ہیں، اُن کو دھوکا دے کر ایک قفس میں بند کر دیتے ہیں اور اُن کی دُم ہاتھ میں پکڑ باہر کھینچ لیتے ہیں اور اس طرح دُم کی جڑ جہاں نافہ ہوتا ہے، قفس کے باہر آ جاتی ہے۔ اس کے بعد صدف کے ذریعے سے زَباد نکال لیتے ہیں۔ یا یہ کہ خود نافے کو آہستہ آہستہ دبا کر زَباد نچوڑ لیتے ہیں۔ اس جانور کی قیمت تین سو سے پانچ سو روپے تک پہنچ جاتی ہے۔ لیکن نَر کو زیادہ خریدتے ہیں، اس لئے کہ مادہ کی پیشاب گاہ عین نافے کے اوپر ہوتی ہے جس کی وجہ سے زَباد کو نکال کر اس احتیاط کے ساتھ دھوتے ہیں اور اس کے بعد استعمال کرتے ہیں۔

اس میں شبہ نہیں کہ یہ چیز بھی بہترین خوشبو دیتی ہے اور اس کی بو دیر پا ہے جو عرصے تک کپڑے اور بدن سے نہیں جاتی۔ زباد کو دھونے کے مختلف طریقے ہیں۔ اگر زباد مقدار میں کم ہوتی ہے تو سائے میں ورنہ کسی بڑے برتن میں رکھتے ہیں اور اُس کو تین مرتبہ ٹھنڈے پانی سے اور تین مرتبہ گرم پانی سے دھوتے ہیں۔ گرم پانی اُس کو پتلا اور صاف کرتا ہے۔ گرم پانی سے دھونے کے بعد بار دیگر تین مرتبہ ٹھنڈے پانی سے دھوتے ہیں جس کی وجہ سے زباد میں بستگی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس عمل کے بعد تین مرتبہ لیمو کے عرق میں دھوتے ہیں جس کی وجہ سے ناگوار بُو اُس سے نکل جاتی ہے۔ عرقِ لیمو میں دھونے کے بعد پھر تین مرتبہ ٹھنڈے پانی میں دھو لیتے ہیں اور اس کے بعد کپڑے سے نکال کر پیالے میں رکھتے ہیں اور رات کو گلِ چنبیلی یا رائے بیل یا سرخ گل یا گلِ کرنہ میں بسا کر پیالے کو اُلٹا لٹکا دیتے ہیں، اور دن کو سفید کپڑا پیالے پر باندھ کر اُس کو دھوپ میں رکھتے ہیں جس کی وجہ سے تری کم ہو جاتی ہے۔ اور اس طرح جب یہ خالص ہو جاتی ہے تو قلیل مقدار گلاب میں ملا کر استعمال کرتے ہیں۔

گورہ۔ یہ سفید رسیاہی مائل ہوتی ہے۔ لیکن زبادکی سی اس میں خوشبو نہیں ہوتی یہ بھی مذکورۂ بالا قسم کی طرح ایک جانور کی طراوش ہے جو عالم مستی میں ٹپکتی ہے۔ یہ جانور زبادی حیوان سے قدرے بڑا ہوتا ہے' اور یہ بھی چین کی نواح سے لایا جاتا ہے۔ اس کی قیمت سو سے دو سو روپے تک پہنچ جاتی ہے۔

مید۔ مذکورۂ بالا قسم کے مماثل مگر نوعیت میں اس سے کم مرتبہ ہے۔ اس کو کسی دوسری چیز میں ملاکر استعمال کرتے ہیں۔ جانور جس سے مید حاصل ہوتی ہے تقریباً ہر ملک میں بکثرت پایا جاتا ہے۔ بعض اشخاص کی رائے ہے کہ مذکورۂ بالا جانور کے خشک تانتوں کو پانی میں جوش دیتے ہیں جس سے ایک قسم کا روغن پانی کے اوپر آجاتا ہے۔ اسے پانی سے علیحدہ کر لیتے ہیں اور اسی کو مید کے نام سے موسوم کرکے فروخت کرتے ہیں۔

عود۔ اس کو ہندی میں اگر کہتے ہیں۔ یہ ایک درخت کی جڑ ہے جس کو اکھاڑ کر زمین میں دوبارہ نصب کرتے ہیں۔ ایسی حالت میں خراب حصہ سڑ جاتا ہے اور خالص عود باقی رہ جاتا ہے۔

بعض اشخاص کا بیان ہے کہ اسی طرح درخت کو کام میں لاتے ہیں' اور بارِ دگر نصب کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ قدیم کتب میں مرقوم ہے کہ عود ہندوستان کے وسطی ممالک سے لایا جاتا ہے لیکن یہ تحریر سر تا سر غلط ہے جو محض وہم و خیال سمجھی جا سکتی ہے۔

عود کی مختلف اقسام ہیں۔ بہترین قسم کو مندلی اور دوم کو جبلی یا ہندی کہتے ہیں۔

عود کی خوشبو سے جوں پیدا نہیں ہوتی اور اسی لئے اس قسم کو بہترین خیال کرتے ہیں۔ بعض اشخاص مندلی اور جبلی دونوں کو ہم پلہ سمجھتے ہیں۔

اس کے اور بھی مختلف انواع ہیں۔ بہترین نوع سہندوری کہلاتی ہے۔ اس کے بعد قماری۔

قماری کے بعد قاقلی و بری و قطعی و چینی یا قسموری کا یکے بعد دیگرے پایہ و مرتبہ ہے قسموری عود تر و شیریں ہوتا ہے۔

ان سے بھی کم مرتبہ عود کو جلالی، بایوساقی دلوانی و ایطائی کہتے ہیں۔
تمام اقسام میں مندلی بہترین سمجھا جاتا ہے۔
سہندوری عود موٹا دیر و تر ہوتا ہے، اس میں نشان سفیدی مطلق نہیں ہوتے اور نیز آگ پر دیر تک قائم رہتی ہے۔
قماری میں جو عود کبود رنگ بلا سفیدی کے ہو اور فربہ و سیراب و دیرپا ہو، بہترین سمجھی جاتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سیاہ عود اپنی تمام اقسام میں بہترین ہے۔ یہ پانی میں ڈالنے سے تہ میں بیٹھ جاتا ہے۔ سیاہ عود ریشہ دار نہیں ہوتا اور نیز یہ کہ آسانی سے کٹ جاتا ہے۔
جو قسم کہ پانی میں تیرتی ہے اس کو بدترین خیال کرتے ہیں۔
کسی قدیم فرمانروا نے عود کا درخت گجرات میں نصب کیا لیکن اس زمانے میں چاٹن پانیر میں پیدا ہوتا ہے اور آچین و دھناسری سے بھی لایا جاتا ہے۔
جن شہروں کا قدیم کتابوں میں ذکر ہے وہاں آجکل عود کا نام و نشان بھی نہیں ہے۔
اس کو مختلف ترکیبوں سے ملاتے اور استعمال کرتے ہیں۔ اس کے کھانے سے طبیعت خوش ہوتی ہے۔ اکثر اشخاص اس کی دھونی سے مسرت حاصل کرتے ہیں۔ اور ایک گروہ بہترین عود کو رگڑ کر بدن اور لباس پر ملتا اور اس کی خوشبو سے محظوظ ہوتا ہے۔
چووہ عود کے چکیدے کو کہتے ہیں۔ اس کو خاص و عام سب استعمال کرتے ہیں۔
چووہ نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ مٹی کو روئی یا چاول کی بھوسی میں ملا کر خوب کوٹتے ہیں، جب دونوں اجزا ایک ذات ہو جاتے ہیں تو ایک ایسی چھوٹی شیشی پر جس کا منہ اس قدر بڑا ہو کہ اُس میں اُنگلی چلی جائے مٹی کو لیپتے اور خشک کرتے ہیں۔ مٹی کی مقدار اس قدر ہوتی ہے کہ ایک انگشت کی فربہی کے مطابق شیشی پر چڑھائی جاتی ہے
عود کے چھوٹے چھوٹے ریزے شیشی میں ڈالے جاتے ہیں۔ شیشی کو تمام و کمال نہیں بھرتے، بلکہ قدرے خالی رکھتے ہیں اور عود کو ایک ہفتے تک تر رکھتے ہیں۔

اس کے بعد مٹی کا ایک برتن جس کے درمیان میں سوراخ ہوتا ہے۔ سہ پایہ چولھے پر رکھتے ہیں اور شیشی کو اُلٹا کر کے برتن میں اس طرح لٹکاتے ہیں کہ شیشی کا مُنھ سوراخ کے باہر رہتا ہے۔

برتن کے نیچے ایک پیالہ پانی سے لبریز رکھ دیتے ہیں اس طرح کہ شیشی کا مُنھ پانی کی سطح پر رہے۔ مٹی کے برتن میں اُوپلے کی آگ دیتے ہیں۔ آنچ دھیمی ہوتی ہے۔ اگر شعلے نکلتے ہیں تو پانی سے بجھاتے جاتے ہیں۔ عود میں تراوش شروع ہوتی ہے اور چکیدہ قطرات پانی کی سطح پر جم جاتے ہیں۔

اس چکیدے کو پانی سے علیٰحدہ کر کے چند بار پانی و گلاب میں دھوتے ہیں جس کی وجہ سے چکیدے سے دود زدگی دور ہو جاتی ہے۔ جس قدر چکیدے کو زیادہ دھوتے ہیں اور جتنا بھی یہ پرانا ہوتا جاتا ہے، بہتر و خوشبودار ہوتا جاتا ہے۔

چکیدے کا رنگ سیاہ ہوتا ہے۔ بعض تجربہ کار اشخاص اس کو ترکیب سے سفید کر لیتے ہیں۔

ایک سیر عود میں دو تولے سے پندرہ تولے تک چکیدہ نکلتا ہے۔

بعض حریص و طامع اشخاص خالص چکیدے میں صندل و بادام وغیرہ ملا کر اُس کو فروخت کرتے اور دوسروں کو نقصان پہنچاتے ہیں۔

صندل - اس کو ہندی میں چندن کہتے ہیں۔ اس کا درخت چین میں پیدا ہوتا ہے۔ عہد مبارک اکبری میں یہ درخت چین سے لا کر ہندوستان میں نصب کیا گیا اور سرسبز ہوا۔

صندل تین طرح کا ہوتا ہے۔ سفید، زرد اور سرخ۔

ایک گروہ کا خیال ہے کہ سرخ رنگ سفید سے سرد تر ہوتا ہے۔ دوسرا گروہ اس کے خلاف رائے رکھتا ہے۔ اس جماعت کا خیال ہے کہ سفید سرخ سے اور سرخ زرد سے زیادہ سرد ہے۔

بہترین قسم زرد رنگ ہے، جو روغن دار بھی ہوتا ہے۔ اس کو مقاصری بھی کہتے ہیں۔ اس کو رگڑ کر بدن پر ملتے اور محظوظ ہوتے ہیں۔

مندل کو دوسرے طریقوں پر بھی استعمال کرتے ہیں۔

سلارس۔ اس کو عربی میں میعۃ کہتے ہیں۔ سلارس ایک رومی درخت کا گوند ہے۔

گوند کو جوش دے کر صاف کرتے ہیں۔ صاف شدہ کو میعۂ سائلہ کہتے ہیں اور غیر صاف کو میعۂ یابسہ کے نام سے یاد کرتے ہیں بہترین قسم وہ ہے جو بلا کسی ترکیب خارجی کے خودبخود تنے سے بہے اور زرد ہو۔

کلبنگ۔ ایک درخت کی لکڑی ہے جو زیرآباد سے لائی جاتی ہے۔ لکڑی بھاری اور ریشہ دار ہوتی ہے۔ بعض اشخاص کا خیال ہے کہ یہ خام عود ہے جو اپنے طریقے کے مطابق کام میں لایا جاتا ہے۔ یہ پیسنے سے سفید مائل بہ نیرگی ہو جاتی ہے۔ اس کو خوشبوئیات میں ملاتے اور اس سے تسبیح بھی بناتے ہیں۔

ملاگیر۔ یہ بھی کلبنگ کی مانند ایک درخت ہوتا ہے لیکن فرق یہ ہے کہ نہ یہ جوہر دار ہوتا ہے اور نہ کلبنگ کی طرح وزنی ہے۔ یہ پیسنے سے سفید مائل بہ سرخی ہو جاتا ہے۔

لبان۔ خوشبودار گوند ہے جو جزیرۂ جاوا سے لایا جاتا ہے بعض اشخاص اس کو میعۂ یابسہ کہتے ہیں۔ لبان بھی مثل کافور کے آگ پر اڑ جاتا ہے۔

دوسری قسم لبان کی جس کو فارسی میں کندر دریائی کہتے ہیں یمن میں پیدا ہوتا ہے اور اس میں خوشبو نہیں ہوتی۔

اظفار الطیب۔ اس کو ہندی میں نکھ اور فارسی میں ناخن بویہ کہتے ہیں۔ یہ ایک جانور کے دو تحت خانہ سے نکالا جاتا ہے جو صدف سے مشابہ ہے۔ جانور کے سنبل کھانے سے اس میں خوشبو پیدا ہوتی ہے۔

اظفار الطیب ہندوستان کے بڑے دریاؤں میں پیدا ہوتا ہے اور دریائے بصرہ و بحرین میں بھی پایا جاتا ہے۔ بحرین کے نکھے کو بہترین خیال کرتے ہیں۔

ان مقامات کے علاوہ بحر احمر میں بھی پیدا ہوتا ہے۔ بعض اشخاص قلزمی اظفار الطیب کو بہترین خیال کرتے ہیں۔

اس کو روغن زرد میں ملا کر گرم کرتے ہیں۔ بعض اشخاص بلا روغن ملائے ہوئے

پکاتے اور پیس کر خوشبوئیات میں ملاتے ہیں۔

سُگندہ گوگلا۔ یہ ایک پودا ہے جو ہندوستان میں بکثرت پیدا ہوتا ہے اور خوشبوئیات میں کام میں لایا جاتا ہے۔

خوشبوئیات کا ذکر کرنے کے بعد پھولوں کی نیرنگی کا بھی مختصر حال ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے۔

چنبیلی۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ راۓ چنبیلی۔ اس کے پھول میں پانچ یا چھ پنکھڑیاں ہوتی ہیں جو بیرونی جانب سرخی مائل ہوتی ہیں چنبیلی برگ ریزہ، جو قسم اوّل سے چھوٹی ہوتی ہے اور جس کے بالائی سطح پر ایک سرخ خط نمودار ہوتا ہے۔ اس کا پودا ڈیڑھ یا دو گز کا ہوتا ہے۔ یہ درخت زمین پر پھیلا رہتا ہے اور پودے میں بیشمار شاخیں بڑی اور کشادہ نکلتی ہیں۔ درخت پہلے ہی سال پھولتا ہے۔

راۓ بیل۔ یہ درخت یاسمن سے مشابہ اور مختلف اقسام کا ہوتا ہے۔ اس میں ایک نیز ایک سے زائد تہ ہوتی ہیں۔ پانچ تہ کا پھول بکثرت پایا جاتا ہے۔ اس کی تہیں ایسی جداگانہ نمودار ہوتی ہیں کہ ہر تہ بجاۓ ایک پھول کے شمار کی جا سکتی ہے۔

اس کا پودا ایک گز تک بلند ہوتا ہے اور پتّیاں برگ لیمو کی مانند، لیکن اُن سے کسی قدر چھوٹی اور نرم ہوتی ہیں۔

مونگرا۔ راۓ بیل سے مشابہ، لیکن اُس سے بڑا ہوتا ہے۔ اس کی پنکھڑیاں سو سے زیادہ ہوتی ہیں

راۓ بیل سے کم خوشبودار ہوتا ہے، لیکن اس کا درخت بہت بڑا ہوتا ہے۔

چنپہ۔ مخروطی شکل کا پھول ہے، جو ایک انگشت دراز ہوتا ہے۔ پھول میں دس پنکھڑیاں یا اس سے زائد ہوتی ہیں۔ اس پھول میں مختلف تہیں اور ریزے پاۓ جاتے ہیں

اس کا درخت خوبصورت ہوتا ہے۔ پتّیاں اور تنہ چار مغز سے مشابہ ہوتا ہے۔ سات سال کے بعد پھولتا ہے۔

کیتکی۔ اس کی وضع صنوبر کی سی ہوتی ہے۔ درخت تقریباً سوا گز لانبا ہوتا ہے۔ پھول میں بارہ یا اس سے زیادہ پنکھڑیاں ہوتی ہیں۔ اس کی خوشبو بھینی اور خوش آیند ہوتی ہے۔ اس کا درخت چھ یا سات سال میں پھولتا ہے۔

کیوڑہ۔ کیتکی کی مانند لیکن اس کا دگنا ہوتا ہے۔ اس کے پتے خاردار ہوتے ہیں۔ چونکہ اس کا درخت مختلف مقامات پر پیدا ہوتا، اس لئے اس کا قد یکساں نہیں ہوتا۔ درمیان میں ایک چھوٹی سی شاخ ریشہ دار اور شہد کے رنگ کی نمودار ہوتی ہے۔ اس شاخ میں کچھ خوشبو ہوتی ہے۔

پھول میں خشک ہونے کے بعد بھی خوشبو رہتی ہے۔ پھول کو لباس میں رکھ کر کپڑے کو بساتے ہیں۔ اس کی خوشبو دیرپا ہوتی ہے۔ اس کے درخت کا تنہ چار گز یا اس سے کچھ زائد بلند ہوتا ہے۔ پتیاں جواری کی طرح، لیکن اس سے قدرے دراز ہوتی ہیں۔ پتیاں تکونی ہوتی ہیں اور ہر گوشہ خاردار ہوتا ہے۔ درخت چار سال میں پھولتا ہے۔ ہر سال درخت کی جڑیں نئی مٹی ڈالتے ہیں۔

کیوڑے کا درخت دکن و گجرات و مالوہ اور بہار میں بکثرت پایا جاتا ہے۔

چانہ۔ بڑے لالے کے پھول کی مانند ہوتا ہے۔ پھول میں اٹھارہ پنکھڑیاں ہوتی ہیں جن میں سے اوپر کی بالائی چھ پنکھڑیاں سبز، دوسری چھ میں کچھ سبزی مائل و کچھ سرخ اور بعض نیلی اور باقی چھ قطعاً سفید ہوتی ہیں۔

درمیان میں سدا بہار کے پھول سے مشابہ ہوتا ہے جس میں دو سو ریشے زرد رنگ اور ایک تکمہ سرخ ہوتا ہے۔

شاخ سے توڑنے کے بعد پانچ یا چھ روز تر و تازہ رہتا ہے۔ خوشبو میں بنفشے سے ملتا جلتا ہے۔

پژمردہ ہونے کے بعد پکا کر کھایا جاتا ہے۔ اس کا درخت انار کے درخت کا سا ہوتا ہے اور پتیاں برگ لیمو سے مشابہت رکھتی ہیں۔ سات سال میں پھولتا ہے۔

تسبیح گلال۔ بیحد خوشبودار ہوتا ہے۔ اس کی پنکھڑیاں خنجر سے مشابہ ہوتی ہیں درخت دو گز لانبا ہوتا ہے اور چار سال کے بعد پھول دیتا ہے۔ اس سے

تسبیح بناتے ہیں۔ شاخ سے ٹوٹنے کے بعد بھی ایک ہفتہ شاداب رہتا ہے۔

بھولسری۔ اس کا پھول یاسمین سے چھوٹا ہوتا ہے اور پنکھڑیاں کنگرے دار ہوتی ہیں خشکی میں زیادہ خوشبو دیتا ہے۔ اس کا درخت چارمغز سے مشابہ اور دس سال میں پھولتا ہے۔

سنگار ہار۔ لونگ کی شکل کا نارنجی رنگ ہوتا ہے۔ درخت انار کی مانند اور پتیاں برگ شفتالو سے مشابہ ہوتی ہیں۔ پانچ سال میں پھول دیتا ہے۔

کوزہ۔ شکل وقطع میں گلاب سے مشابہ ہے لیکن پودہ گلاب سے بڑا ہوتا ہے۔ پتیاں برگ گلاب کی سی ہوتی ہیں۔ پھول پنج برگی وصد برگی ہوتا ہے۔ درمیان میں سنہرے تخم ریزے ہوتے ہیں۔ اس سے عبیرمایہ تیار اور عرق گلاب کشید کرتے ہیں۔

پادل۔ اس میں پانچ یا چھ بڑی پنکھڑیاں ہوتی ہیں۔ پانی میں ڈالا جاتا ہے جس سے پانی خوش مزہ وخوشبودار ہوتا ہے۔ اکثر اشخاص اس کو مٹی میں ملا کر محفوظ رکھتے ہیں اور جب پھول دستیاب نہیں ہوتا تو اُسے پانی میں ملاتے ہیں۔ اس کا درخت اور پتیاں چارمغز سے مشابہ ہوتی ہیں اور بارہ سال میں پھول دیتا ہے۔

جوہی۔ اس کی پنکھڑیاں ریزہ دار ہوتی ہیں۔ اس کی بیل درخت میں لپٹ جاتی ہے اور تین سال میں پھولتی ہے۔

نواڑی۔ رائے بیل کی طرح تہ بہ تہ پھولتا ہے۔ لیکن اس کی پتیاں رائے بیل سے بڑی ہوتی ہیں۔ یہ بیل اس قدر پھول دیتی ہے کہ تمام پتیاں اور شاخیں پھولوں سے ڈھک جاتی ہیں اور ایک سال بعد پھولنے لگتی ہے۔

کیوڑ بیل۔ پھول پنج برگہ اور گل زعفران سے مشابہ ہوتا ہے۔ عہد مبارک میں یہ درخت فرنگ سے لاکر ہندوستان میں نصب کیا گیا ہے۔

گل زعفران۔ ماہ اردی بہشت کے اوائل میں تیار ونرم زمین میں تخم ریزی کرتے ہیں۔ تخم آب باراں سے پرورش پاتا ہے۔ اس کا تخم پیاز ولہسن کی گٹھی کی طرح ہوتا ہے۔ وسط ابان میں کلیاں نکلتی ہیں۔ پودا

پاؤ گز بلند ہوتا ہے۔ زمین کی حالت مختلف ہوتی ہے شاخ دو حصّے زمین کے اندر چلی آتی ہے اور کبھی اس کے برعکس بھی ہوتا ہے۔

پھول ڈنٹھل پر نمودار ہوتا ہے جس میں چھ پتّیاں اور چھ بزرگ ریشے ہوتے ہیں۔ بیشتر تین پتّیاں بیحد شاداب اور بنفشی رنگ کی نمودار ہوتی ہیں، جن کے بیچ میں تین پتّیاں اور اسی رنگ کی ہوتی ہیں۔ ان کے درمیان میں تین ریشے زرد نمودار ہوتے ہیں جن کے آغوش میں تین دوسرے ریشے سرخ رنگ کے موجود ہوتے ہیں۔ انھیں آخرین ریشوں کو زعفران کہتے ہیں۔

اکثر اوقات زرد ریشے بھی سرخ ریشوں میں مکاری سے ملا دئے جاتے ہیں۔

قدیم زمانے میں دستور تھا کہ مزدوروں پر جبر کیا جاتا تھا اور اُن کو مجبور کر کے اُن سے پنکھڑیوں اور ریشوں سے زعفران علیحدہ کرائی جاتی تھی اور مزدوروں میں اس کو دو پل نمک دیا جاتا تھا۔

غازی خاں چک کے عہد سے یہ قاعدہ مقرر کیا گیا کہ پھولوں کے گیارہ حصّے پاک کرنے والوں کے سپرد کئے جاتے تھے۔ ایک حصّہ اُن کی مزدوری میں دے کر بقیہ دس حصّے اُن سے واپس لئے جاتے تھے اور اس طرح دو سیر اکبر شاہی خالص زعفران حاصل ہوتی تھی۔

خلاصہ یہ کہ اکبر شاہی دو من پھولوں سے دو سیر خالص زعفران حاصل ہوتی ہے۔

جہاں پناہ جب بار سوم کشمیر تشریف لے گئے تو قبلۂ عالم نے ازراہ رحمت شاہانہ اس قاعدے کو منسوخ فرمایا اور نئے قوانین جاری فرمائے جن سے بیحد آسانیاں پیدا ہو گئیں۔

تخم کو ایک بار زمین میں بونے سے چھ سال تک پھول دیتا ہے بشرطیکہ زمین کی آبپاشی ہر سال ہوتی رہے پہلے دو سال خال خال پھول آتے ہیں لیکن تیسرے سال سے درخت بخوبی پھولنے لگتا ہے۔

چھ سال گزرنے کے بعد اگر گٹھی کو زمین سے نہ نکالیں تو سڑ جاتی ہے لہذا مجبوراً ایک جگہ سے نکال کر دوسری جگہ کاشتکاری کرتے ہیں اور اُس زمین کو

پانچ سال غیر مزروعہ چھوڑ دیتے ہیں۔
زعفران کی کھیتی سب سے زیادہ موضع بانو پور میں جو مار دراج (مقامات مذکورہ کشمیر کے پائے تخت سری نگر کے جنوب میں واقع ہیں) کے توالجات میں ہے، کی جاتی ہے تخمیناً دس کوس تک برابر زعفران زار نظر آتا ہے۔
اس کے علاوہ اس کی کاشت پرگنہ پرس پور، نواح اندر اکال، توابع کمراج میں بھی قدرے ہوتی ہے۔ چنانچہ پرس پور میں ایک کوس کے اندر اس کی کشتکاری ہوتی ہے۔
آفتابی۔ یہ پھول گول وکشادہ و پُر برگ ہوتا ہے۔ اس کا رخ ہمیشہ آفتاب کی سمت ہوتا ہے۔ اس کا پودا تین گز تک بلند ہوتا ہے۔
کنول۔ دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک قسم وہ جو آفتاب کے روشن ہونے کے بعد پھولتا ہے اور آفتاب جس جانب حرکت کرتا ہے پھول کا رخ بھی وہی سمت اختیار کرتا ہے اور غروب آفتاب کے بعد بند ہو کر کلی ہو جاتا ہے۔
یہ قسم گل شقائق سے مشابہ ہے لیکن اس کی سرخی بہت پھیکی مائل بہ سفیدی ہوتی ہے اور اس کی پتّیاں چھ سے کم نہیں ہوتیں۔ پھول کے اندر زرد ریشے ہوتے ہیں اور ریشوں کے بیچ میں ایک نموئے فاسد نمودار ہوتی ہے جس کی شکل مخروطی ہوتی ہے اور اُس کا قاعدہ اوپر کی جانب ہوتا ہے۔ اسی شے میں اُس کا میوہ ہے جس میں تخم پیدا ہوتے ہیں۔
کنول کی دوسری قسم کا پھول چہار برگی ہوتا ہے جو چاندنی رات میں کھلتا ہے اور اُسی طرح چاند کے دورے کے مطابق سمت بدلتا رہتا ہے لیکن قسم اوّل کے خلاف کھل کر پھر بند نہیں ہوتا۔
جعفری۔ یہ پھول گول خوشنما ہوتا ہے اور صد برگ سے زیادہ بالیدہ ہوتا ہے۔ پھول پنج برگی و صد برگی ہوتے ہیں۔ صد برگ دو ماہ تک تر و تازہ رہتا ہے۔ اس کا درخت انسانی قامت کے برابر ہوتا ہے اور اُس کی پتّیاں برگ بید سے مشابہ لیکن دندانہ دار ہوتی ہیں۔ درخت دو ماہ کے بعد پھولتا ہے۔

گرّھل۔ گل لالہ کی طرح خوشنما و پُر برگ ہوتا ہے۔ اس کا پودا دو گز یا اس سے زائد بلند ہوتا ہے۔ پتّیاں برگ توت سے مشابہ ہوتی ہیں، اور دو برس میں پھولتا ہے۔

رتن منجنی۔ پھول چہار برگی اور گل یاسمن سے چھوٹا ہوتا ہے۔ اس کا درخت اور اس کی پتّیاں رائے بیل سے مشابہ ہیں۔ دو سال میں پھولتا ہے۔

کیسو۔ پھول پنج برگی ہوتا ہے اور ہر پنکھڑی شیر کے ناخن کے مثل ہوتی ہے۔ پھول کے بیچ میں زرد و ریشہ دار تولیدی شاخچہ ہوتا ہے جس کی شکل زبان کی سی ہوتی ہے۔ اس کا درخت بہت بڑا ہوتا ہے اور اس قدر پھولتا ہے کہ تمام عالم کو اپنی آتش انگیز روشنی سے منوّر کر دیتا ہے۔

کینر۔ بہت دنوں تک شگفتہ رہتا ہے۔ پھول خوش منظر اور دو قسم کا ہوتا ہے ایک سرخ اور دوسرا سفید لیکن زہرآلود ہوتا ہے جو شخص اس پھول کو اپنے سر پر رکھتا ہے جنگ و جدال میں مبتلا رہتا ہے۔ پھول زیادہ تر پنج برگی ہوتا ہے۔ شاخیں پھولوں سے لدی رہتی ہیں۔ درخت دو گز اونچا ہوتا ہے اور ایک سال میں پھولتا ہے۔

کدم۔ شاہی ٹوپی کی شکل کا ہوتا ہے۔ درخت اور پتّیاں چار مغز کے پودے اور برگ سے مشابہ ہوتی ہیں۔

ناگ کیسر۔ گل سرخ کی طرح پنج برگی اور نازک تولیدی ریشوں اور ذرّوں سے معمور ہوتا ہے درخت اور پتّیاں چار مغز کی مانند ہوتی ہیں۔ درخت سات سال میں پھولتا ہے۔

سرپن۔ اس کا پھول گل کنجد (سیسم کا پھول) کی مانند ہوتا ہے، جس کے درمیان میں زرد تولیدی ریشے ہوتے ہیں۔ اس کا پودا حنا سے اور پتّیاں برگ بید سے مشابہ ہوتی ہیں۔

سری کھنڈی چنبیلی کی مانند لیکن اُس سے چھوٹا ہوتا ہے۔ درخت دو سال میں پھولتا ہے۔

حنا۔ پھول چہار برگی گل نافرمان کی شکل کا ہوتا ہے۔ ہر پودے میں

رنگ بہ رنگ کے پھول کھلتے ہیں۔

دوپہریا۔ گول مگر چھوٹا ہوتا ہے ہمیشہ پھلتا ہے۔ نیمروز میں کھلتا ہے۔ اس کا پودا دو گز بلند رہتا ہے۔

بھون چنپا۔ نیلوفر سے مشابہ پنج برگی ہوتا ہے۔ اس کا پودا ایک بالشت بلند ہوتا ہے۔ یہ اکثر اُن مقامات پر اُگتا ہے جو زیادہ تر تہ آب رہتے ہیں کبھی کبھی ایک پودا سطح آب کے اوپر نمودار ہوتا ہے۔

سدرسن۔ رائے بیل کی مانند ہوتا ہے پھول کے اندر زرد ریشے ہوتے ہیں۔ اس کا پودا سوسن کے درخت کا سا ہوتا ہے۔

سینبل۔ پنج برگی۔ ہر برگ کی درازی دس اور چوڑائی تین انگشت ہوتی ہے

رتن مالا۔ یہ گول اور چھوٹا ہوتا ہے۔ اس کے عرق کو پکا کر گندھک کے تیزاب میں ملاتے ہیں۔ رنگ پائدار اور سرخ ہو جاتا ہے۔ اس میں کپڑے رنگتے اور پہنتے ہیں۔ پھول اور جڑ کو روغن گاؤ و روغن کنجد میں اس کو جوش دے کر ارغوانی رنگ تیار کرتے ہیں۔

سوسن زرد۔ یاسمین کا سا ہوتا ہے، لیکن کسی قدر دراز اس میں پانچ یا چھ پتّیاں ہوتی ہیں۔ درخت چنبیلی سے مشابہ ہوتا ہے اور دو سال میں پھولتا ہے۔

مالتی۔ چنبیلی سے مشابہ لیکن اُس سے چھوٹا ہوتا ہے پھول کے اندر دانۂ خشخاش کی مانند ذرّے ہوتے ہیں۔ دو سال یا اس سے کم و بیش میں پھولتا ہے۔

کریل۔ سہ برگی مگر چھوٹا ہوتا ہے۔ کثرت سے پھولتا اور آنکھوں کو تازگی بخشتا ہے۔ اس کو جوش دے کر پیتے اور اس کا اچار بھی ڈالتے ہیں۔

جبیت۔ اس کا درخت بہت بڑا ہوتا ہے اور پتّیاں برگ تمرہندی سے مشابہ ہوتی ہیں۔

چنپلہ۔ یہ پھول گلدستے کی مانند ہوتا ہے۔ اس کی پتّیاں برگ چار مغز سے مشابہ ہوتی ہیں۔ درخت کی چھال کو پانی میں جوش دینے سے پانی کا رنگ

سرخ ہو جاتا ہے۔ درخت زیادہ تر کوہسار میں پایا جاتا ہے اور اس کی لکڑی شمع کی طرح جلتی ہے۔ درخت دو سال میں پھولتا ہے۔

لاہی۔ اس کا پودا ڈیڑھ گز بلند ہوتا ہے۔ پھولنے سے قبل اس کی شاخوں کو پیس کر بُرادے کی روٹیاں پکاتے ہیں۔ اونٹ اُن کو کھا کر فربہ و مست ہو جاتے ہیں۔

کرونده۔ جوہی کی مانند ہوتا ہے۔

دھنتر۔ مانند نیلوفر بیحد خوشنما ہوتا ہے۔ یہ درخت بیلدار ہوتا ہے۔

سرس۔ ریشمی نخ کی طرح ریشہ دار اور شاہی ٹوپی سے مشابہ ہوتا ہے۔ پھول بہت دور سے مہکتا ہے۔ اہل ہند اگرچہ پیپل اور بڑ کی پرستش کرتے ہیں لیکن سرس کو بادشاہِ درختاں خیال کرتے ہیں۔

درخت بہت بڑا اور عمارات کے کام میں آتا ہے۔ اس کے تنے کے اندر سے ایک قسم کی سیاہ لکڑی نکلتی ہے جس پر تیشہ کارگر نہیں ہوتا۔

کنگلانی۔ پنج برگہ ہوتا ہے۔ ہر پتی چہار انگشت دراز ہوتی ہے۔ پھول بیحد خوبصورت ہوتا ہے اور ہر شاخ پر صرف ایک ہی کھلتا ہے۔

سن۔ گلدستہ دار کھلتا ہے۔ درخت کی پتیاں برگ خیار سے مشابہ ہوتی ہیں۔ درخت کی چھال سے رسّیاں بٹتے ہیں جو بیحد مضبوط ہوتی ہیں۔

ایک قسم گل پنبہ کی مانند ہوتی ہے جس کو پٹ سن کہتے ہیں۔ اس کی رسّیاں بیحد نرم ہوتی ہیں۔

ملک ہندوستان کے پھولوں کا مفصل حال بیان کرنا مجھ ایسے ناواقف شخص سے محال ہے۔ ناظرین کی آگاہی کے لئے چند کی مختصر کیفیت معرض تحریر میں لائی گئی۔

ہندوستانی پھولوں کے علاوہ ایرانی و تورانی پھول یعنی گل سرخ، نرگس، بنفشہ، یاسمین کبود، سوسن، ریحان، رعنا، زیبا، شقائق، تاج خروس، قلغہ، نافرمان و خطمی وغیرہ بکثرت ہوتے ہیں۔ جا بجا باغ اور چمن کثرت سے موجود ہیں جن سے آنکھوں کو تراوت و تازگی پہنچتی ہے۔

بیشتر ہر باغ میں پھولوں کے نصب کرنے میں ایک بے ترتیبی سی تھی،

جب حضرت فردوس مکاں بابر بادشاہ نے اس مُلک کو عزّت بخشی، تو خیاباں بندی اور طرح ادائی نمودار ہوئی اور دلکشا عمارتیں تعمیر کرائی گئیں اور سامعہ افروز آبشاریں تیّار ہوئیں جن کو دیکھ کر اہل عالم حیرت زدہ ہو گئے۔

ملک ہندوستان کے وہ گل و میوہ اور وہ شگوفہ و برگ و بیخ وغیرہ جو بطور غذا و دوا استعمال کیئے جاتے ہیں، حد شمار سے باہر ہیں۔

اہل ہند کی کتابوں میں بیشمار اقسام و نام مذکور ہیں۔ حکمائے ہند کا مقولہ ہے کہ اگر ہر درخت کی ایک ایک پتّی توڑ کر جمع کی جائے تو ان پتّیوں سے اٹھارہ بار فراہم ہو جائینگے۔

پانچ سرخ کا ایک ماشہ ہوتا ہے اور سولہ ماشے کا ایک کرَش اور چہار کرَش کا ایک پل اور سو پل کا ایک تُلا اور بیس تلا کا ایک بار ہوتا ہے۔

رائج الوقت وزن کے اعتبار سے اٹھارہ بار چھیانوے من کے برابر سمجھے جا سکتے ہیں۔

اہل ہند یہ بھی کہتے ہیں کہ درخت کی زندگی دو گھڑی سے کم اور دس ہزار سال سے زیادہ نہیں ہوتی اور کوئی درخت ایک ہزار جوجن سے زیادہ بلند نہیں ہوتا۔

حکمائے ہند کا مقولہ ہے کہ درخت اپنی حیات دُنیاوی کو پورا کر کے مندرجہ ذیل دس اشیا میں سے کسی ایک سے واصل ہو جاتا ہے:۔

(۱) آتش (۲) آب (۳) ہوا (۴) خاک (۵) نبات (۶) جانوراں۔ (۷) دو ماسہ (۸) سہ ماسہ (۹) چہار ماسہ (۱۰) پنج ماسہ۔

آئین (۳۲)

کرکراق خانہ و توشک خانہ

جہاں پناہ کی توجہ سے طرح طرح کی صنعت نے رواج پایا اور ایرانی و فرنگی و خطائی صنائع و سامان بہ کثرت میسّر آنے لگا۔

ہر مُلک سے کار پرداز اُستاد اور بےمثیل ہنرمند ہندوستان میں وارد ہوئے۔ اور اہل ہند جوق جوق اُن کے گرد جمع ہو کر مختلف صنعتیں سیکھنے لگے۔

دارالحکومت و لاہور، آگرہ فتح پور، احمد آباد اور گجرات میں عجیب و غریب صناعیاں نمودار ہوئیں اور انواع و اقسام کے نقش و نگار عجائب روزگار بیل بوٹے کاڑھے اور بنائے گئے جن کو دیکھ کر جہاں نوردسیاح بھی عالم حیرت میں مبتلا ہو گئے۔

شہریار دانش آگاہ نے قلیل زمانے میں اس صیغے کے تمام علمی و عملی مدارج سے آگاہی حاصل کر لی اور قبلۂ عالم کی قدردانی سے نادر روزگار اُستاد قلیل عرصے میں اس مُلک میں پیدا ہو گئے

جہاں پناہ کی قدرافزائی سے ہر طرح کی نقش بافی اور ابریشم طرازی انتہائے کمال کو پہنچ گئی اور جس قدر صنعتیں تمام عالم میں پائی جاتی ہیں، تمام و کمال کارخانہ ہائے شاہی میں جمع ہو گئیں۔

تمام اہل عالم کو زیب و زینت کا جدید وانتہائی شوق دامنگیر ہوا اور جشن نشاط کی آرائش میں دہچند اضافہ ہوا۔

خرید کردہ و تیار شدہ و نیز پیشکش، تمام اقسام کے سامان نہایت احتیاط و ضابطہ پر محافظین کے سپرد کردئے جاتے ہیں۔

جو سامان کہ دیکھنے یا تراشنے یا سینے یا پہننے یا عطا کرنے کے لئے پیشی والا میں لایا جاتا ہے اُس کو اسی ترتیب سے نکالتے ہیں جس طرح کہ وہ رکھا گیا تھا۔

فراہم شدہ مال کی قیمت کا اندازہ لگایا جاتا ہے اور قیمت کی کمی و زیادتی کے اعتبار سے کپڑوں کے مدارج اور اس کی ترتیب مقرر کی جاتی ہے اور گذشتہ اور موجودہ زمانے کی قیمتوں کا مقابلہ کرنے سے مال کی زیادتی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

قلیل عرصے میں مرتبہ شناسی کی گرم بازاری ہوئی اور کثرت مال کی وجہ سے قیمت اس درجہ گر گئی کہ غیاث نقشبند کا تیار کیا ہوا مال جو اس سے پیشتر سو اشرفیوں سے بھی زائد پر خریدا جاتا تھا، اُس کی قیمت اب پچاس اشرفی ہو گئی ہے۔

بیشمار اشیا میں تیس اور دس یا چالیس اور دس کا فرق آگیا

جہاں پناہ کی بلند ہمتی سے ہر طبقے نے اپنے رسوم کے مطابق مختلف پوشاک اختیار کیں اور اُن پر گرفت نہ ہوئی اور نہ باز پرس کی گئی۔

تیار شدہ اشیا کی تفصیل اور اُن کے حالات کا بیان بیحد طولانی ہے۔ مولف ایسی تفصیل کو قلم انداز کر کے صرف ان لباسوں کا ذکر کرتا ہے جن کو قبلۂ عالم خود زیب تن فرماتے ہیں۔

تکوچیہ۔ ایک تنے کا سادہ لباس ہے جو ہندی لوز کے موافق تیار کیا گیا ہے۔ قدیم زمانے میں یہ جامہ چاک دامن اور چپ بند تھا قبلۂ عالم نے اس کپڑے کا دامن گول کیا اور جانب راست بند لگایا۔ سات گز کسر اور آٹھ گرہ کپڑے میں تیار ہوتا ہے جس میں پانچ گرہ میں بند تیار ہوتے ہیں۔

سادہ سلائی کی اجرت ایک روپے سے تین روپے تک مقرر ہے۔

جس جامے میں طرح طرح کے نقش و نگار بنائے جاتے ہیں، اُس کی اُجرت ایک روپے سے پونے پانچ روپے تک ادا کی جاتی ہے۔ اور اس میں ایک مثقال ابریشم خرچ ہوتا ہے۔

پیشواز۔ یہ جامہ بھی ٹکوچیہ کا سا ہوتا ہے، لیکن اس میں بند سامنے ٹانکے جاتے ہیں۔ بعض اشخاص بے بند کی پیشواز بھی تیار کراتے ہیں۔

دوتاہی۔ یہ جامہ چھ گز چار گرہ ابرے اور چھ گز استر میں تیار ہوتا ہے۔ چار گرہ بند اور نو گرہ گوٹ میں صرف ہوتا ہے۔ اس کی مزدوری تین روپے سے ایک روپے تک ہے اور ایک مثقال ابریشم خرچ ہوتا ہے۔

شاہ آجیدہ۔ ایک گرہ میں ساٹھ دھاریاں بناتے ہیں جن کو شصت خط بھی کہتے ہیں۔ اکثر اوقات یہ جامہ دُہرے استر کا ہوتا ہے۔ بعض اشخاص اس میں روئی بھی۔ ایک گز مکتر کام کی اجرت دو روپے مقرر ہے۔

سوزنی۔ پاؤ سیر روئی اور دو دام ریشم خرچ ہوتا ہے۔ بخیہ دوز کی اُجرت آٹھ روپے اور آجید کار کی چار روپے۔

قلمچی۔ ڈیڑھ پاؤ روئی اور ایک دام ابریشم صرف ہوتا ہے۔ اجرت دو روپے مقرر ہے۔

قبا۔ مروّجہ محاورے میں روئی دار لباس کو کہتے ہیں۔ اس میں ایک سیر صاف روئی اور دو مثقال ابریشم خرچ ہوتا ہے۔ مزدوری ایک سے چار روپے تک ادا کی جاتی ہے۔

گدر۔ یہ جامہ قبا سے بڑا اور چوڑا اور اُس میں رُوئی بھی زیادہ بھری جاتی ہے۔ گدر ہندوستان میں پوستین کا کام دیتا ہے۔ اس میں سات گز کپڑا ابرے میں، چھ گز استر میں، چار گرہ بند میں اور نو گرہ گوٹ میں صرف ہوتا ہے۔ ڈھائی سیر روئی بھری جاتی ہے اور تین مثقال ابریشم خرچ ہوتا ہے۔ سلائی ڈیڑھ روپے سے آٹھ روپے تک ادا کی جاتی ہے۔

فرجی۔ سامنے سے کھلا ہوا ہوتا ہے اور اس میں بند نہیں ٹانکے جاتے۔ لیکن بعض اشخاص اس میں تکمہ لگاتے ہیں۔ اکثر اوقات اس کو کسی دوسرے

کپڑے کے اوپر پہنتے ہیں۔ ابرے میں پانچ گز بارہ گرہ، استر میں پانچ گز پانچ گرہ، گوٹ میں چودہ گرہ کپڑا صرف ہوتا ہے۔ ایک سیر روئی اور ایک مثقال ابریشم صرف ہوتا ہے۔ مزدوری ایک روپے سے چار روپے تک ادا کی جاتی ہے۔

فرگل۔ فرجی یا پنچی سے مشابہ لیکن اُس سے بہتر و خوبصورت ہوتا ہے۔ اہل فرنگ کی ایجاد ہے۔ لیکن اس زمانے میں خاص و عام سب پہنتے ہیں۔ فرگل طرح طرح کے تیار کئے جاتے ہیں۔

ابرے میں نو گز ساڑھے چھ گرہ۔ استر میں نو گز ساڑھے چھ گرہ کپڑا خرچ ہوتا ہے چھ مثقال ابریشم اور ایک سیر روئی خرچ ہوتی ہے۔ یک تہی اور دو تہی ہر دو قسم کے فرگل تیار کر لیتے ہیں۔ اجرت پانچ روپے مقرر ہے۔

چکمن۔ بانات و صوف اور موم جامے سے بنایا جاتا ہے قبلۂ عالم نے ایک خاص قسم کا موم جامہ ایجاد فرمایا ہے جو بیحد سبک اور خوشنما ہے اور بارش میں پانی اُس سے نہیں چھنتا۔

یہ لباس چھ گز کپڑے میں تیار ہوتا ہے اور پانچ گرہ کپڑا بند میں صرف ہوتا ہے۔ دو مثقال ابریشم بھی کام میں آتا ہے۔ باناتی چکمن کی اجرت دو روپے، صوفی کی ڈیڑھ روپیہ اور موم جامے کی آٹھ آنے مقرر ہے۔

شلوار۔ مختلف اقسام کے کپڑوں سے سی جاتی ہے۔ یہ ایک تہی بھی ہوتی ہے اور دو تہی بھی۔ بخیہ دار بھی ہوتی ہے اور سادہ بھی۔ نیفے میں چھ گرہ، استر میں تین گز پانچ گرہ کپڑا صرف ہوتا ہے۔ ½ مثقال ابریشم اور آدھ سیر روئی صرف ہوتی ہے۔ اس کی سلائی چار آنے سے آٹھ آنے تک مقرر ہے۔

مذکورۂ بالا لباس میں ہر جامہ مختلف اقسام کا ہوتا ہے۔

رومال و دستار، تہمد و دوپٹہ وغیرہ کا بیان حد امکان سے خارج ہے۔

گرانمایہ خلعت، جو قبلۂ عالم ایام جشن میں زیب تن فرماتے ہیں اور جس کے عطیے سے اراکین و اعیان دولت کو سرفرازی حاصل ہوتی ہے اس قدر مختلف اقسام کی تیار کی جاتی ہیں کہ اُن کی تفصیل معرض تحریر میں نہیں آسکتی۔

اس قدر مختلف اقسام کے تیار کئے جاتے ہیں کہ ان کی تفصیل معرض تحریر میں نہیں آسکتی۔
فصل کے خاص لباس ہزار کی تعداد میں تیار ہوتے ہیں اور بارہ بقچے میں ایک سو بیس کپڑے حفاظت سے رکھے جاتے ہیں۔
جہاں پناہ پشمینے کو بیحد عزیز رکھتے اور اس کا استعمال زیادہ فرماتے ہیں۔
خاصکر شال کی تیاری میں پشمینہ بکثرت صرف ہوتا ہے۔
قبلۂ عالم کے اقبال جہاں کشائی کا حیرت انگیز کرشمہ یہ ہے کہ خاصے کا لباس ہر دراز و کوتاہ شخص کے جسم پر ٹھیک اور موزون ہوتا ہے جس کو دیکھ کر کہ و مہ حیرت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔
جہاں پناہ نے ہر لباس کو ایک ایک جدید نام سے موسوم کیا ہے یہ ایجاد سامعے کو فروغ دانش سے مستفید کرتی ہے۔

سَرب گاتی .... جس سے تمام بدن چھپ سکے یعنی جامہ
یار پیراہن .... ازار ....
تن زیب .... نیم تنہ ....
پٹ گت .... رومال، پگڑی، لنگی وغیرہ ....
چِیٹر گت .... برقع ....
سیِس سوبھا .... ٹوپی و کلاہ ....
کیس گھن .... موباف ....
گت زیب .... پٹکہ ....
پرم نرم .... شال ....
پرم گرم .... پشمینے کی فرد ....
کپور نور .... کپور دہور جو تبت میں بنی جاتی اور بیحد عمدہ ہوتی ہے۔
چرن دھرن .... پائے افزار ....
اسی طرح بیشتر اشیا کو خوبترین و عمدہ ناموں سے موسوم کر کے شہرت دی۔

آئین (۳۴)

شال

بادشاہ عالم پناہ نے اپنی کار آگہی سے شال میں ترمیم کرکے اُس کی چار قسمیں قرار دی ہیں۔

تحوس۔ اسی نام کے ایک جانور کے بالوں سے تیار کی جاتی ہے۔ اس کے اصلی رنگ، سیاہ و سفید و سرخ سے ہیں لیکن سیاہ رنگ بکثرت پایا جاتا ہے

بعض شال قطعی سفید ہوتے ہیں۔ یہ قسم سبکی و گرمی و نرمی ہر صفت میں بینظیر ہے۔ اہل زمانہ محض نمائش کی وجہ سے اس میں تغیّر پسند نہیں کرتے تھے اور عام طور پر سفید ہی استعمال کرتے تھے۔ قبلۂ عالم نے اس کو مختلف الوان سے آراستہ و تیّار کرایا لیکن حیرت یہ ہے کہ یہ شال سرخ رنگ قبول نہیں کرتا۔

سفید ایچہ جس کو طرحدار بھی کہتے ہیں۔ اس کے اون کا رنگ سفید یا سیاہ ہوتا ہے۔ اس کی تین قسمیں ہیں۔ قطعاً سفید، قطعاً سیاہ اور سیاہ و سفید آمیختہ (دھاری دار)۔

قدیم زمانے میں سفید رنگ کے شال صرف تین یا چار رنگ میں رنگے جاتے تھے۔ قبلۂ عالم نے اس کو بیشمار رنگوں میں رنگوایا اور طرح طرح کے نمونے

تیار ہوئے۔

جہاں پناہ نے علاوہ سادے شال کے کامدار شالیں بھی تیار فرمائے اور اب زردوزی، کلابتونی، کشیدہ، قلغہ، باندھنوں، چھینٹ و ایچہ وپرز دار، تمام اقسام حضرت شاہ کی جدّت پسند طبیعت کے نتائج ہیں۔

قبلۂ عالم نے چھوٹی چادروں کو اس قدر بڑھایا کہ جامہ رس ہو گئیں۔

چادروں کے مراتب روز و ماہ و سال و قیمت و رنگ و وزن کے اعتبار سے قرار پائے اور اس کام کے لئے ایک محکمہ قائم کیا گیا جس کو رائج الوقت محاورے میں مشل کہتے ہیں۔

عمال سررشتہ اس امر کا لحاظ کر کے ہر چادر کی نوعیت ایک کاغذ کے پرچے پر لکھ کر شال میں ٹانک دیتے ہیں۔ اور چادریں بیش قیمت و عمدہ بھی ہوتی ہیں اگر ایک ہی جنس کی چادریں قرار دیں، ماہ الٰہی میں آرمزد کے روز توشے خانے میں داخل کی جاتی ہیں تو یہ چادریں اُن تمام شالوں سے ہوتی ہیں وہی اعلیٰ خیال کی جاتی ہیں جو ارمزد کے علاوہ دیگر ایّام میں داخل ہوتی ہیں۔ دوسری چادریں اگر قیمت میں یکساں برابر ہوتی ہیں تو برتری و کم پائگی کا لحاظ یوم داخلہ کے اعتبار سے کیا جاتا ہے۔ اور اگر داخلے کا روز بھی ایک ہی ہوتا ہے تو جو چادر سبک تر ہوتی ہے وہ اعلیٰ شمار کی جاتی ہے۔ لیکن اگر اس صفت میں بھی مساوی ہوئیں تو رنگ کے لحاظ سے بہتر و کمتر خیال کی جاتی ہیں۔

الوان کے اعتبار سے اعلیٰ و ادنیٰ شمار کرنے کی ترتیب حسب ذیل ہے۔

طوس، سفید ایچہ، لعل، زرین، نارنجی، ترنجی، قرمزی۔ کاہی، گل پنبہ، صندلی، بادامی، ارغوانی، عنابی، طوطلی، عسلی، سوسنی، منجتی، گل کاسنی، سیبکی، علقی، پستئی، پرگل، گل خار، برن، بھوج پتر۔ گلابی، آسمانی، قلفی، آبی، زیتونی، جگری، زمردی، چلتی، بنفشئی، چھری، انبوہی، مشکین، فاختئی،

ایک روز کے قواعد پر تمام سال کے آئین و دستور کو قیاس کرنا چاہیئے۔

قدیم زمانے میں شال گاہ گاہ کشمیر سے لائی جاتی تھی اور اس کے شائق

ایک ہی چادر کی چار تہ کر کے اوڑھتے تھے۔

اس زمانے میں ہر خاص و عام بے تہ کی چادروں سے کاندھوں کو زیب و زینت دیتا ہے۔

قبلۂ عالم نے چادر کو دو تہ کر کے اوڑھنا شروع کیا جو دیکھنے میں بیحد خوش منظر و زینت افروز ہے۔

جہاں پناہ کی توجّہ سے کشمیر میں شال بافی کی صنعت میں بے انتہا ترقّی ہوئی اور لاہور میں ہزار سے زائد کارخانے کھل گئے۔

شال کے علاوہ لاہور میں ایک دوسرے قسم کی اونی ریشمی چادر بھی تیّار کی جاتی ہے جس کو مایاں کہتے ہیں۔ مایاں کے علاوہ پٹکے و دستار وغیرہ بھی ریشم و اون کے تیّار کئے جاتے ہیں۔

مزید آگاہی کے لئے اس کارخانے کی ایک مختصر جدول پیش کی جاتی ہے۔

جدول زرری

نام	قیمت	ملحقہ تطبیق باقیمت حال
مخمل زربفت یزدی	طاقی، پندرہ مُہر سے ایک سو پانچ مُہر تک	ماصہ تا السماصہ
〃 فرنگی	دس مُہر سے ستّر مُہر تک	لعہ تا سماعہ
〃 گجراتی	دس مُہر سے پچاس مُہر تک	لعہ تا اکمعہ
〃 کاشی	دس مُہر سے چالیس مُہر تک	لعہ تا ماعہ
〃 ہروی	....	....
〃 لاہوری	دس مُہر سے چالیس مُہر تک	لعہ تا ماعہ
زربفت برسر	تین مُہر سے ستّر مُہر تک	ہےعہ تا ماعہ
〃 مُطبّق	دو مُہر سے ستّر مُہر تک	عہ تا سماعہ
〃 میلک	تین مُہر سے ستّر مُہر تک	عہ تا سماعہ

نام	قیمت	ملحقہ تطبیق با قیمت حال
زربفت گجراتی	چھ مہر سے ساٹھ مہر تک	للعہ تا صہ للعہ
،،طاس گجراتی	ایک مہر سے تینتیس مہر تک	لعہ تا سماعہ
،، دارائی باف	دو مہر سے پچاس مہر تک۔	اعہ تا اعہ کعہ
،، مقیش	ایک مہر سے بیس مہر تک	لعہ تا الہ
،، شروانی	چھ مہر سے سترہ مہر تک	للعہ تا ماعہ
مشجر فرنگی	فی گز ایک مہر سے چار مہر تک	لعہ تا عہ
دیبائے یزدی	ایک مہر سے ڈیڑھ مہر تک	لعہ تا عہ
دیبائے فرنگی	ایک مہر سے چار مہر تک	لعہ تا عہ
خارا	پانچ روپے سے دو مہر تک	صہ تا عہ
اطلس ختائی[1]	....	....
نوار ختائی[2]	....	....
خز[3]	....	....
تفصیلہ (مکہ معظمہ سے آتا ہے)	پندرہ روپے سے بیس روپے تک	وعہ تا عسہ
کوتہ ور گجراتی	ایک مہر سے بیس مہر تک	لعہ تا الہ
مندیل	ایک مہر سے چودہ مہر تک	لعہ تا اعہ
چیرہ	نصف مہر سے آٹھ مہر تک	للعہ تا عہ
دوپٹہ	چھ روپے سے آٹھ روپے تک	لے تا لے
فوطہ	نصف مہر سے بارہ مہر تک	للعہ تا اعہ
پلنگ پوش	ایک مہر سے بیس مہر تک	لعہ تا الہ

جدول ابریشمی

نام	قیمت	ملحقہ تطبیق باقیمت حال
مخمل فرنگی	فی گز ایک مُہر سے چار مُہر تک	لعہ تا یعہ
,, کاشی	طاقی دو مُہر سے سات مُہر تک	ہعہ تا ہعہ
,, یزدی	دو مہر سے چار مُہر تک	ہعہ تا یعہ
,, مشہدی	دو مہر سے چار مُہر تک	ہعہ تا یعہ
,, ہروی	ڈیڑھ مہر سے تین مُہر تک	یعہ ۸/ تا ہعہ
,, خافی	دو مُہر سے چار مہر تک	ہعہ تا یعہ
,, لاہوری	دو مُہر سے چار مہر تک	ہعہ تا یعہ
,, گجراتی	فی گز ایک روپے سے دو روپے تک	عصہ تا عہ
قطیفہ پوربی	ایک روپے سے ڈیڑھ روپے تک	عصہ تا عصہ ۸/
تاجہ باف	طاقی دو مُہر سے تین مہر تک	ہعہ تا ماعہ
مُطبّق	ایک مہر سے تیس مُہر تک	لعہ تا ماعہ/
شروانی	ڈیڑھ مُہر سے دس مُہر تک	یعہ ۸/ تا لعہ
میلک	ایک مہر سے سات مُہر تک	لعہ ۹/ تا ہعہ
کمخواب ولائتی	ایک مہر سے پانچ مُہر تک	لعہ تا علعہ
نوار	ایک روپے سے دو مُہر تک	عصہ تا ہعہ
جوزی	چار روپے سے دس روپے تک	للعہ تا عہ
مشجّر فرنگی	فی گز دو روپے سے ایک مُہر تک	عہ تا لعہ
مشجّر یزدی	طاقی۔ ایک مُہر سے دو مُہر تک	لعہ تا ہعہ
اطلس فرنگی	فی گز دو روپے سے ایک مُہر تک	عہ تا لعہ
اطلس یزدی	پانچ روپے سے دو مہر تک	صہ تا ہعہ
خارا	فی گز ایک روپے سے چھ روپے تک	عصہ تا ہے

نام	قیمت	ملحقہ تطبیق با قیمت حال
سہ رنگ	ایک مُہر سے تین مُہر تک	لعہ تا مہ عہ
قطنی	ڈیڑھ روپے سے دو مُہر تک	عصر ۸/ تا مہ عہ
کتان فرنگی	نصف روپے سے ایک روپے تک	۸/ تا عصر
تافتہ	چار دام سے دو روپے تک	۴/ تا عہ
انبری	فی گز ایک آنہ آٹھ پائی سے نصف روپے تک	ا/۸مہ تا ۸/
دارائی	فی گز تین آنے دو پائی سے دو روپے تک	۳/۲مہ تا عہ
سیتی پوری	چھ روپے سے دو مُہر تک	لے تا مہ عہ
قبابند	چھ روپے سے دو مُہر تک	لے تا مہ عہ
ٹاٹ بند	دو روپے سے ڈیڑھ مُہر تک	عہ تا مہ عہ
لاہ	فی گز دو آنے تین پائی ایک دمڑی سے پانچ آنے ۴ پائی تک۔	۲/۳ پائی تا ۵/۴ پائی
مصری	نصف مُہر سے ایک مُہر تک	لعہ ۸/ تا لعہ
سار	فی گز دسواں حصہ روپے سے پانچویں حصے روپے تک۔	ا/۷ پائی ب تا ۳/۲ پائی ب
تسر	از روئے تعداد تیسرے حصے روپے سے دو روپے تک	۵/۴ پائی تا عہ ۵/۴ پائی
اطلس سادہ کرتہ دار	فی گز آٹھ آنے سے ایک روپے تک	۸/ تا عصر
آلچہ	فی گز پانچویں حصے روپے سے دو روپے تک۔	۳/۲ پائی ب تا عہ
تفضیلیہ	آٹھ روپے سے بارہ روپے تک	ے تا عہ
کیپور تور	فی گز نصف روپے سے ایک روپے تک	۸/ تا عصر

جدول پارچہ جات ریسمانی (سوتی)

نام	قیمت	ملحقہ تطبیق باقیمت حال
خاصہ	تین روپے سے پندرہ مُہر تک	[illegible] تا [illegible]
چوتار	دو روپے سے نو مُہر تک	[illegible] تا [illegible]
ململ	چار روپے سے پانچ مُہر تک	[illegible] تا [illegible]
تن سکھ	چار روپے سے پانچ مُہر تک	[illegible] تا [illegible]
سیری صاف	دو روپے سے پانچ مُہر تک	[illegible] تا [illegible]
گنگا جل	چار روپے سے پانچ مُہر تک	[illegible] تا [illegible]
بھیرون	چار روپے سے چار مُہر تک	[illegible] تا [illegible]
سہن	ایک مُہر سے تین مُہر تک	[illegible] تا [illegible]
جھونہ	ڈھائی روپے سے ایک مُہر تک	[illegible] تا [illegible]
آتان	ڈھائی روپے سے ایک مُہر تک	[illegible] تا [illegible]
اساولی	ایک مُہر سے پانچ مُہر تک	[illegible] تا [illegible]
بافتہ	ڈیڑھ روپے سے پانچ مُہر تک	[illegible] تا [illegible]
محمودی	نصف مُہر سے چار مُہر تک	[illegible] تا [illegible]
پنجتولیہ	ایک مُہر سے تین مُہر تک	[illegible] تا [illegible]
سالو	تین روپے سے دو مُہر تک	[illegible] تا [illegible]
گزبہ سوتی	ڈیڑھ مُہر سے دو مُہر تک	[illegible] تا [illegible]
ڈوریہ	چھ روپے سے دو مُہر تک	[illegible] تا [illegible]
بہادر شاہی	چھ روپے سے دو مُہر تک	[illegible] تا [illegible]
سیلہ دکھنی	نصف مُہر سے دو مُہر تک	[illegible] تا [illegible]
مہرگل	تین روپے سے دو روپے تک	[illegible] تا [illegible]
مندیل	نصف مُہر سے دو مُہر تک	[illegible] تا [illegible]

نام	قیمت	ملحقہ تطبیق با قیمت حال
سربند	نصف مُہر سے دو مُہر تک	للعہ ۸ر تا ہے عہ
دُوپٹّہ	ایک روپے سے ایک مُہر تک	عصر تا لعہ
کتانچہ	ایک روپے سے ایک مُہر تک	عصر تا لعہ
فوطہ	نصف روپے سے چھ روپے تک	۸ر تا ے
گوش پیچ	ایک روپے سے دو روپے تک	عصر تا عکہ
جھُولہ	نصف مُہر سے ڈھائی مُہر تک	للعہ ۸ر تا ےعہ
چھینٹ	فی گز دو دام سے ایک روپے تک	۱ پائی ک تا عصر
گزینہ	آٹھ آنے سے ڈیڑھ روپے تک	۸ر تا عصر ۸ر
سِلّاہٹی	فی گز دو دام سے چار دام تک	

جدول پشمینہ

نام	قیمت	ملحقہ تطبیق با قیمت حال
سقرلاط فرنگی و رومی و پرتگالی	فی گز ڈھائی روپے سے چار مُہر تک	عکہ ۸ر تا ےعہ
،، ناگوری و لاہوری	دو روپے سے ایک مہر تک	عکہ تا لعہ
صوف مربع	چار مہر سے پندرہ مُہر تک	ےعہ تا ماعہ
صوف مشجر	تین روپے سے پانچ مُہر تک	سے تا مللعہ
پرم نرم	دو روپے سے آٹھ مہر تک	عکہ تا ےعہ
جیرہ پرم نرم	دو روپے سے پچیس مُہر تک	عکہ تا ہاعہ
فوطہ	نصف مُہر سے تین مہر تک	للعہ ۸ر تا ہیعہ
جامہ دار پرم نرم	نصف مُہر سے چار مُہر تک	للعہ ۸ر تا ےعہ

نام	قیمت	ملحقہ تطبیق باقیمت حال
گوشش پیچ	ڈیڑھ روپے سے ڈیڑھ مُہر تک	عصہ ۸ر تا بیہ
اغرئی	سات روپے سے ڈھائی مُہر تک	ہہ تا عیہ
پرم گرم	تین روپے سے ڈھائی مُہر تک	ے تا بیہ
کتاش	ڈھائی روپے سے دس مہر تک	عیہ ۸ر تا لعہ
پھوک	ڈھائی روپے سے پندرہ روپے تک	عیہ ۸ر تا صیہ
دُرمہ	دو روپے سے چار مُہر تک	عللہ تا سیہ
پٹکو	ایک روپے سے دو روپے تک	عصہ تا عللہ
رِیُوکار	دو روپے سے ایک مُہر تک	عللہ تا لعہ
مصری	پانچ روپے سے پچاس روپے تک	صہ تا صہ
بُرد یمانی	پانچ روپے سے پینتیس روپے تک	صہ تا صیہ
پاپیچی نمد	دو روپے سے ایک مُہر تک	عللہ تا لعہ
کسک نمد	دو روپے سے ایک مُہر تک	عللہ تا لعہ
تکیہ نمد ولایتی	دو روپے سے ایک مُہر تک	عللہ تا لعہ
تکیہ نمد ہندی	ڈیڑھ روپے سے پانچ روپے تک	عصہ ۸ر تا صہ
لُوئی	چودہ دام سے چار روپے تک	۵ر ۸ پائی تا للعہ
کنبل	دس دام سے دو روپے تک	۴ر تا عللہ
کلاہ کشمیری	دو دام سے ایک روپے تک	۱۰ پائی ک تا عصہ

آئین (۳۴)

پیدائش رنگ

ماہرین الوانیات سفید و سیاہ رنگ کو اصل اور مختلف رنگوں کے اجزائے ذاتی خیال کرتے ہیں اور بقیہ رنگ کو انھیں دو رنگوں کی آمیزش کا نتیجہ بیان کرتے ہیں۔

ان حکما کا مقولہ ہے کہ کثیر سفیدی اور قلیل سیاہی کی آمیزش سے زرد رنگ پیدا ہوتا ہے اور اگر سفیدی اور سیاہی وزن و مقدار میں برابر ہوں تو اس ارتباط سے سرخ رنگ نمودار ہوتا ہے۔

قلیل سفیدی اور کثیر سیاہی کی آمیزش سبز رنگ پیدا کرتی ہے۔ ان کے علاوہ دیگر الوان مذکورۂ بالا رنگوں کی آمیزش و ترکیب سے بنائے جاتے ہیں۔

ماہرین فن کا بیان ہے کہ سردی تر جسم کو سفید اور خشک کو سیاہ کرتی ہے۔ اور گرمی سے تر شئے سیاہ اور خشک سفید ہوتی ہے اور کہتے ہیں کہ یہ ہر دو موثر (گرمی و سردی) اپنی اپنی جگہ جسم کے رنگ میں تغیر پیدا کرتے ہیں اور اجسام ان قوتوں کے اثرات قبول کرنے کے قابل بھی ہیں اور نیز یہ کہ ان کا مقتضیٰ یہ ہے کہ اجرام سماوی خصوصاً آفتاب سے جو معدنِ حرارت ہے کسب فیض کرتے ہیں۔

آئین (۳۵)

تصویر خانہ

صورت سے صاحب صورت کا نشان ملتا ہے اور اس نشان سے حقیقت کا اندازہ ہوتا ہے۔ پیکرِ خط سے حروف والفاظ معلوم ہوتے ہیں اور حرف و لفظ سے معنیٰ کا پتا چلتا ہے۔

اگرچہ تصویر میں (جو عرف عام میں مشہور ہے) جسم کی شبیہ اُتارتے ہیں اور کارپردازان فرنگ عجیب و غریب صورتوں میں بیشمار خلقی عادات و اطوار کو نمودار کر کے ظاہر بیں اشخاص کو خلوتکدۂ حقیقت کی سیر کراتے ہیں اور شبیہ پر اصل کا دھوکا ہوتا ہے لیکن خط تصاویر سے کہیں بلند پایہ و عالی مرتبہ ہے کیونکہ یہ قدیم اُستادوں کے تجربات سے آگاہ کرتا ہے اور اس واقفیت سے عقل وفہم میں ترقی نصیب ہوتی ہے۔ اسی امر کو ملحوظ رکھ کر مولف کتابخانے کا حال بیشتر معرض تحریر میں لاتا ہے۔

تصویر کشی کی بہترین قسم خطاطی ہے۔ جہاں پناہ اس پر خاص توجہ فرماتے ہیں اور ظاہر و باطن ہر شعبے میں دوربینی سے کام لیتے ہیں۔

یہ امر قطعاً صحیح ہے کہ خط حسن پرستوں کی نگاہ میں ایک مقید و محدود جلوہ گاہ نور ہے، اور دوربیں حضرات کی رائے میں جام جہاں نما ہے جس میں

عالم کی سیر آسانی سے ممکن ہے

خط قلم آفرینش کا ایک روحانی نقطہ اور دست تقدیر کے ہاتھ کے نوشتے سے آسمانی کتابیہ ہے۔ خط سخن کا رازدار اور قلم و ہاتھ کی زبان ہے۔ سخن صرف حاضرین کے قلب کو مطمئن کرتا ہے، لیکن خط نزدیک و دور ہر قسم کے شخص کو علم و کمال سے واقف کرتا ہے۔

اگر خط نہ ہوتا تو سخن میں جان نہ پڑتی اور دل تک آنکھوں سے دور احباب و اعزّہ کے پیام نہ پہنچتے۔

ظاہر پرست خط کو پیکر سیاہ خیال کرتے ہیں لیکن حقیقت شناس اس کو چراغ شناسائی سمجھتے ہیں۔

یہ سچ ہے کہ یہ ظلمت ہے لیکن اس تاریکی میں ہزاروں نورانی شمعیں پنہاں و تاباں ہیں۔ بلکہ یہ کہنا قطعاً صحیح ہے کہ نارسیدہ چشم کے خال کے قریب نورانی فانوس درخشاں ہے۔

صنعت الٰہی کا نقش اور شہرستان حقیقت و معنیٰ کا سواد ہے۔ رات ہے، جس میں خورشید تاباں جلوہ فگن ہے۔ ابر سیاہ ہے، جس سے تابان و درخشاں موتی برس رہے ہیں۔ بینائی کا خزانہ ہے اور حقیقت کا نہاں خانہ عجیب و غریب طلسم ہے جو خاموشی کے عالم میں گویا ہے۔ جاماندہ ہے، لیکن قوّت رفتار کا مالک ہے۔ اُفتادہ ہے، لیکن راہ بلند پروازی میں سالک ہے۔

اس کی اصل حقیقت یہ ہے کہ خدائی مشعل علم سے ایک پرتو نفس ناطقہ پر پڑتا ہے، قلب اس پرتو کو شہرستان خیال میں جو مجرد اور مادی عالموں کے درمیان ایک برزخ ہے، لے جاتا ہے تاکہ مجرد مادیات سے تعلق پیدا کرے اور مطلق شئے قیود کی جکڑبندیاں برداشت کرنے کی عادی ہو۔

اس مرحلے کے طے ہونے کے بعد پرتو آسمانی عالم خیال سے دل میں اُترتا ہے اور دل سے زبان پر آتا ہے اور زبان سے نکل کر ہوا کے ذریعے سے کان میں داخل ہوتا ہے اور اس کے بعد یکے بعد دیگرے مادی تعلقات سے آزاد ہوتا ہوا

اپنے مرکز حقیقی کو واپس جاتا ہے۔

کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اس آسمان پرواز مسافر کو سر انگشت سے امداد پہنچاکر قلم و سیاہی کے برو بحر کی سیر کراتے ہیں اور تفریح سے فارغ کراکے صفحۂ قرطاس کے عشرت کدے میں اس کو اتارتے ہیں

یہ آسمانی مہمان صفحات کاغذ پر اپنے نقش قدم چھوڑ کر خود نگاہوں کی راہ سے عالم بالا کو پرواز کر جاتا ہے

چونکہ خط حروف کا پتا دیتا ہے اس لئے تالیف کا اقتضا یہی ہے کہ ناظرین کی مزید آگاہی کے لئے حرف کی بھی مختصر کیفیت معرض بیان میں لائی جائے۔

واضح ہو کہ حرف ایک خاص کیفیت کا نام ہے جو ہوا کے اختلاف تموج سے پیدا ہوتی ہے۔

دو سخت چیزوں کے باہمی اتّصال کو (ملنا) کو قرع کہتے ہیں، اور ان کے شدید افتراق (جدا ہونا) کو قلع کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ میانہ ہوا پانی کی طرح لہریں لیتی ہے اور اس تموج سے ایک کیفیت پیدا ہوتی ہے جس کو آواز کہتے ہیں۔

بعض حکما تموّج کو سببِ قریب مان کر تموج ہوا ہی کو صَوت کے نام سے یاد کرتے ہیں اور بعض اس کو سبب بعید جانتے ہیں۔ ان کی رائے ہے کہ تموّج سے قرع اور قلع پیدا ہوتے ہیں اور ان دونوں کیفیتوں کے شدید اتّصال کا نام آواز ہے۔ صوت کو دیگر کیفیات بھی عارض ہوتی ہیں یعنی زیری و بمی و غنگی و پیچیدگی۔ آخری کیفیت گرانی گلو کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔

مخارج اور اجزائے ہوائی کی تقطیع سے ایک دوسری کیفیت عارض ہوتی ہے جس سے دو زیر و بم، دو غنہ اور دو بحوحت (پیچیدگی) باہم ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں۔

بو علی سینا کی رائے ہے کہ بعض کیفیت ثانی کے عارض ہونے کا نام حرف ہے۔

بعض علما کی رائے ہے کہ دوگانہ کیفیتوں کے ایک دوسرے سے متمائز اور جدا ہونے کو حرف کہتے ہیں
خلاصہ یہ ہے کہ ابن سینا عارض کو حرف جانتا ہے اور گروہ دیگر کی رائے میں معروض کا نام حرف ہے۔
لیکن حقیقت شناس گروہ کا مذہب ہے کہ عارض و معروض کے مجموعے کو حرف کہتے ہیں اور خاکسار مولف کی رائے میں یہی مشرب قرین تحقیق ہے۔
ہندی زبان میں باون[۲] حروف بولتے ہیں، فارسی میں اٹھارہ اور عربی میں اٹھائیس[۲] جن کی صرف اٹھارہ آوازیں ہوتی ہیں۔ اگر ہمزہ کو الف سے جدا نہ سمجھیں تو حالت ترکیب میں صرف پندرہ آوازیں رہ جاتی ہیں۔
مفردات میں الف اور لام کو یکجا لکھتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ حرف ساکن کو ضرورتاً کسی دوسرے حرف سے ملانا پڑتا ہے۔ لام کو اس لئے مخصوص کر لیا ہے کہ لامِ الف کا اور الفِ لام کا دل ہے
قدیم زمانے میں اعراب نہ تھے، چند مختلف رنگ کے نقطے مقرر تھے جن سے اعراب کا کام لیا جاتا تھا مثلاً سرخ نقطہ اگر حرف کے اوپر بنایا جاتا تو زبر کی علامت سمجھا جاتا تھا اور اس حرف کے سامنے پیش کی اور نیچے زیر کی علامات کا نشان تھا۔
خلیل بن احمد عروضی نے ہر حرکت کے لئے ایک خاص صورت مقرر کی جو آج تک رائج ہے۔
واضح ہو کہ خط کا حسن اس کے دیگر مراتب کی طرح اہل خط کے اختلاف مذاق کی طرح مختلف ہے۔ ہر گروہ خاص حروف رکن کا شیدائی ہے اور اسی کو خط کے بہترین محاسن میں شمار کرتا ہے۔ خط کے اقسام یہ ہیں۔ ہندی، سریانی، یونانی، عبری، قبطی، معقلی، کوفی، کشمیری، حبشی، ریحانی، عربی، فارسی، رومی، حمیری، بربری، اندلسی، رومانی وغیرہ جن کا قدیم کتابوں میں ذکر ہے۔ بعض عبرانی کتابوں میں خط عبری حضرت آدم صفی اللہ سے منسوب کیا گیا ہے اور ایک گروہ نے اس خط کو حضرت ادریس علیہ السلام سے نسبت دی ہے بعض اشخاص کی رائے ہے کہ

حضرت ادریس علیہ السلام نے خط معقلی ایجاد کیا۔
ایک جماعت کہتی ہے کہ امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے معقلی سے خط کوفی ایجاد کیا۔
خطوط کا اختلاف دور اور سطح کے اختلاف پر مبنی ہے چنانچہ خط کوفی ایک دانگ دور ہے اور باقی سطح (قلم کی زد اگر سیدھی ہے تو سطح ہے اور اگر مدوّر ہے تو دوَر کہلاتی ہے)۔ اور معقل تمام تر سطح ہے۔
قدیم عمارات کے کتابے بیشتر اس خط میں پائے جاتے ہیں۔ بہترین قسم خط کی وہ ہے جس میں سیاہی اور سفیدی اس خوبی و صفائی کے ساتھ متمائز و علٰحدہ ہوں کہ پڑھنے میں شبہ نہ واقع ہو۔
زمانۂ حال میں ایران و توران، روم و ہند میں آٹھ قسم کے خط رائج ہیں اور ہر گروہ ایک خاص خط کا شیدائی ہے۔ ان ہشت گانہ خطوط میں چھ خط ابن مُقلہ نے ۳۱۰ھ ہجری میں معقلی و کوفی سے ایجاد کئے جن کے اسما مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ ثلث، ۲۔ توقیع ۳۔ رقاع، ۴۔ نسخ، ۵۔ ریحان، ۶۔ محقق۔

ایک گروہ خط غبار کو ان خطوط میں اضافہ کرکے ابن مقلہ کو سات خطوط کا موجد قرار دیتا ہے۔
دوسرا گروہ خط نسخ کو یاقوت مستعصمی کی ایجاد خیال کرتا ہے۔
ثلث و نسخ دو دانگ دور اور چار دانگ سطح پر مشتمل ہیں۔ خط ثلث جلی ہے اور نسخ خفی۔
توقیع و رقاع، ساڑھے چار دانگ دور اور باقی سطح یہ بھی ثلث و نسخ کی طرح جلی و خفی یعنی اوّل الذکر جلی اور آخر الذکر خفی ہے۔
محقق و ریحان۔ ساڑھے چار دانگ سطح اور باقی دور۔ یہ خطوط بھی ثلث و رقاع کی طرح جلی و خفی ہیں۔
علی بن ہلال جو ابن بوّاب کے نام سے مشہور ہے، مذکورۂ بالا خطوط میں سے ہر خط کا کامل خوشنویس تھا۔ یاقوت نے فن خوشنویسی کو معراج کمال تک پہنچایا

اور چھ نامی وگرامی شاگرد یادگار چھوڑے۔ شاگردوں کے نام مندرج ذیل ہیں۔
۱۔ شیخ احمد المعروف بہ شیخ زادہ سہروردی ۲۔ ارغون کابلی،
۳۔ مولانا یوسف شاہ مشہدی، ۴۔ مولانا مبارک شاہ زرین قلم،
۵۔ حیدر گندہ نویس، ۶۔ میر یحییٰ صوفی۔

نصر اللہ صدر عراقی، ارغون عبداللہ، خواجہ عبداللہ صیرفی، مولانا عبداللہ آش پز، مولانا محی شیرازی، معین الدین تنوری، شمس الدین خطائی، عبد الرحیم جلولی، عبید الحی، مولانا جعفر تبریزی۔ مولانا شاہ مشہدی، مولانا معروف بغدادی، مولانا شمس الدین بایسغری، معین الدین فراہی، عبد الحق سبزواری، مولانا نعمت اللہ بواب، خواجگی مومن موحد غبار افشانی ورنگ آمیزی، سلطان ابراہیم فرزند میرانشاہ مرخ، مولانا محمد حکیم حافظ مولانا محمود سیاوش، مولانا جمال الدین، مولانا پیر محمد، میر فضل الحق قزوینی بھی بے بدل خوشنویس، اور خطوط شش گانہ کے کامل استاد تھے۔

خط کی ساتویں قسم تعلیق ہے جو رقاع و توقیع سے مستخرج ہے۔ خواجہ تاج سلمانی شش قلم نے اس خط میں کمال پیدا کیا۔ بعض افراد کی رائے ہے کہ یہی شخص خط تعلیق کا موجد ہے۔

متاخرین میں عبد الحی منشی سلطان ابو سعید مرزا نے اس خط میں بینظیر خوشنویسی کی۔

مولانا درویش و امیر منصور و مولانا ابراہیم استرآبادی و خواجہ اختیار منشی، جمال الدین محمد قزوینی، مولانا ادریس اور خواجہ محمد حسین بھی اس خط کے مشہور آفاق اُستاد ہیں۔

جہاں پنا۔ کے میر منشی اشرف خاں نے خط تعلیق کو معراج کمال تک پہنچایا۔

آٹھویں قسم خط کی نستعلیق ہے۔ اس خط میں تمام دور ہی دور ہے اور سطح قطعاً نہیں ہے۔

مشہور ہے کہ حضرت صاحبقران کے عہد حکومت میں خواجہ میر علی تبریزی نے یہ خط نسخ و تعلیق سے استخراج کیا، لیکن یہ روایت صحیح نہیں ہے۔

صاحبقراں سے پیشتر زمانے کے چند رسالے اس خط میں ملے اور دیکھے گئے ہیں۔

میر علی تبریزی کے دو شاگرد اس خط کے بےمثل اُستاد گزرے ہیں جو دوسروں پر سبقت لے گئے۔

یہ شاگرد مولانا جعفر تبریزی اور مولانا اظہر کے نام سے مشہور ہیں۔

اس خط کے خوشنویسوں میں مولانا محمد اوٰلہی اپنے زمانے کے بینظیر منشی اور یکتائے روزگار خطاط تھے۔ مولانا باری ہروی بھی معروف خوشنویس ہیں، لیکن سرآمد خوشنویساں مولانا سلطان علی مشہدی ہیں جنھوں نے اگرچہ مولانا اظہر سے براہ راست تعلیم نہیں حاصل کی لیکن اُن کے نوشتوں سے بیشمار فوائد و نکات اخذ کئے۔ مشہدی کے چھ شاگردوں نے نام پیدا کیا جن کے اسما مندرج ذیل ہیں۔

(۱) سلطان محمد خنداں (۲) سلطان محمد نور (۳) مولانا علاؤالدین ہروی (۴) مولانا زین الدین (۵) مولانا عبیدی نیشاپوری (۶) محمد قاسم شادی شاہ۔

ان اشخاص میں سے ہر ایک نے جدید طرز پر خوشنویسی کی۔

مولانا سلطان علی قانی و مولانا بحرانی بھی اس خط کے بینظیر اُستاد گزرے ہیں۔

ان حضرات کے بعد مولانا میر علی ہروی سر دفتر خوشنویساں ہوئے۔ یہ بزرگ اگرچہ بظاہر مولانا زین الدین کے شاگرد تھے لیکن مولانا سلطان علی کے نوشتوں سے تعلیم حاصل کر کے اُستاد زمانہ ہوئے۔

مولانا میر علی ہروی نے اپنی عالی دماغی و مناسبت طبع سے مولانا سلطان علی کی روش میں تغیرات پیدا کئے اور نمایاں و شائستہ تصرفات اپنی یادگار چھوڑے

کسی شخص نے میر علی ہروی سے سوال کیا کہ آپ کے اور مولانا کے خط میں کیا فرق ہے۔ ہروی نے جواب دیا کہ اگرچہ میں نے بھی اس خط میں کمال حاصل کیا ہے لیکن مولانا کے خط میں نمک ہی اور ہی ہے۔

محمود نیشاپوری، محمد اسحاق و شمس الدین کرمانی و مولانا جمشید معمائی و سلطان حسین خجندی و مولانا عیشی و غیاث الدین مذہب و مولانا عبدالصمد و مولانا مالک و مولانا عبدالکریم و مولانا عبدالرحیم خوارزمی و مولانا شیخ محمد و مولانا شاہ محمود زریں قلم و مولانا محمد حسین تبریزی و مولانا حسن علی مشہدی و میر معز کاشی و میرزا ابراہیم اصفہانی وغیرہ نے بھی اس خط کی مشق و خوشنویسی میں عمر صرف کی۔

جہاں پناہ کی قدر دانی سے انواع و اقسام کے خطوط کو کمال ترقی ہوئی اور نادر روزگار ہنر مند اُستادوں کی گرم بازاری ہوئی خاصکر خط نستعلیق کا عالم ہی دوسرا نظر آنے لگا۔

جس جادو رقم نے عہد معدلت اکبری میں ناموری حاصل کی وہ محمد حسین کشمیری ہے جو زریں رقم کے خطاب سے سرفراز فرمایا گیا۔ یہ شخص مولانا عبدالعزیز کا شاگرد ہے لیکن انصاف یہ ہے کہ اُستاد پر بھی سبقت لے گیا۔

اس کے نوشتوں میں مدات و دوائر بیحد مناسب و موزوں ہوتے ہیں۔ ماہرینِ فن محمد حسین کشمیری کو مُلّا میر علی کا ہم پلہ خیال کرتے ہیں۔

مولانا باقر پسر مُلّا میر علی مشہور و محمد امین مشہدی، میر حسین کلنکی، مولانا عبدالحی، مولانا دوری، مولانا عبدالرحیم، میر عبداللہ، نظامی قزوینی، علی حسین کشمیری، نوراللہ اور قاسم ارسلان ایسے نامور اُستاد اسی عہد برکت آثار وابد پیوند کے تربیت یافتہ ہیں۔

جہاں پناہ نے اپنے تبحّر علمی سے کتاب خانے کو چند حصوں میں تقسیم فرمایا ہے۔

ایک شاخ قصر شاہی کے اندر ہے اور ایک باہر اور ان ہر دو شاخوں کو مختلف شعبوں میں تقسیم فرمایا ہے۔ ہمیشہ تمام علوم و فنون کی کتب و رسائل قیمت و فنون کی اہمیت کے اعتبار سے مختلف مدارج میں شمار کی جاتی ہیں اور ہندی و فارسی و یونانی و کشمیری و عربی زبانوں کی کتابیں

نظم و نثر کے اختلاف کے لحاظ سے ترتیب وار پیشگاہ حضور میں لائی جاتی ہیں۔

علما و فاضلان آگاہ دل کتابوں کی نوعیت کے متعلق جہاں پناہ سے عرض کرتے ہیں اور بادشاہ علم پرور ہر کتاب کو اوّل سے آخر تک سنتے ہیں۔ ہر روز جس صفحے یا سطر تک کتاب پڑھی جاتی ہے حضرت خود اپنے قلم سے اُس مقام پر ہندسۂ شمار تحریر فرما دیتے ہیں اور پڑھنے والے کو عدد اوراق کے مطابق زر سرخ و سفید بطور انعام عطا ہوتا ہے۔

شاید ہی کوئی مشہور کتاب باقی رہ گئی ہو جو محفل شاہی میں پڑھی نہ گئی ہو، اور کوئی داستان قدیم کلمات حکمت و عجائبات علوم ایسے نہ ہوں گے جو اس پیشوائے عقلا کو یاد نہ ہوں۔ قبلۂ عالم کسی کتاب کو مکرر سننے سے کبیدہ خاطر نہیں ہوتے بلکہ بیحد شوق کے ساتھ کتابوں کو بہ کرات سماعت فرماتے ہیں۔ اخلاق ناصری، کیمیائے سعادت، قابوس نامہ، مکتوبات شرف منیری، گلستان، حدیقہ، مثنوی معنوی، جام جم، بوستاں، شاہنامہ، خمسۂ شیخ نظامی، کلیات خسرو و مولانا جامی، دیوان خاقانی و انوری و دیگر کتب تاریخ ہمیشہ محفل مبارک میں پڑھی جاتی ہیں۔

اہل زبان و زباں داں حضرات کا ایک گروہ ہمیشہ ہندی و یونانی و عربی و فارسی زبانوں کی کتابوں کا دوسری زبانوں میں ترجمہ کرتا ہے۔ چنانچہ اس کا مختصر حال ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں۔

زیچ جدید میرزائی میر فتح اللہ شیرازی کی جاں فشانی اور راقم الحروف کی امداد سے کشن جوگی گنگادھر مہانند نے فارسی سے ہندی میں ترجمہ کیا۔

کتاب مہابھارت کو جو ہندوستان کی قدیم تاریخ ہے نقیب خاں و مولانا عبدالقادر بدایونی و شیخ سلطان تھانیسری نے ہندی سے فارسی میں ترجمہ کیا۔

انھی حضرات نے کتاب رامائن کا جو ہندی کی ایک قدیم تالیف اور راجہ رامچندر کے حالات و نیز بیشمار فوائد حکمت پر مشتمل ہے، فارسی زبان میں ترجمہ کیا۔

کتاب اتھربن جس کو اہل ہند کتب آسمانی میں سے ایک صحیفہ خیال کرتے ہیں۔ حاجی ابراہیم سمرقندی نے فارسی زبان کے قالب میں ڈھالا۔

لیلاوتی جو فنِ حساب میں حکمائے ہندوستان کی بہترین تصنیف ہے، برادرِ مکرم شیخ ابوالفیض فیضی کی کوشش سے فارسی زبان کا جامہ پہن کر نمودار ہوئی۔

تاجک جو علم نجوم کی بہترین و معتبر کتاب ہے، حضرت کے حکم سے مکمّل خان گجراتی نے فارسی زبان میں ترجمہ کیا

واقعات حضرت گیتی ستانی جو فرمانروائی کے لئے بہترین دستور العمل ہیں، میرزا خان خانخاناں نے تُرکی زبان سے فارسی میں ترجمہ کیا۔

تاریخ کشمیر جو اُس مُلک کے چار ہزار سال کے واقعات پر مشتمل ہے، مولانا شاہ محمد شاہ آبادی کے حُسن کوشش سے فارسی زبان میں ترجمہ کی گئی۔

معجم البلدان کی جو احوال بلاد و امصار میں عجیب و غریب و نیز ضخیم کتاب ہے، ملّا احمد اللہ و قاسم بیگ و شیخ منوّر وغیرہ نے عربی سے زبان فارسی میں ترجمہ کیا۔

ہربنس جو سری کشن کے حالات کا ایک معتبر نسخہ ہے، مولانا شیری کی کوشش سے فارسی زبان میں نمودار ہوا۔

کتاب کلیلہ دمنہ کو جو فنِ حکمت عملی کا نادر روزگار کارنامہ ہے اور جس کا ترجمہ اس سے پیشتر مولانا نصر اللہ مستوفی و ملّا حسین واعظ کر چکے تھے، لیکن استعارات کی کثرت اور غریب الفاظ کی بہتات سے عام فہم نہ تھے، راقم الحروف نے فارسی کا جامہ پہنایا اور یہ جدید ترجمہ عیار دانش کے نام سے موسوم ہوا۔

قصّۂ عشق نل و دمن کو جو ہندی زبان میں ایک جگر گداز افسانہ ہے، شیخ فیضی فیاضی نے مثنوی لیلیٰ مجنوں کی بحر میں فارسی کا جامہ پہنایا جو نل دمن کے نام سے مشہور ہوا۔

جہاں پناہ کو سررشتۂ نقل و ترجمہ کی کارگزاری و نیز واقعات تاریخی سے

آگاہی ہوئی اور حضرت نے ارباب خدمت کو جو تاریخ سے ذوق رکھتے ہیں، حکم دیا کہ ہزار سال آخر کے احوال عالم یکجا فراہم کریں۔

بیشتر نصیب خاں وغیرہ نے کام کا آغاز کیا۔ اس کے بعد مولانا احمد تتوی نے ایک معتدبہ حصّہ اس کتاب کا فراہم وتحریر کیا اور جعفر بیگ آصف خاں نے کتاب کو ختم کیا۔

آخر میں راقم الحروف نے کتاب کا مقدمہ لکھ کر تالیف کو مکمل کیا اور کتاب تاریخ الفی کے نام سے مشہور ہوئی۔

شبیہ کشی جس کو عرف عام میں تصویر کہتے ہیں تفریح وجانفشانی کا خوبترین نتیجہ ہے۔

جہاں پناہ کو اس فن لطیف سے ابتدائے عمر سے ذوق وشوق ہے اور ہمیشہ اس امر پر توجہ فرماتے ہیں کہ اس فن کو روز افزوں ترقی ہو۔

قبلۂ عالم کی قدر دانی وپرورش سے اس دلکش جادو نگاری کو انتہائی ترقی نصیب ہوئی اور ایک گروہ کثیر اس فن کا یکتائے روزگار استاد بن گیا۔

معمول ہے کہ داروغہ وتبکچی ہر ہفتے ہر شخص کا کام ملاحظۂ عالی میں پیش کرتے ہیں اور ہر مصوّر اُس کے کام وکمال کے مطابق انعام واضافۂ تنخواہ سے سرفراز فرمایا جاتا ہے۔

قبلۂ عالم کے دست شفقت نے اہل عالم کی چشم بینش کو آگاہی کے سرمے سے روشن فرمایا اور تصاویر کی قدر وطلب کی گرم بازاری ہوئی۔ رنگ آمیزی کا فن معراج کمال کو پہنچا اور صنائی ولطافت کو روز افزوں ترقی نصیب ہوئی۔

جادو نگار ہنرمند پیدا ہوئے جن کے کمال نے بہزاد کی نادرہ کاری اور اہل فرنگ کی سحر پردازی کے جو تمام عالم میں مشہور ومعروف ہے انبار کے انبار لگا دئے۔

کام کی نزاکت اور نقش ونگار کی صفائی اور ہاتھ کی قوّت کشید نے وہ مرتبہ حاصل کیا کہ ان کامل فن اُستادوں کی تصویر کشی نے جمادی اجسام کو مرتبۂ حیوانیت عطا کر دیا اور بے جان اشیا تصویر کے ذریعے سے

جیتی جاگتی صورتیں نظر آنے لگیں۔

سو سے زائد اس فن کے اُستاد پیدا ہو گئے، جو گروہ کہ پایۂ کمال کے قریب ہے یا وہ طبقہ جس نے ابھی نصف راہ طے کی ہے، اندازۂ حساب سے باہر ہیں۔

اہل ہند کا کیا ذکر کروں کہ کیسی حقیقت طرازی کی ان باکمال اُستادوں نے ایسی تصویریں تیار کیں جن کا مثل خواب وخیال میں بھی دکھائی نہ دیتا تھا۔

سچ تو یہ ہے کہ تمام عالم میں اس جادو نگاری کا نشان کمتر مل سکے گا۔

باکمال اُستادوں میں ایک شخص میر سید علی تبریزی ہے۔

اس مصور نے اپنے باپ سے اس فن کی ابتدائی تعلیم حاصل کی اور قبلۂ عالم کے سایۂ عاطفت میں کمال کو پہنچ کر نامور ہوا اور ستارۂ اقبال نے عروج پر آکر مصور مذکور کو کامیاب و بامراد بنایا۔

اس فن کا دوسرا جادو نگار اُستاد خواجہ عبد الصمد شیریں قلم ہے۔

اس نامور شخص نے اگرچہ اس فن کو ابتدائے ملازمت سے پیشتر ہی سیکھ لیا تھا لیکن ملازمت کے بعد قبلۂ عالم کی تعلیم وحضرت کی نکتہ آموزی کی برکت سے پایۂ تکمیل کو پہنچا۔

شیریں قلم نے بیشتر شاگردوں کو اُستاد زمانہ بنا دیا

(۱) دسونت۔ یہ شخص قوم کا کہار ہے۔ اس کارخانے میں ملازم تھا اور ہمیشہ در و دیوار پر نقش و تصویر بنایا کرتا تھا، ایک روز جہاں پناہ کی نگاہ پڑی اور حضرت نے اپنی دوربینی سے اُس کے ابتدائی نقوش سے جوہر طبیعت کا اندازہ کر کے اُسے خواجہ عبد الصمد کے سپرد کیا۔

شیریں قلم کی تعلیم سے دسونت قلیل مدت میں یکتائے زمانہ ہو کر باکمال مصور ہو گیا۔

(۲) بساون۔ طرح افگنی وچہرہ کشی ورنگ آمیزی ومانند نگاری ونیز اس فن کی دیگر صنعتوں میں یگانۂ زمانہ ہوا۔ بعض ماہرین فن اس کو دسونت پر ترجیح دیتے ہیں۔

ان کے علاوہ کیسو ولعل ومکند ومشکین وفرخ قلماق و مادھو وجگن ومہیش

وکھیجکرن وتار، وسانولا وہربنس ورآم جو اس فن کے طلبا تھے، بادشاہ رعیّت نواز وہنرمند وباکمال اُستادوں کی شفقت سے اپنے فن میں نامور ومشہور ہوئے۔

حیرت انگیز امر یہ ہے کہ مجاز وصورت گری کی گرم بازاری نے، جو دراصل اس سے پیشتر خواب غفلت کا دل خوش کن نظارہ ہے، حقیقت وآگاہی کے جسم میں جان ڈال دی اور ناشناسائی کے مریض دوائے درد پاکر صحت یاب ہوئے۔ تقلید پرست وتصویر دشمن افراد کی چشم بصیرت وا ہوئی اور ہر فرد بشر کو مجاز میں حقیقت کا جلوہ نظر آنے لگا۔

ایک روز قبلۂ عالم نے خلوت کدے میں جہاں صرف مریدانِ سعادتمند کا مجمع تھا، فرمایا کہ ایک گروہ فنِ تصویر کشی کا دشمن ہے اور اس پیشے کے معائب بیان کرتا ہے لیکن اُن کے اقوال ودلائل کو دل قبول نہیں کرتا بلکہ قرینِ قیاس وعقل یہ ہے کہ مُصوّر اکثر طبقاتِ انسانی سے زیادہ خداشناس ہوسکتا ہے، اس لئے کہ یہ شخص جانور کی تصویر اُتارنے میں اُس کے ہر عضو کی شبیہ کھینچتا ہے اور تصویر کو تمام کرکے جب یہ دیکھتا ہے کہ باوجود اس ظاہری سحر نگاری کے وہ اس میں روح پھونکنے سے عاجز ہے تو اُسں کو خالقِ مطلق کی قدرتِ کاملہ کا اندازہ ہوتا ہے اور صانعِ باکمال کے آگے سربسجدہ ہوجاتا ہے۔

جس طرح کہ فنِ تصویر کشی معراجِ کمال کو پہنچا اسی طرح فنِ مذکور نے عجیب وغریب نمونے وکارنامے بھی اپنی یادگار چھوڑے، جنھوں نے اہلِ عالم کو حیرت میں مبتلا کردیا۔

فارسی نظم ونثر کی کتابیں تصویر ونقوش سے آراستہ کی گئیں اور اُن کے دلچسپ بیانات کو واقعات کے اوراق وفصول میں سحر نگاری سے کام لیا گیا۔

داستانِ امیر حمزہؓ بارہ جلدوں میں تقسیم کی گئی اور اس کتاب میں ایک ہزار چار سو حیرت انگیز تصویریں بنائی گئیں جن سے ناظرین استعجاب میں مبتلا ہوگئے۔

چنگیز نامہ، ظفر نامہ، اکبر نامہ، رزم نامہ و رامائن و نل و دمن و کلیلہ و دمنہ و عیار دانش وغیرہ کتابیں بہترین نقوش و تصاویر سے آراستہ و مزین کی گئیں۔

قاعدہ یہ تھا کہ قبلۂ عالم خود جائے تصویر پر نشان بنا دیتے تھے اور ہنرمند اُستاد اس مقام پر سحر کاری کرتے تھے۔

حضرت کے حکم سے ملازمین بارگاہ کی تصویریں بھی کھینچی گئیں اور ان مختلف تصاویر کے مجموعے سے ایک بہت بڑی کتاب تیار ہوئی۔ اس کتاب نے مُردوں کو حیات تازہ اور زندوں کو زندگیِ جاوید عطا کی جس طرح کہ عہد معدلت میں مُصوّروں کی قدر و قیمت میں صد چند اضافہ ہوا اسی طرح نقّاش و مُذہّب و جدول آرا و جلد بند وغیرہ کی بھی گرم بازاری ہوئی اور ہر چہار گروہ عطیّات و انعام و ماہانہ سے سرفراز و شادکام ہوا۔

بیشمار منصبدار و احدی و سوار اس سررشتے کی خدمت پر مامور ہو کر ممتاز و معزّز ہوئے۔

پیادوں کی تنخواہ ایک ہزار دو سو دام سے زیادہ اور چھ سو دام سے کم نہیں ہے۔

آئین (۳۶)

قورخانہ یعنی سلاح خانہ

قورخانے سے خانہ آبادی کا مرتبہ بلند ہوتا ہے اور لشکر آرائی کے تمام فرائض بخوبی انجام پاتے ہیں۔ اسی سررشتے کی وجہ سے دُنیا فتنہ و فساد کے غبار سے پاک و صاف ہو کر آباد و معمور رہتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ بادشاہ مرتبہ شناس کو اس سر رشتے پر بیحد توجہ ہے۔ اور اس محکمے کی آرائش اور اُس کی زیب و زینت میں نہایت غائر و انجام بیں نگاہ سے کام لیتے ہیں۔

قبلۂ عالم کی جدّت طراز طبیعت نے نئے نئے اسلحے ایجاد فرمائے اور تنہا زرمی و اسلحہ سازی کے کاروبار میں رونق پیدا ہوئی۔

اسلحہ کی مضبوطی کا یہ عالم ہے کہ قبلۂ عالم کے حضور میں ایک جوشن پر گولی ماری گئی، بندوق کی قوّت کے باوجود بھی گولی کی ضرب سے جوشن ذرّہ برابر بھی نہ دبا اور نہ پچکا۔

اس قدر ہتھیار کارخانۂ شاہی میں ہر وقت تیار رہتے ہیں کہ آسانی کے ساتھ تمام پیادوں اور سواروں کو کافی ہو جاتے ہیں۔ جہاں پناہ کی دوربینی نے تجارت پیشہ افراد کی آسانی کے لئے ہر ہتھیار کی قیمت

قرار دی گئی اور ان قیمتوں پر کامل نگہداشت فرمائی۔

قبلۂ عالم نے خاصے کے ہتھیاروں کے نام و مراتب مقرر فرمائے ہیں۔

تلواروں میں تیس شمشیریں خاصے کی مخصوص کر دی گئی ہیں ہر روز ایک شمشیر حرم سرائے اقبال میں جاتی ہے اور اس سے پیشتر کی تلوار باہر واپس کر دی جاتی ہے۔

بیرون حرم سرا کے ملازمین واپس کردہ شمشیر کو نوبت بہ نوبت جمع کرتے جاتے ہیں

ان کے علاوہ چالیس دوسری تلواریں محفوظ رکھی جاتی ہیں جن کو کوتل کہتے ہیں جب خاصے کی تلواروں میں عطیات و دیگر وجوہات سے کمی ہو جاتی ہے اور صرف بارہ تلواریں رہ جاتی ہیں تو کوتل سے خاصے کی خانہ پری کر دی جاتی ہے۔ بارہ یک ہندی تلواریں ہفتے کے لئے مخصوص ہیں۔ ایک ہفتے کے بعد ہر تلوار کی نوبت آتی ہے۔

چالیس جمدھر اور چالیس کھپوے بھی خاصے کے لئے مخصوص ہیں۔ اور ایک ایک ہفتے کے بعد بدلے جاتے ہیں۔ ان میں سے بھی ہر ایک تیس تیس کی عدد میں کوتل قرار دئے گئے ہیں تلوار کی طرح ان کا بھی عملدرآمد ہوتا ہے۔ آٹھ چاقو اور بیس نیزے اور بیس برچھے بھی خاصے کے لئے مخصوص ہیں جو ہر ماہ بدلے جاتے ہیں۔ چھیاسی مشہدی وسدائی و دیگر اقسام کی چوبیس کمانیں ماہانہ انتظام کے لئے مخصوص ہیں۔ ہر ماہ دو کمانوں سے کام لیا جاتا ہے اور کارگزاری کے بعد واپس کی جاتی ہیں۔ ہر ماہ دو تلواروں کے حساب سے ہر سال چوبیس شمشیریں بازگشت ہوتی ہیں۔

ہفتے کے لئے تیس کمانیں جداگانہ خاص کر دی گئی ہیں۔ ہر ہفتے ایک کمان واپس کی جاتی ہے۔

بتیس کمانیں شمسی ماہ کے لئے مخصوص ہیں۔

اسی طرح ہر ہتھیار کے مراتب و مدارج مقرر کئے گئے ہیں۔

سواری کے وقت اور دربار عام میں امیرزادے، منصبدار اور احدیاں (قور) ہتھیاروں کو ہاتھ میں لیتے اور کاندھوں پر رکھتے ہیں۔

چار چار ترکش و کمان و شمشیر و سپر چار چار سپاہی اُٹھاتے ہیں۔

ان کے علاوہ نیزے، برچھے، تبر، زاغنول (تبر دستہ دار) پیازی (گرز کی ایک قسم) گپتیں (گپتی) کمان گروہہ (کمان غلولہ اندازی، غلیل) اور کتک (چوب دست، لاٹھی) نہایت ترتیب و ضابطہ کے ساتھ ہاتھ میں لیئے اور کاندھوں پر اُٹھائے جاتے ہیں۔

اونٹوں اور گھوڑوں کی بیشمار قطاریں ہر قسم و نوع کے ہتھیار سے لدی ہوئی تیار و مستعد رہتی ہیں اور اسی طرح لاتعداد چندیں و بختی (اونٹوں کی قسم ہے) وغیرہ سفر میں ہتھیاروں کی باربرداری کے لیئے مہیا و موجود رہتے ہیں۔ بارگاہ شاہی میں امراودرباری اصحاب قور کے مقابل مودّب استادہ رہتے ہیں اور سواری کے وقت عقب میں چلتے ہیں۔

ان کے علاوہ خاصے کے آراستہ ہاتھی و اونٹ و بہل و نقارے وعلم و کوکبے و دیگر سامان شکوہ و عظمت قور کے ہمراہ رہتے ہیں۔

جفاکش و چالاک یساول اہتمام و انتظام کرتے ہیں اور میر بخشی اُن کو مدد دیتے ہیں۔

شکار گاہ میں تیز رفتار پیادے ہمراہ رہتے ہیں اور اکثر پیادے سامان و اسباب بھی اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔

اختصار کو مدّ نظر رکھ کر اس سررشتے کے اسلحے کا مجمل حال جدول میں درج کیا جاتا ہے۔ چند ہتھیاروں کی کیفیت تصویر کشی کر کے واضح کردی گئی۔

جدول آئین قورخانہ

نام	قیمت	ملحقہ تطبیق باقیمت حال
شمشیر	نصف روپے سے پندرہ مہر تک	۸/ تا مامہ
کھانڈہ	ایک روپے سے دس روپے تک	عصہ تا عـہ
گپتی عصا	دو روپے سے بیس روپے تک	لعہ تا عمہ
جمدھر	چار آنے سے ڈھائی مہر تک	۴/ تا ععہ
خنجر	نصف روپے سے پانچ روپے تک	۸/ تا صہ ۸/
کھپوہ	نصف روپے سے ڈیڑھ مہر تک	۸/ تا یعہ
جم کھاک	نصف روپے سے ڈیڑھ روپے تک	۸/ تا عصہ ۸/
بانک	نصف روپے سے ایک مہر تک	۸/ تا لعہ
جبھوہ	نصف روپے سے ایک مہر تک	۸/ تا لعہ
کٹارہ	نصف روپے سے ایک مہر تک	۸/ تا لعہ
نرسنگ موٹھ	نصف روپے سے دو مہر تک	۸/ تا معہ
کمان	چار آنے سے تین مہر تک	۴/ تا معہ
تخش کمان	ایک روپے سے چار روپے تک	عصہ تا للعہ
ناوک	نصف روپے سے چار روپے تک	۸/ تا للعہ
تیر	فی دستہ ساڑھے تین روپے سے تیس روپے تک	۸/ے تا سہ
ترکش	چار آنے سے دو مہر تک	۴/ تا معہ
ڈکوئی	چار آنے سے پانچ روپے تک	۴/ تا صہ
تیر پردار	ایک دام سے ڈھائی دام تک	۵ پائی تا ۱/
نیزہ	ایک روپیہ بارہ آنے سے چھ مہر تک	عصہ ۱۲/ تا للعہ
پیکان کش	چار آنے سے تین روپے تک	۴/ تا سے
برچھہ	تین روپے چار آنے سے دو مہر تک	۴/ے تا معہ

نام	قیمت	ملحقہ تطبیق باقیمت حال
سانگ	چار آنے سے ڈیڑھ روپے تک	۴ر تا عہ ۸ر
سینٹھی	چار آنے سے ایک روپے تک	۴ر تا عہ
سیلڑہ	دس دام سے بارہ آنے تک	۴ر تا ۱۲ر
گُرز	چار آنے سے پانچ روپے تک	۴ر تا صہ ر
شش پر	نصف روپے سے تین مُہر تک	۸ر تا [illegible]
گُپتین	ایک روپے سے تین روپے تک	عہ تا سے
تبرہ	چار آنے سے دو مُہر تک	۴ر تا [illegible]
پیازی	نصف روپے سے پانچ روپے تک	۸ر تا صہ ر
زاغنول	نصف روپے سے ایک مُہر تک	۸ر تا لحہ
چکر بسولہ	ایک روپے سے چھ روپے تک	عہ تا لے
تبرزاغنول	ایک روپے سے چار روپے تک	عہ تا للعہ
ترنگالہ	چار آنے سے دو روپے تک	۴ر تا عللہ
کارد	دو دام سے دو مُہر تک	۱۰ پائی ک تا [illegible]
گپتی کارد	تین روپے سے ڈیڑھ مُہر تک	سے تا [illegible] ۸ر
قمچی کارد	....	....
چاقو	دو دام سے چار آنے تک	۱۰ پائی ک تا ۴ر
کروہ کمان	دو دام سے ایک روپے تک	۱۰ پائی ک تا عہ
کمنٹھہ	پانچ دام سے تین روپے تک	۲ر تا سے
تفنگ دھان	دس دام سے دو روپے تک	۴ر تا عللہ
پشت خار	دو دام سے نصف روپے تک	۱۰ پائی ک تا ۸ر
شصت آویز	دو دام سے ایک روپے تک	۱۰ پائی ک تا عہ
گرہ کشا	ایک دام سے چار آنے تک	۵ پائی ک تا ۴ر
خارماہی	ایک روپے سے پانچ روپے تک	عہ تا صہ ر

نام	قیمت	ملحقہ تطبیق باقیمت حال
گُوپَھن	ڈیڑھ دام سے چار آنے تک	۲ پائی ب تا ۴ر
گَجْباگ	ایک روپے سے پانچ روپے تک	عصر تا صر
سِپَر	ایک روپے سے پچاس روپے تک	عصر تا صہ
ڈھال	نصف روپے سے چار مُہر تک	عصر تا یہ
گَھیرَہ	ایک روپے سے چار مُہر تک	عصر تا یہ
پَھرِی	ایک روپے سے ایک مُہر تک	عصر تا لعہ
اُڈانہ	آٹھ آنے سے پانچ روپے تک	۸ر تا صر
دُبُلغہ	نصف روپے سے ساڑھے تین مُہر تک	۸ر تا لہہ
گوُرکھی	ایک روپے سے چار روپے تک	عصر تا للعہ ۸ر
زرہ کلاہ	ایک روپے سے پانچ روپے تک	عصر تا صہ
گھوگھوَہ	ایک روپے سے دو مُہر تک	عصر تا ہعہ
جَنیبہ	بیس روپے سے دو سو ستّر تک	عسہ تا ۵۲ ہعہ
زرہ	نو روپے بارہ آنے سے سو مُہر تک	لعہ ۱۲ر تا ہعہ
بگتر	چار روپے سے بارہ مُہر تک	للعہ تا اسہ
جوشن	چار روپے سے نو مُہر تک	للعہ تا لہ لہ
چہار آئینہ	دو روپے سے سات مُہر تک	عہ تا ہسہ
گوُبُھی	پانچ روپے سے آٹھ مُہر تک	صہ تا عہعہ
صادقی	تین روپے سے آٹھ مُہر تک	سہ تا عہعہ
اَنگرکھَہ	ڈیڑھ روپے سے پانچ مُہر تک	عصر ۸ر تا صعہ
بَھنجوُ	تین روپے سے دو مُہر تک	سہ تا ہعہ
چہرہ زرہ آہنی	تین روپے سے دو مُہر تک	سہ تا ہعہ
سلح قبا	ڈیڑھ روپے سے ایک مُہر تک	عصر ۸ر تا لہ
دستوانہ	ڈیڑھ روپے سے دو مُہر تک	عصر ۸ر تا ہعہ

نام	قیمت	ملحقہ تطبیق باقیمت حال
ژاگ	ایک روپے سے دس مُہر تک	عصم تا لعہ
کَنذہ سُوبَھا	ایک روپے سے دس روپے تک	عصم تا عہ
موزۂ آہنی	آٹھ آنے سے دس روپے تک	۸ر تا عہ
کچم	پچاس روپے سے نوسو روپے تک	صہ تا ممکہ
ارتک کچم	چار روپے سے سات مُہر تک	للعہ تا ہمہ
قشقہ	ایک روپے سے ڈھائی مُہر تک	عصم تا ععصہ
گردنی	ایک روپے سے ایک مُہر تک	عصم تا لعہ ۸ر
چہل قد	پانچ روپے سے پچیس روپے تک	صم تا صعصہ
بندوق	نصف روپے سے ایک مہر تک	۸ر تا لعہ
بان	ڈھائی روپے سے چار روپے تک	عصلہ ۸ر تا للعہ

آئین (۳۷)

توپ

یہ دیو ہیکر آلہ ضرب جہانبانی کے قصر کا حیرت انگیز قفل اور کشور کشائی کے دروازے کی دل کشا کنجی ہے۔ فرمانروائی کا یہ فتح انگیز ہتھیار جس قدر کثرت سے عہد معدلت میں پایا جاتا ہے شاید ملک روم میں بھی دستیاب نہ ہو سکے۔

بعض توپیں اس قدر بڑی ہیں کہ ہر توپ بارہ من کا گولا سر کر سکتی ہے جس کو کئی ہاتھی اور ہزاروں گائے بیل اُسے کھینچتے ہیں۔ بادشاہ کشور کشا اس سر رشتے کے انتظام کو اہم مقصد خیال فرماتے ہیں اور توپ سازی پر خاص توجّہ سے جہاں پناہ نے اس محکمے میں جفاکش داروغہ اور دوراندیش منشی مقرّر فرماکر سر رشتے کا معقول انتظام فرمایا ہے۔

قبلۂ عالم نے طرح طرح کی نئی توپیں ایجاد فرمائیں جس نے تمام عالم کو حیرت و استعجاب میں مبتلا کر دیا۔

بادشاہ کار آگاہ نے ایک توپ ایسی ایجاد کی کہ سفر میں اُس کے اجزا علیٰحدہ کر لئے جاتے ہیں اور آسانی کے ساتھ ایک مقام سے دوسرے مقام پر لے جائے جاتے ہیں اور سر کرتے وقت تمام حصّے اس خوبی کے ساتھ جوڑ دیے جاتے ہیں کہ گولہ اندازی میں مطلق فرق نہیں آتا۔

جہاں پناہ نے سترہ توپوں کو باہم ایسا مرتبط کردیا ہے کہ ایک ہی فتیلے سے تمام توپیں سر ہوجاتی ہیں۔ ایک توپ ایسی ایجاد فرمائی جس کو ایک ہاتھی آسانی کے ساتھ کھینچ سکے اور اس توپ کو گج نال کے نام سے موسوم کیا۔

دوسری توپ ایسی تیّار کی گئی کہ ایک شخص اُس کو آسانی سے اُٹھا کر بے تکلّف چل سکتا ہے۔ یہ توپ نرنال کے نام سے موسوم ہوئی۔

قبلۂ عالم نے توپیں تمام ممالک محروسہ میں تقسیم فرمائیں اور ہر صوبے میں ضروریات کے لحاظ سے اُن کا ذخیرہ فراہم کیا گیا۔ ان کے علاوہ برّی و بحری جنگ آزمائی کی توپیں جو سفر میں فتحمند فوج کے ساتھ رہتی ہیں جدا اور مخصوص کردی گئیں۔ ان میں سے ہر ایک کی تعداد بیشمار ہے۔

ہنرمند اُستاد نئی نئی توپیں تیّار کرتے رہتے ہیں، خاصکر گج نال و نرنال کی ساخت ہر وقت اور بکثرت جاری ہے۔

امرا و احدی اس اہم سررشتے میں ماہانہ تنخواہ پر مقرر ہیں۔

پیادے کی تنخواہ چارسو دام سے زائد اور سو دام سے کم نہیں ہے۔

آئین (۳۸)

بندوق

قبلۂ عالم کو اس ہتھیار سے بیحد شوق ہے۔ جہاں پناہ بندوق کے تیار کرنے اور اُس سے نشانہ لگانے میں یکتائے روزگار ہیں۔

جہاں پناہ نے ایسی بندوقیں تیار کرائی ہیں جن کو بارود سے لبالب بھر کر بھی چلاتے ہیں تو بھی نہیں پھٹتیں۔

پیشتر بندوق کو ایک ربع سے زائد نہیں بھر سکتے تھے اور نیز یہ کہ ہتوڑے اور نہائی سے لوہے کے پتروں کو چوڑا کر کے پتروں کے سروں کو باہم جوڑ دیتے تھے۔

بعض بندوقوں کے سرے باہم ملائے نہیں جاتے بلکہ ایک جانب سرا آگے بڑھا رہتا تھا۔ اس میں نقصان کا اندیشہ تھا۔ خاصکر پہلی صورت میں زیادہ گزند پہنچ جاتا تھا۔

قبلۂ عالم نے اس کی ساخت کا بہترین طریقہ اختیار فرمایا۔ لوہے کی کوفتہ چادر کو تہ بہ تہ کر کے اس کو پیچکش سے اس طریقے پر موڑا کہ ہر پیچ میں چادر بڑھتی گئی۔ ان تینوں کو باہم بالکل نہیں ملایا بلکہ تہیں ایک کے اوپر دوسری رکھی گئیں جن کو آگ سے گرم کرتے گئے۔ لوہے کے پتروں کو آگ میں

گرم کر کے ان میں ایک کیل اس طرح ٹھونکی کہ سوراخ ہو گیا۔ تین یا چار ایسی تہیں بڑی بندوق کی ساخت کے لئے درکار ہوتی ہیں۔ چھوٹی بندوقوں میں اس طرح کی دو تہیں کافی سمجھی جاتی ہیں۔

بڑی بندوق دو گز کی اور چھوٹی سوا گز کی بنائی گئیں جس کو دمانک کے نام سے موسوم کیا گیا۔

اس کا دستہ بھی مختلف قسم کا تیار کیا جاتا ہے۔

جہاں پناہ کی ہنر نوازی سے ایسی بندوقیں بھی تیار کی گئیں جو بغیر فتیلے کے صرف ماشے کو جنبش دینے سے آگ پکڑ لیتی ہیں اور چل جاتی ہیں۔

بیشتر گولیاں ایسی بنائی گئیں جو تلوار کا کام انجام دیتی ہیں۔

بادشاہ کی قدر نوازی و خرد آموزی نے بیشمار ہنرمند اُستاد پیدا کر دئے جن میں اُستاد کبیر اور حسین آہنگر خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

قاعدہ ہے کہ لوہا آگ میں پختہ کرنے سے تقریباً نصف کم ہو جاتا ہے۔

بندوق کی نلی کی درازی مکمّل ہونے کے بعد قبل اس کے کہ چادر کی تہیں کی جائیں (یعنی ترچھا زیریں حصہ مکمّل ہو) بندوق کے مدارج اُن پر نقش کر کے نمبر شمار کا ہندسہ بھی بنا دیتے ہیں۔ اس حالت پر پہنچ کر بندوق ڈول کہلاتی ہے۔

ان مراحل کے طے ہونے کے بعد بندوق نامکمّل حالت میں جہاں پناہ کے ملاحظے میں پیش کی جاتی ہے اور ترتیب وار قصر شاہی کے ملازمین کے حوالے کر دی جاتی ہے، اور پھر اسی ترتیب سے بندوقیں طرفان کے لئے بھی باہر لائی جاتی ہیں، اس وقت گولی کا وزن مقرّر ہوتا ہے اور ترچھا زیریں حصّہ تیّار کرنے کا حکم دیا جاتا ہے۔

بڑی بندوقوں کی گولیاں وزن میں پچیس ٹانک سے زائد نہیں ہوتیں، اور چھوٹی بندوق کی گولیاں پندرہ ٹانک تک بنائی جاتی ہیں۔

اوّل قسم کی بندوقوں کو سوا قبلۂ عالم کے اور کوئی فرد سر کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔

یرغو کی انجام پذیری کے بعد (یعنی نلی کی صفائی و مصقلے کاری کے بعد بندوق بار دوم قصر شاہی میں واپس کر دی جاتی ہے۔

بندوقیں ترتیب کے ساتھ محل شاہی میں رکھی اور اسی طریقے پر باہر نکالی جاتی ہیں۔

اس کے بعد حکم شاہی کے مطابق بندوقوں میں ترچھا زیریں حصّہ نصب کر کے ایک کہنہ دستہ اُس میں لگایا جاتا ہے۔ نلی کا ایک تہائی چھرّے اور گولیوں سے بھر کر بندوق چھڑائی جاتی ہے۔ اگر بندوق سے گولی چھن کر نہ گری تو ہتھیار مکمّل و بہترین سمجھا جاتا ہے۔

ان مراحل کے بعد بندوق بار دگر حضور میں پیش ہوتی ہے اور قبلۂ عالم نلی کے دہانے کی تکمیل کا حکم صادر فرماتے ہیں۔

ہتھیار میں اسی طریقے پر دستہ لگا کر امتحان کرتے ہیں۔ اگر گولی کی رفتار میں کمی ہوتی ہے تو بندوق کے اندر ایک لکڑی ڈال کر نلی کو سیدھا کرتے ہیں اور جہاں پناہ کے حضور میں بندوق سوہان گر کے سپرد کی جاتی ہے۔ سوہان گر بندوق کے بیرونی حصّے کو حضرت کی فرمائش کے مطابق تراشتا اور تیّار کرتا ہے۔

اس کے بعد بندوق پھر قبلۂ عالم کے حضور میں پیش ہوتی ہے اور بندوق کی لکڑی اور دستے کی نوعیت کا قرار داد ہوتا ہے۔ اس موقع پر چند امور نقش کیے جاتے ہیں۔

پختہ اور خام وزن جو پیشتر لکھا گیا تھا اور اب زنگ آلود ہو گیا ہے۔ جائے پیدائش آہن، نام آہنگر، جائے ساخت، سال و ماہ و ہندسہ۔

بعض اوقات بغیر لحاظ کسی خاص حکم کے ایک نامکمّل بندوق کی حسب الحکم تکمیل کی جاتی ہے، یعنی زیریں حصّہ نصب کر کے ملاحظے میں پیش کرتے ہیں، اور جہاں پناہ مآشے کی راستی و گز و پُرگز کے درست کرنے کا حکم صادر فرماتے ہیں۔ اگر تمام امور حسب الحکم انجام پا گئے ہیں تو بار دگر امتحان لینے کا حکم ہوتا ہے۔ اگر بندوق امتحان میں پوری اُتری تو اُس کو بار سوم

حرم سرائے شاہی میں روانہ کر دیتے ہیں اور اس موقع پر بندوق کو سادہ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

اس بندوق کے ہمراہ پانچ گولیاں حرم سرا کے اندر روانہ کردی جاتی ہیں۔ قبلۂ عالم چار گولیاں خود داغتے ہیں اور پانچویں گولی کے ساتھ بندوق کو واپس فرماتے ہیں۔ اُس وقت نلی اور دستے کے رنگ کا تعین کیا جاتا ہے اور تو الوانوں میں دستے کے لئے ایک خاص رنگ مخصوص کر دیا جاتا ہے۔ سونے اور لاجورد کی زیادتی وکمی کی وجہ سے دستوں میں اختلاف وفرق پیدا ہو جاتا ہے۔ نلی پر صرف ایک ہی رنگ چڑھایا جاتا ہے اور اب بار چہارم بندوق رنگین کے نام سے حرم سرا میں داخل کی جاتی ہے۔ قبلۂ عالم اس مرتبہ بھی بندوق کو چار مرتبہ چھڑاتے ہیں اور پانچویں گولی کے ساتھ اُس کو واپس کر دیتے ہیں۔

جب دس رنگین بندوقیں تیار ہو جاتی ہیں تو حکم ہوتا ہے کہ نلیوں کے دونوں سرے طلائی کر دئے جائیں۔ حکم شاہی کی تعمیل کے بعد ہتھیار قاعدے کے مطابق حرم سرائے شاہی میں روانہ کر دیا جاتا ہے۔ دس بندوقوں کی تکمیل کے بعد ہتھیار چیلوں کے سپرد کئے جاتے ہیں۔

آئین (۳۹)

یرغو ساختن

(بندوقوں کو صاف کرنے کا آئین)

قدیم دستور تھا کہ جفاکش مزدور بیشمار آلات کے ذریعے سے بہزار محنت و دقّت بندوق کو کچھ صاف کر لیتے تھے۔ جہاں پناہ نے ایک چرخ ایسا ایجاد فرمایا کہ ایک بیل کی ایک گردش میں سولہ بندوقوں کی نلیاں قلیل مدت میں صاف ہو جاتی ہیں۔ ناظرین کی آگاہی کے لئے اس کے چرخ کی تصویر بنا دی گئی ہے۔

مراتب بندوق

بندوقیں جو سلح خانۂ شاہی میں موجود ہیں یا تو کارخانۂ خاصہ کی ساختہ ہیں یا خرید کردہ یا پیشکش۔ ہر قسم میں دراز و کوتاہ ہر قسم کی بندوقیں موجود ہیں۔ ان ہر دو اقسام میں بھی سادہ، رنگین و کوفت کار تینوں طرح کے ہتھیار بکثرت ہیں۔

ہزارہا بندوقوں میں سے قبلۂ عالم نے ایک سو پانچ بندوقیں خاصے کی مخصوص کرلی ہیں۔

بارہ بندوقیں دوازدہ ماہ کے لئے علیحدہ کرلی گئی ہیں۔ ہر بندوق ایک ماہ تک کام دیتی ہے۔ دوسرے ماہ کے آغاز پر دوسری بندوق استعمال میں آتی ہے۔ اسی طرح گیارہ ماہ کے بعد ایک بندوق کی باردگر باری آتی ہے۔

تیئس[۲۳] بندوقیں ہفتوں کے لئے خاص ہیں۔ سات روز کے بعد دوسری کی نوبت آتی ہے۔

بتیس[۳۲] بندوقیں شمسی ماہ کے ساتھ خاص ہیں۔ ہر روز ایک بندوق کام میں لائی جاتی ہے۔

اکتیس[۳۱] کوتل رہتی ہیں اور بعض اوقات اٹھائیس[۲۸]۔

جس وقت اولین یا استعمالی بندوقیں از کار رفتہ ہو جاتی ہیں تو کوتل سے اُس کی خانہ پُری کی جاتی ہے۔

بندوقوں کی تقدیم و تاخیر کی ترتیب حسب ذیل ہے۔

ماہ، ہفتہ، ایّام، کوتل، سادہ، رنگین، کوفت کار، جو ملازم کے حوالے نہ کی گئی ہو، کوفت کار حوالہ شدہ، راز و چیدہ، پیشکش یا خریدہ، دمانک چیدہ، پیشکش یا خریدہ، چیدہ چیدہ از ہر دو۔

جہاں پناہ نے خاصے کی بندوقوں کے سات حصے کردیئے ہیں۔ پندرہ پندرہ بندوقوں کا ایک کشک ہے، جن کو بندوق انداز ہمیشہ

مہیّا و تیّار رکھتے ہیں۔ ان کی ترتیب و تعداد استعمال حسب ذیل ہے۔

بروز یکشنبہ دو از اوّل، چہار از دوم، پنج از سوم، چہار از چہارم۔

دوشنبہ، سہ شنبہ و چہار شنبہ۔ کی ترتیب یکشنبے کے مطابق ہے۔

پنجشنبہ اوّل و دوم، سابقہ تعداد سوم تین، چہارم پانچ۔

جمعہ اوّل ایک، دوم پانچ، سوم چار، چہارم پانچ۔

خاصے کی خارج کردہ بندوقوں کی خانہ پُری کے لئے بادشاہ نے پانچ مراتب اور مقرّر فرمائے ہیں

نیم کوتل چودہ، پاؤ کوتل سات، نیم پاؤ $\frac{1}{8}$ چار، $\frac{1}{16}$ کوتل دو اور $\frac{1}{32}$ کوتل ایک۔

کوتل کی بندوق خارج ہونے کے بعد نیم کوتل سے خانہ پُری کی جاتی ہے اور اسی طرح ایک دوسری کی قائم مقام ہوتی ہے۔

آخرین قسم کی خارج شدہ بندوق کی بہترین خرید کردہ بندوقوں سے خانہ پُری کرتے ہیں۔

ایک سو ایک بندوقیں ہمیشہ قصر شاہی میں موجود رہتی ہیں جن کی ترتیب و سپردگی کی تفصیل مندرج ذیل ہے۔

غرّۂ ماہ الٰہی کو گیارہ بندوقیں شبستان اقبال کے ملازمین کے سپرد کی جاتی ہیں۔ ان میں ایک ایک بندوق ماہ، ہفتہ، ایّام، کوتل، سادہ، رنگین، کوفت کار نا سپردہ، کوفت کار حوالہ کردہ، دراز چیدہ، دانک چیدہ، اور چیدہ چیدہ یعنی گیارہ اقسام کی ہوتی ہیں۔

دوسرے روز سوا بندوق ماہ کے، اُسی ترتیب سے ہتھیار حوالے کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ دس روز برابر اسی تعداد میں بندوقیں خلوت کدے میں روانہ کی جاتی ہیں۔

قبلۂ عالم خود اکثر بندوقوں کو چھڑاتے ہیں۔

جب ہر بندوق سر کر لی جاتی ہے تو بار دِگر شروع سے ابتدا کی جاتی ہے اور جب چار مرتبہ بندوق چھڑائی جاتی ہے تو حرم سرا کے باہر واپس کردی جاتی ہے اور واپس شدہ ہتھیار کی ترتیب وار اسی قسم کی بندوق سے

خانہ پُری کی جاتی ہے۔
ماہ نو کے آغاز پر ماہ گزشتہ کی غیر استعمالی بندوقیں آخری قرار پاتی ہیں
اور ماہ رواں کے ہتھیار نمبر شمار کے حساب سے اوّل ہو جاتے ہیں۔
قاعدہ ہے کہ تبکچی خاصے کے ہتھیاروں کے شکار کی تعداد کو
لکھتے جاتے ہیں۔ چنانچہ قبلۂ عالم نے خاصے کی بہترین بندوق سے،
جو سنگرام کے نام سے مشہور ہے اور فروردین ماہ کے لئے مخصوص ہے
ایک ہزار انتیس جانور شکار کئے ہیں۔

آئین (۴۰)

ماہوارہ بندوقچی

قبلۂ عالم نے میردھے کی تنخواہ کے چار مراتب قرار دئیے ہیں جو مندرج ذیل ہیں۔

اوّل۔ تین سو دام۔
دوم۔ دو سو اسّی دام۔
سوم۔ دو سو ستّر دام۔
چہارم۔ دو سو ساٹھ دام۔

دیگر ملازمین کے پانچ مراتب ہیں اور ہر مرتبے کے تین مدارج ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

اوّل اوّل۔ دو سو پچاس دام۔
دوم اوّل۔ دو سو چالیس دام۔
سوم اوّل۔ دو سو تیس دام۔
اوّل دوم۔ دو سو بیس دام۔
اوسط۔ دو سو دس دام۔
ادنیٰ۔ دو سو دام۔

اوّل سوم - ایک سو نوّے دام -
اوسط دوم - ایک سو اسّی دام -
ادنیٰ سوم - ایک سو ستّر دام -
اوّل چہارم - ایک سو ساٹھ دام -
اوسط یا میانہ - ایک سو پچاس دام -
ادنیٰ - ایک سو چالیس دام -
اوّل پنجم - ایک سو تیس دام -
اوسط - ایک سو بیس دام -
ادنیٰ - ایک سو دس دام -

آئین (۴۱)

فیل خانہ

یہ عجیب وغریب جانور تنومندی میں پہاڑ اور دلیری وجانبازی میں شیر ہے۔ کشورکشائی میں مالک کے لئے عظیم الشان طاقت اور اضافۂ شان وشوکت کا ذریعہ ہے۔ سپاہ وممالک کی آبادی کا محافظ اور حفاظتِ ملک وفوج کی بہترین سند ہے۔

ہندی ماہرین میدان جنگ میں بہترین ہاتھی کو پانچ سو سواروں کے برابر خیال کرتے ہیں۔

تیرانداز بہادروں کے ہمراہ ایک ہاتھی ہزار سواروں کا کام کرتا ہے۔

تُندخوئی اور سبک خرامی میں تازی گھوڑے کا جواب ہے اور اور اطاعت پذیری ورموز دانی میں انسان کی طرح ہوشمند ودانا ہے۔

شورش مستی اور انتقام کشی میں انسان سے زیادہ کینہ ور ہے۔ مادہ کو باوجود اس کے کہ وہ اُس کی گرفتاری کا باعث ہوتی ہے کبھی نقصان نہیں پہنچاتا۔

نوعمر ہاتھیوں سے جنگ آزمائی نہیں کرتا اور اُن کے نقصان رسانی کے درپے نہیں ہوتا۔

جانور کی حق شناسی کا یہ عالم ہے کہ اپنے خدمتگزار کو آزار نہیں پہنچاتا۔ اُس کی عادت ہے کہ ہمیشہ خاک اُڑاتا ہے لیکن سواری میں اس حرکت سے باز رہتا ہے۔

حکایت ہے کہ ایک ہاتھی مستی کے عالم میں اپنے حریف سے جنگ آزمائی کر رہا تھا، ایک چھوٹا بچہّ اُس کے پاؤں کے قریب پہنچ گیا۔ ہاتھی نے اُس خُرد سال کے ساتھ محبت کا برتاؤ کیا اور سونڈ سے اُٹھا کر اُس کو الگ رکھ دیا اور بار دگر لڑائی میں مشغول ہوا۔

مستی کے زمانے میں جب قید سے آزاد ہو کر خودسری کا ہنگامہ برپا کرتا ہے تو کسی شخص کی یہ مجال نہیں کہ اُس کے قریب جا سکے۔ اس عالم میں صاحب ہمت کارکُن مادۂ فیل پر سوار ہو کر اُس کے نزدیک جاتا ہے اور اس کے پاؤں میں زنجیر ڈال کر گرفتار کر لیتا ہے۔

مادہ کا یہ عالم ہے کہ اپنے بچےّ کے سوگ میں خور و نوش ترک کر دیتی ہے بلکہ بعض اوقات غم و الم میں خود بھی فنا ہو جاتی ہے۔

یہ جانور طرح طرح کے قواعد کو سیکھتا اور اُن پر کاربند ہوتا ہے اور وہ اُصول جن کو بجز موسیقی داں کے دوسرا شخص سمجھ نہیں سکتا، یاد کر لیتا ہے اور اعضائے بدن کو اُنھیں اصول کے مطابق حرکت دیتا اور ہر قسم کے اشارے کرتا ہے۔

یہ جانور کمان کشی و گولہ اندازی بخوبی سیکھ لیتا ہے اور اُفتادہ شئے کو اُٹھا کر فیلبان کو دے دینے کی عادت جلد اختیار کر لیتا ہے۔ یہ قاعدہ ہے کہ اناج کا دانہ گھاس میں لپیٹ کر ہاتھی کو دیا جاتا ہے۔ جانور فیلبان کے اشارے سے دانے کو گوشۂ دہن میں محفوظ رکھتا ہے اور تنہائی میں دانہ مُنھ سے نکال کر پاسبان کو دے دیتا ہے۔

پستان و زادن گاہ کے اعتبار سے مادۂ فیل انسان سے مشابہ ہے۔ اس کی زبان طوطے کی سی طرح گول ہوتی ہے اور نیز جانور کے بیضے بظاہر نظر نہیں آتے۔

پیٹ کے اندر سے پانی سونڈ کے ذریعے سے نکالتا ہے اور اپنے اوپر چھڑکتا ہے۔ پانی میں بدبو نہیں ہوتی۔ خوردہ گھانس دوسرے روز شکم سے نکالتا ہے لیکن گھاس میں فرق نہیں آتا۔

اس جانور کی قیمت ایک لاکھ روپیے سے پانچ سو تک مقرر ہے۔ پنج ہزاری ہاتھی بکثرت پائے جاتے ہیں۔ دہ ہزاری فیل بھی گاہ گاہ دستیاب ہو جاتا ہے۔

ہاتھی کی چار قسمیں ہیں۔

(۱) بھدر۔ اس کے اعضائے بدن مناسب ہوتے ہیں۔ بلند سر کشادہ سینہ و دراز گوش ہوتا ہے۔ دُم لمبی ہوتی ہے اور جانور دلیر و محنتی ہوتا ہے۔

اس کی پیشانی سے ایک مُہرہ بڑے موتی کی شکل و وضع کا نکالا جاتا ہے۔ اس مُہرے کو گج مانک کہتے ہیں جس میں عجیب و غریب خواص بیان کئے جاتے ہیں۔

(۲) مَنْد۔ اس قسم کا جانور سیاہ فام و زرد چشم و بزرگ شکم ہوتا ہے۔ اس کا آلۂ تناسل دراز ہوتا ہے اور جانور بیحد شوخ و ناہنجار ہے۔

(۳) مِرگ۔ سفید اندام خالدار (سفید جس پر سیاہ چتیاں ہوں) ہوتا ہے۔ اس کی آنکھوں کا رنگ سرخی و زردی و سیاہی و سفیدی کی آمیزش کا ایک مجموعہ ہوتا ہے۔

(۴) مِر۔ اس جانور کا سر چھوٹا ہوتا ہے اور آسانی کے ساتھ فرماں پذیر ہو جاتا ہے۔ بادل کی گرج سے بیحد ڈرتا ہے۔

اقسام مذکورۂ بالا کے علاوہ مختلف قسموں کے جوڑا کھانے سے انواع و اقسام کے جانور پیدا ہوتے ہیں جن کے جداگانہ نام ہیں اور ہر قسم کے خواص علیحدہ ہیں۔

جانور کا رنگ تین قسم کا ہوتا ہے۔ سفید، سیاہ و گندم گوں۔

سَت رَج تَم کے اعتبار سے بھی اس جانور کی تین قسمیں ہیں۔

اس فقرے کی تشریح بعد میں کی جائے گی۔

(۱) فراواں ست (جس میں صفت ست غالب ہو) یہ جانور بیحد ہوشیار، متناسب اعضا، نیک منظر و میانہ قد و کم خوراک ہوتا ہے۔ یہ جلد مطیع ہو جاتا ہے اور مادہ کی کم خواہش کرتا ہے۔ اس کی عمر دراز ہوتی ہے۔

(۲) بیش رج (جس میں رج غالب ہو) تیز نظر ہیبت ناک، بہادر، شوخ افعال، تندخو، بسیار خوار ہوتا ہے۔

(۳) افزوں تم (جس جانور میں تم غالب ہو) خودسر و تباہ کار ہوتا ہے اور بیحد سونے اور کھانے والا ہے۔

مادہ اکثر اوقات اٹھارہ مہینے میں بچہ جنتی ہے۔ تین مہینے نر و مادہ کا مادّہ رحم میں آمیزش کھاتا ہے اور پارے کی طرح حرکت کرتا رہتا ہے۔ پانچویں مہینے مادّے کی حرکت کم ہوتی ہے اور اُس میں کچھ قوام آتا ہے۔

ساتویں مہینے تک نطفہ بخوبی بستہ ہو جاتا ہے۔

نویں مہینے اُس میں بالیدگی پیدا ہوتی ہے۔

گیارھویں ماہ جسم بنتا ہے۔

بارھویں مہینے رگ و ناخن و بال جسم پر ظاہر ہوتے ہیں

تیرھویں مہینے نر و مادگی کی علامات پیدا ہوتی ہیں۔

پندرھویں مہینے جان پڑتی ہے۔ اگر مادہ قوی ہوتی ہے تو نر پیدا ہوتا ہے ورنہ مادہ۔

سولھویں مہینے بچّے میں ہوش و حواس پیدا ہوتے ہیں اور سترھویں مہینے شکم مادر سے باہر آنے کی کوشش کرتا ہے۔

اٹھارھویں مہینے بچّہ پیدا ہوتا ہے۔

بعض اشخاص کا بیان ہے کہ نطفہ پہلے ہی مہینے میں بستہ ہو جاتا ہے۔

دوسرے مہینے چشم و گوش و بینی و دہن و زبان نمودار ہو جاتے ہیں۔
تیسرے ماہ دیگر اعضا پیدا ہوتے ہیں۔
چوتھے مہینے بالیدگی و مضبوطی پیدا ہوتی ہے۔
پانچویں مہینے جانور مکمل ہو جاتا ہے۔
چھٹے مہینے ہوش و حواس پیدا ہوتے ہیں
ساتویں مہینے شناسائی کی قوت آجاتی ہے۔
آٹھویں مہینے اسقاط کا اندیشہ ہوتا ہے۔
نویں، دسویں اور گیارھویں مہینوں میں جانور میں بالیدگی ہوتی ہے،
بارھویں مہینے بچّہ پیدا ہوتا ہے۔

اگر نر کا نطفہ قوی ہے تو بچّہ نر پیدا ہوتا ہے اور اگر مادہ طاقتور ہے تو مولود مادہ پیدا ہوتا ہے اور اگر دونوں کی طاقت برابر ہوتی ہے تو بچّہ خنثیٰ پیدا ہوتا ہے۔

نر کا نطفہ رحم مادر میں جانب راست رہتا ہے۔ مادہ کا جانب چپ، اور خنثے کا رحم کے درمیان میں۔

اکثر اوقات مادہ کی وہ مستی جس کے بعد وہ حاملہ ہوتی ہے، بارہ روز تک رہتی ہے۔ اس زمانے میں ایک قسم کا سرخ مادّہ اُس کی زادگاہ سے ٹپکتا رہتا ہے۔ اس حالت میں وہ عجیب و غریب حرکات کرتی ہے۔ پانی اور مٹّی سے کھیلتی اور کان اور دُم کو اُٹھاتی ہے۔ ہر وقت نر کے پاس رہتی ہے اور اپنے کو قطعاً نر کی مرضی کے حوالے کر دیتی ہے، اُس سے جدا ہونا پسند نہیں کرتی۔

نر کے دانت پر اپنا سر رکھ کر کھڑی رہتی ہے اور اس حالت میں نر کے بول و براز کو سونگھتی اور اُس کے قریب دوسری مادہ کو آنے نہیں دیتی۔

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ نر کی ناتوانائی سے عاجز ہو کر جوڑا کھانے پر تیّار نہیں ہوتی اور نر جبر کرتا ہے۔ دوسری مادہ اس کی آواز سُن کر قریب جاتی اور اُسں کو نر کے پنجے سے نجات دلواتی ہے۔

قدیم زمانے میں خانگی طور پر ہاتھیوں کی نسل کو بڑھانے کا رواج نہ تھا اور اہل زمانہ اُس کو نامبارک خیال کرتے تھے۔ جہاں پناہ نے بہترین جانوروں کو پالا اور یہ شُبہ قلوب سے دور ہوا۔

اکثر اوقات مادہ ایک ہی بچّہ جنتی ہے لیکن بعض مرتبہ دو بچے بھی پیدا ہوتے ہیں۔

بچّہ پانچ سال تک دودھ پیتا ہے اور اس کے بعد قید طفلی سے آزاد ہوتا ہے۔ اس زمانے میں بچّے کو بال کہتے ہیں۔

دَہ سالہ جانور کو پوتْ، بست سالہ کو بکِ اور سی سالہ کو کلبہ کہتے ہیں۔

جانور ہر سن میں جداگانہ حالتیں اختیار کرتا ہے اور ہر حال میں جداگانہ نام سے پکارا جاتا ہے۔

ساٹھ برس کے سن میں کرٹیل جوان ہوتا ہے اور ساٹھا تو پاٹھا کا مصداق ہو جاتا ہے۔ اُس وقت اُس کا سر گیند کے دو ٹکڑوں کی مانند ہوتا ہے اور کان چھاج کی طرح کُھلتے اور ہلتے رہتے ہیں۔

آنکھ کا رنگ اگر سفیدی، زردی، سیاہی اور سرخی ملا ہوا ہوتا ہے تو جانور شائستہ و خوب خیال کیا جاتا ہے۔ پیشانی ہموار ہوتی۔ اُس کی سطح پر شکن و گنبز نہیں ہوتے۔

ناک کی بجائے سونڈ ہوتی ہے لیکن اس قدر لامبی کہ زمین تک پہنچ جاتی ہے۔ جانور سونڈ سے غذا اُٹھا کر مُنہ میں ڈالتا ہے اور اسی سے پانی کھینچ کر مُنہ کے اندر لے جاتا ہے۔

ہاتھی کے کُل دانت اٹھّارہ ہوتے ہیں۔ سولہ دانت منہ کے اندر ہوتے ہیں، آٹھ اوپر اور آٹھ نیچے اور دو دانت باہر نکلے رہتے ہیں۔

باہر کے دانت ایک گز یا اس سے زائد لامبے ہوتے ہیں۔

یہ دانت گول، آبدار، مضبوط اور سفید ہوتے ہیں۔

بعض اوقات بیرونی دانتوں کا رنگ سرخ بھی ہوتا ہے۔

دانت سید ہے اور کسی قدر اوپر کو اُٹھے ہوئے ہوتے ہیں۔

بعض اشخاص کا بیان ہے کہ بیرونی دانت کبھی چار بھی برآمد ہوتے ہیں۔

ان دانتوں کو ضرورت و زیبائش کے لحاظ سے کاٹ بھی ڈالتے ہیں جو پھر بڑھ جاتے ہیں۔

اکثر ہاتھیوں کے دانت ہر سال اور بعض کے دوسرے یا تیسرے سال کاٹے جاتے ہیں۔

دَہ سالہ و ہشتاد سالہ جانوروں کے دانت نہیں کاٹے جاتے۔

عمدہ و خوبتر جانور دس ہاتھ بلند اور نو ہاتھ دراز ہوتا ہے اور اور اس کے شکم اور پیٹھ کا دَور بھی دس ہاتھ ہوتا ہے۔

مذکورۂ بالا جانور سے بھی بڑے ہاتھی کو اعلیٰ و خوبترین خیال کرتے ہیں۔

اگر جانور کے نو اعضا زمین تک پہنچ جائیں تو وہ بہترین ہاتھی خیال کیا جاتا ہے۔ یہ اعضا مندرج ذیل ہیں۔

چار ہاتھ و پاؤں، دو دانت، سونڈ، دُم و ذکر۔

ہاتھی کی پیشانی پر سفید تل بیحد مبارک خیال کیئے جاتے ہیں۔ گردن کی فربہی جانور کے محاسن میں داخل ہے۔

کان کے اوپر اور اُن کے گرد بالوں کا بڑا ہونا جانور کی خوبیٔ نسل کا پتا دیتا ہے۔

اکثر ہاتھی موسم سرما میں اور بعض گرما و بارش کے موسم میں مستی پر آتے اور عجیب و غریب خوش فعلیاں کرتے ہیں۔

مکانات و ھکّا دے کر گراتے، سنگین دیواروں کو توڑتے اور سوار کو مع گھوڑے کے سونڈ میں لپیٹ لیتے ہیں۔

ہاتھیوں کی دلیری و سخت مزاجی میں بھی بیحد فرق ہوتا ہے۔

دونوں کنپٹیوں کے درمیان یا ایک ہی شقیقے سے ایک قسم کا سیاہ عرق ٹپکتا ہے، جس کو انسان قطعاً سونگھ نہیں سکتا۔

بعض اوقات یہ پسینہ سفید سرخی آمیز بھی ہوتا ہے۔ ماہرین فیل کا بیان ہے کہ

جانور کے ہر دو شقیقے میں بارہ سوراخ تنگ ہوتے ہیں، ان سے بھی عرق ٹپکتا ہے۔
جو جانور کہ جلد ہوش میں آتا ہے اُس سے عرق بہت زیادہ ٹپکتا ہے
اور جو دیر میں باہوش ہوتا ہے اُس کے جسم سے قطرہ قطرہ عرق گرتا ہے۔
اس تراوش کے بعد جانور میں شورش پیدا ہوتی ہے۔ یہ حالت بجید خوشنما
ہوتی ہے جس کو تقتّی یا سَرَ ہَرِیُ کہتے ہیں۔

اگر ایک ہی شقیقے کے قدرے بالائی حصّے سے عرق ٹپکتا ہے تو
جانور کو سینگنا ڈھال کہتے ہیں اور اگر ہر سہ مقامات سے پسینہ جباری
ہوتا ہے تو ہاتھی کو تَل جور کے نام سے یاد کرتے ہیں

اس زمانے میں ہاتھی کو اکثر ذی حیات حیوانات و انسان سے
مانوس رکھتے ہیں۔ انسان اور گھوڑے وغیرہ دیگر چوپائے اس کے قریب
رہتے ہیں اور بعض ہاتھی ہر قسم کے جانوروں کے قریب رکھے جاتے ہیں۔
بَہدَرَ میزان و عقرب میں، مَند بہار میں، مرگ قوس و جدی میں، اور
مَر ہر موسم میں مست ہوتے ہیں۔

فیلبان ہاتھیوں کو دوا کے ذریعے سے بھی مست کرتا ہے
لیکن اس طرح جانور کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔

اکثر بہترین ہاتھی طبل جنگ کی آواز سے مست ہو جاتے ہیں
اور بعض اوقات شگفتہ خاطر ہونے سے بھی مستی طاری ہو جاتی ہے۔ چنانچہ
خاصے کا گج ملک فیل طبل شاہی کی آواز سن کر مسرور ہوتا ہے اور اس کے
جسم سے مذکورۂ بالا عرق کی تراوش شروع ہو جاتی ہے۔ اکثر تیس سال کے
ہاتھی اس طرح مست ہوتے ہیں لیکن بعض جانور پچیس سال کے سن میں
مست ہو جاتے ہیں۔ بعض جانوروں پر سالہا سال مستی طاری رہتی ہے
چنانچہ خاصے کے اکثر ہاتھی پانچ پانچ سال تک مستانہ وار جھوما کرتے ہیں۔
اکثر نَر جانور ہی مست ہوا کرتے ہیں۔

نَر مستی میں خاک افشانی کرتا اور مادہ کو تلاش کرتا ہے اور کیچڑ و پانی میں رہتا
اور اسی حالت میں تا دیر قیام کرنا پسند کرتا ہے۔

مستی کے عالم میں جانور غضبناک رہتا ہے اور بیشمار انگڑائیاں لیتا اور کم سوتا ہے۔ یہ حالت اس درجہ ترقّی کرتی ہے کہ غذا بالکل ترک کر دیتا ہے اور قید سے بیحد گھبراتا اور آزاد ہو کر گھومنا اور پھرنا بیحد پسند کرتا ہے۔

ہاتھی کی عمرِ طبیعی انسان کی طرح ایک سو بیس سال قرار دی گئی ہے۔

اس جانور کے بیشمار نام ہیں۔ ہستی، گج، پیل، ہاتھی وغیرہ۔

یہ جانور نبض شناس پاسبانوں کی دیکھ بھال سے عمدہ و بہترین جوہر قابلیت پیدا کرتا ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ سَو روپے کی قیمت کا ہاتھی تربیت پاکر قلیل زمانے میں دس ہزار کو فروخت ہوتا ہے۔ ہندی حکمائے مذہب کا عقیدہ ہے کہ ہر ہشت جہات عالم میں ایک ایک قدسی نفس دیوتا فیل کے جسم میں دُنیا کی پاسبانی کرتا ہے۔

ان قدسی نژاد پاسبانوں کے متعلق عجیب و غریب داستانیں بیان کی جاتی ہیں۔

حکمائے ہند کہتے ہیں کہ مشرق کی جانب اِیراوَت، مشرق و جنوب کی سمت پُنڈریکْ، جنوب میں بامَنْ، جنوب و مغرب کے درمیان کُدْ، مغرب میں آنجَنْ، شمال و مغرب کے درمیان پُھپدَنْتْ، شمال میں سَاربھَوم، شمال و مشرق کے درمیان سُپرتیکْ نام فیل جسم دیوتا موجود اور پاسبانِ زمانہ ہے

اہل ہند حلِ مشکلات کے لئے ان کے نام کی دعائیں پڑھتے اور ان کی تعریف و ثنا کر کے ان دیوتاؤں سے امداد طلب کرتے ہیں۔

حکمائے ہند کہتے ہیں کہ دُنیا کے تمام ہاتھی انھی آٹھ دیوتاؤں کی نسل سے ہیں۔ چنانچہ سفید مُو جانور کو اِیراوت کی اولاد سمجھتے ہیں۔

اگر جانور بزرگ سر، دراز مُو، خشمناک و باہمّت ہوتا ہے اور آنکھ کی پلکیں کھلی رکھ کر نظر کرتا ہے تو وہ دوسرے دیوتا کی نسل سے قرار پاتا ہے۔

جو ہاتھی خوش مزاج، دیدارو، سیاہ فام ہوتا ہے اور جس کی پیٹھ درمیان سے بلند ہوتی ہے، تیسرے دیوتا کی اولاد سمجھا جاتا ہے۔

بلند قامت، سرخ چشم سیہ و سرخی آمیز، شوخ و صاحب فہم و کوتاہ مُو کو چوتھے دیوتا کی اولاد سمجھتے ہیں۔

اگر جانور چمکیلا، سیاہ مو اور ایک دانت دوسرے سے بڑا اور سلینہ و شکم سفید اور ہاتھ دراز و فربہ ہوں اور جسم مضبوط ہو تو یہ جانور پانچویں دیوتا کی اولاد خیال کیا جاتا ہے۔

مہیب جانور جس کی رگیں جسم کی کھال پر نمودار ہوں اور جس کا سر و پشت و گوش و خرطوم دراز ہو اُس کو چھٹے دیوتا کی اولاد سمجھتے ہیں۔

اگر جانور نازک بدن، سرخ چشم، دراز خرطوم ہو تو ساتویں دیوتا کی نسل سے خیال کیا جاتا ہے۔

اور اگر کوئی جانور ہر جہت مذکورہ بالا صفات سے متّصف ہو تو وہ آٹھویں یا سبان کی اولاد سے سمجھا جائے گا۔

حکمائے ہند نے جانور کی طبیعت اور اُس کے مزاج کے موافق بھی اُس کی آٹھ قسمیں بیان کی ہیں۔

(۱) اگر جانور کی کھال چین زدہ نہ ہو اور جانور تندرست و باوقار ہو، میدان جنگ میں حریف کے مقابلے سے منہ نہ موڑے، گوشت سے رغبت نہ کرے اور عمدہ خوراک کا شائق اور ہر وقت خوش رہے تو ایسے ہاتھی کو دیو مزاج کہتے ہیں۔

(۲) اگر جانور میں اپنی نوع کی تمام خوبیاں پائی جائیں اور فرائض سے آگاہ و واقف ہو اور نیز یہ کہ منہ، سر، کان، سونڈ، ہاتھ اور پاؤں اور دُم کو ہر وقت جنبش دیتا رہے اور بلا اشارے کے کسی شے کو نہ ستائے تو اُس جانور کو گندھرپ مزاج کہتے ہیں۔

(۳) اگر جانور غصہ ور ہو اور اشتہا کے وقت غذا کھائے اور پانی میں رہنا پسند کرے تو اُس کو برہمن مزاج کہتے ہیں۔

(۴) جو جانور کہ بیحد طاقتور، خوشحال، جنگ دوست و شوخ مزاج ہوتا ہے اُس کو کھتری مزاج کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔

اگر پسیت قد، فراموش کار، اپنے کام میں شوخ اور مالک کی خدمت گزاری میں سست، بدترین غور اک کا شائق اور ہر ہاتھی سے جنگ کرنے پر تیار ہو تو اس جانور کو شودر مزاج کہتے ہیں۔

(۶) اگر جانور کی مستی دیر پا ہو اور خود شعبدہ بازی و نقصان رسانی کا شائق و راہ کو فراموش کرنے والا ہو تو اُس کو مار مزاج کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔

(۷) اگر ہاتھی کج رو اور گمراہ ہو اور ہر وقت اپنے کو مست ظاہر کرے تو اُس کو پشاچھ مزاج سمجھتے ہیں۔

(۸) اگر جانور زور آور اور تیز رَو مردم آزار و شب گرد ہو تو اُس کو راچھس مزاج سے یاد کرتے ہیں۔

اہل ہند نے ان خصائص میں ضخیم کتابیں لکھی ہیں اور جانور کی طرح طرح کی بیماری اور ہر قسم کی چارہ سازی کا ذکر کیا ہے۔

یہ جانور مندرجۂ ذیل مقامات پر پایا جاتا ہے۔

صوبۂ آگرہ میں جنگل بیاوان و نروار میں برار تک۔

صوبۂ آلہ آباد میں حدود پنّھ و گھور اگھاٹ و رتن پور و نندن پور و سرگجہ اور بستر میں۔

صوبۂ مالوہ میں ہنڈیہ و اچھود و چندیری و سنتواس و بیجاگڈھ و رسین و بھوسنگا باد و گڈھ و ہریاگڈھ میں۔

صوبۂ بہار میں رہتاس و جہار کھنڈ میں۔

صوبۂ بنگالہ میں اوڑیسہ اور ساتگاؤں (ہگلی) میں بکثرت ہاتھی پائے جاتے ہیں۔ پنّھ کے ہاتھی بہترین خیال کئے جاتے ہیں۔

ہاتھی کے گلّے کو ہندی میں سہن کہتے ہیں۔

گلّے جانوروں کی تعداد کے اعتبار سے مختلف ہوتے ہیں۔ بعض اوقات ایک گلّے میں ہزار ہاتھی ہوتے ہیں۔

یہ جانور جنگل میں بیحد ہوشیاری کے ساتھ رہتا ہے۔ جاڑے اور گرمی کے موسم میں سکونت کے لئے مناسب مقام مقرر کر لیتا ہے اور خوابگاہ کے

قرب وجوار کے درختوں کو توڑ کر گرا دیتا ہے۔

ہاتھی تفریح وخوش فعلی وغذا وآب کے لئے دور دراز مقامات کو منتخب کرتے اور وہاں جاتے ہیں۔ چلنے کی حالت میں ایک ہاتھی گروہ کے آگے آگے بطور قراولی کے چلتا رہتا ہے۔ یہ ہاتھی اکثر اوقات مادہ ہوتی ہے۔

جب یہ جانور سوتے ہیں تو چاروں طرف چار چار مادہ فیل کو پاسبانی کے لئے مقرّر کر دیتے ہیں جو نوبت بہ نوبت محافظ کے فرائض انجام دیتی ہیں۔

بچّہ پیدا کرنے کے بعد ماں مولود کو تین چار روز سونڈ سے اُٹھا کر پیٹھ پر یا دانتوں پر بٹھاتی ہے۔

ہاتھی مادہ فیل کے لئے زچگی وبیماری کی حالت میں دوائیں تیّار کرتے ہیں اور خدمت کے لئے اُن کے گرد جمع ہوتے ہیں۔ جب ہاتھی گرفتار ہوتے ہیں تو مادہ جال کو توڑ دیتی ہے اور فیلبان کو نیچے اُتار لیتی ہے، جب فیل بچّہ دام میں گرفتار ہوتا ہے تو جانور کمیں گاہ میں چھپ رہتے ہیں اور رات کے وقت مقام قید پر آکر بچّے کو چھڑا لیتے ہیں اور گرفتار کرنے والے کو پامال کر کے ہلاک کر دیتے ہیں۔

قبلہ عالم فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ جنگل میں ہاتھی کا ایک بچّہ کنویں میں گر پڑا شب کے وقت میں نے اُس کو کنویں میں پڑا رہنے دیا صبح کو معلوم ہوا کہ دشتی ہاتھیوں نے کنویں کو لکڑی اور گھاس سے پاٹ کر بچّے کو نکال لیا۔

اور نیز یہ کہ ایک مادہ نے حیلے سے اپنی جان بچائی اور مردہ بن کر اس طرح زمین پر لیٹ گئی کہ گویا اُس میں مطلق جان نہیں ہے۔ میں اُس کو اُسی طرح زمین پر چھوڑ کر آگے بڑھ گیا، واپسی میں رات ہوگئی اور دیکھا کہ ہتھنی کا نام ونشان نہیں ہے۔

خاصے کا ایک ہاتھی ایار نام فیلبان کا دشمن ہوگیا اور ہر وقت اُس کی تاک میں رہتا تھا۔ ایک رات ہاتھی نے فیلبان کو سوتا ہوا پایا

جانور نے ایک بڑی لکڑی سے فیلبان کی پگڑی اُتاری اور اُس کے سر کے بالوں کو لکڑی میں لپیٹ کر کھینچا اور اُس کا کام تمام کر دیا۔

ہاتھی کی عقل و فہم کے متعلق بیشمار قصے مشہور ہیں جو معرض تحریر میں نہیں آسکتے اور جب کوشش کر اُن کی صحت کا کم یقین ہوتا ہے فرمانروایان وقت اس جانور کو دل سے چاہتے ہیں اور ان کے فراہم کرنے میں بیحد سعی و کوشش کرتے ہیں، ان کے خدمتگزاروں کی قدر کرتے اور اُن کی شناخت کرنے والوں کو بلند مراتب عنایت کرتے ہیں۔ کمینہ مزاج و بد اصل افراد کو نامرادی حاصل کرنے کے سامان بہم پہنچ جاتے ہیں جو اس جانور کے ذریعے سے سیہ کاری کرتے اور ظلم و ستم ڈھاتے ہیں۔ قدیم حکمرانوں نے نہ تو ان سفلہ مزاج ظالموں کے افعال کا کوئی علاج کیا اور نہ اس جانور کے فراہم کرنے کی آرزو کو گوشۂ خاطر سے فراموش کیا۔ غرضکہ اُن کی تمنا پوری نہ ہوئی اور دُنیا سے مایوسی کے عالم میں سفر کر گئے۔

قبلۂ عالم نے اپنی تائید یافتہ فطرت فرمانروائی سے باوجود کثرت کار و مشاغل اور نیز اس جانور کی کثرت کے فرومایہ غرور پسند افراد کو راہ سعادت کی رہنمائی کی اور بہترین قوانین وضع فرما کر دُنیا کو امن و امان کی برکات سے مستفید فرمایا۔

جہاں پناہ نے جانوروں کی مجموعی تعداد کو مختلف جماعتوں میں تقسیم کر کے انصاف منش داروغگاں کے سپرد کیا اور چند ہاتھی خاصے کے مخصوص فرمائے۔

مراتب فیل

قبلۂ عالم نے اپنے فروغ عقل و دانش سے اس جانور کو سات قسموں میں تقسیم فرمایا جن کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

مست، شیر گیر، سادہ، منجھولا، کرہا، پھندرکیہ اور موکل۔

جب جانور پر نشۂ جوانی چڑھتا ہے اور اُس کے قلب و دماغ میں سرور پیدا ہو کر جسم میں توانائی پیدا ہوتی ہے تو اُس کو مست کہتے ہیں۔

جو ہاتھی کہ میٹھا ہو اور وہ ایک بار علامات جوانی کو ظاہر کرے اور ہمیشہ

خوش فعلیاں کرتا رہے وہ شیر گیر کہلاتا ہے۔
تیسری قسم یعنی منجھولا وہ ہے جو شیر گیر کی حالت کے قریب پہنچ جائے۔
چوتھی قسم منجھولے سے بھی کم عمر ہاتھیوں کی سمجھی جاتی ہے۔
پانچویں قسم اُن جانوروں کی ہے جو قسم چہارم سے بھی کم ہوں۔
چھٹی قسم کے جانور قسم پنجم کے ہاتھیوں سے کچھ چھوٹے ہوتے ہیں۔
ساتویں قسم جانوروں کی وہ ہے جو سواری کے قابل نہ ہو۔
ہر قسم کے جانور تین صنف میں تقسیم کئے گئے ہیں، بزرگ، میانہ اور خُرد۔
اور آخر الذکر کی دس قسمیں جدا قرار پائیں۔
ہر صنف کی خوراک اُن کے جثّے اور حالات کے مطابق مقرر فرمائی گئی ہے۔

آئین (۴۲)

خوراک

قدیم زمانے میں جانور کی مرتبہ شناسی کا وجود نہ تھا اور خوراک کے معاملے میں بےحد بے عنوانیاں عمل میں لائی جاتی تھیں۔ قبلۂ عالم نے اس تاریکی کو دور فرمایا اور اہل عالم کی رفاہ پر توجہ فرما کر اپنی دور اندیشی سے کام فرمایا۔

جہاں پناہ نے بہترین و عجائب روزگار قوانین وضع فرمائے۔

مست بزرگ جانور کی خوراک دو من چوبیس سیر قرار پائی۔

مست میانہ کے لئے دو من انیس سیر

مست خرد دو من چودہ سیر

شیرگیر بزرگ، ایک من چونتیس سیر

شیرگیر میانہ، ایک من انیس سیر

شیرگیر خرد، ایک من چوبیس سیر

منجھولہ بزرگ، ایک من بائیس سیر

منجھولہ میانہ، ایک من بیس سیر

منجھولہ خرد ایک من اٹھارہ سیر

کرہہ بزرگ، ایک من چودہ سیر

کرہہ میانہ، ایک من نو سیر

کرہہ خرد، ایک من چار سیر

پھندرکیہ بزرگ، ایک من

پھندرکیہ میانہ، چھتیس سیر

پھندرکیہ حرد، بتیس سیر

موکل بزرگ، چھبیس سیر

موکل میانہ، چوبیس سیر

موکل سوم، بائیس سیر

موکل چہارم، بیس سیر

موکل پنجم، اٹھارہ سیر	موکل ششم، سولہ سیر
موکل ہفتم، چودہ سیر	موکل ہشتم، بارہ سیر
موکل نہم، نوسیر	موکل دہم، آٹھ سیر

مادہ فیل، کلاں، میانہ، خرد و موکل چار قسموں میں تقسیم کی گئی۔
پہلی دو قسمیں تین شاخوں میں، تیسری قسم چار شاخوں میں اور چوتھی نو شاخوں میں تقسیم کی گئی۔
ان کی خوراک کی جدول حسب ذیل ہے۔

کلاں کلاں، ایک من بائیس سیر	کلاں میانہ، ایک من اٹھارہ سیر
کلاں خرد، ایک من چودہ سیر	میانہ کلاں، ایک من دس سیر
میانہ میانہ، ایک من چھ سیر	میانہ خرد، ایک من دو سیر
خُرد کلاں، سینتیس سیر	خُرد میانہ، بتیس سیر
خرد، ستائیس سیر	خرد خرد، بائیس سیر
موکل اول، بائیس سیر	موکل دوم، بیس سیر
موکل سوم، اٹھارہ سیر	موکل چہارم، سولہ سیر
موکل پنجم، چودہ سیر	موکل ششم، بارہ سیر
موکل ہفتم، دس سیر	موکل ہشتم، آٹھ سیر
موکل نہم، چھ سیر	

آئین (۴۳)

خدمتگزاراں

(۱) مست ہاتھی کے لئے ساڑھے پانچ نفر خدمتگار مقرر کئے جاتے ہیں۔

مہاوت، یہ شخص جانور کی گردن پر بیٹھ کر اس عجیب الخلقت چوپائے کو اپنے قابو میں رکھتا ہے۔ جانور کی خوبیوں اور اس کے عیوب کو پہچانتا اور مشکل و کارگزاری میں اُس کی مدد کرتا ہے۔

مہاوت کی تنخواہ دو سو دام ماہانہ مقرر ہے۔

اگر جانور کٹھر یعنی بدکردار اور مہاوت کو گردن سے پھینک دینے والا ہے تو فیلبان کو دو سو چوبیس دام ماہوار ادا کئے جاتے ہیں۔

بھوئی، یہ جانور کے سرین پر بیٹھتا ہے اور جنگ کے میدان و تیز رفتاری کے عالم میں ہاتھی کی مدد کرتا ہے اور کبھی مہاوت کے بھی فرائض انجام دیتا ہے۔ اس کی تنخواہ ایک سو بیس دام مقرر ہے۔

میٹھ، یہ ملازم جانور کا چارہ لاتا اور ہاتھی کو باندھنے اور کھولنے میں دیگر ملازمین کی اعانت کرتا ہے۔

کلاں و میانہ جانوروں کے لئے ساڑھے تین میٹھ اور خُرد کے لئے

تین شخص مقرر ہیں۔
ہر میٹھ کو ہر کابی کے زمانے میں چار دام روزانہ اور معمولاً ساڑھے تین دام روز ادا کئے جاتے ہیں۔

(۲) شیرگیر کے لئے پانچ ملازم۔
ایک مہاوت، جو ایک سو اسّی دام ماہوار پاتا ہے۔
ایک بھوئی، جس کو ایک سو تیس دام ماہوار دئے جاتے ہیں۔
تین میٹھ، جن کی تنخواہ وہی ہے جو مست ہاتھی کے حالات میں لکھی جا چکی ہے۔

(۳) ساوہ۔ ساڑھے چار ملازم۔
مہاوت، تنخواہ ایک سو ساٹھ دام۔
بھوئی، نوّے دام۔
میٹھ، تنخواہ مذکورۂ بالا۔

(۴) منجھولے کے لئے چار ملازم۔
مہاوت، تنخواہ ایک سو چالیس دام،
بھوئی، تنخواہ اسّی دام،
دو میٹھ، تنخواہ مذکورۂ بالا۔

(۵) کرہہ کے لئے ساڑھے تین ملازم۔
مہاوت، تنخواہ ایک سو بیس دام۔
بھوئی، تنخواہ ستّر دام۔
ڈیڑھ میٹھ، تنخواہ مذکورۂ بالا۔

(۶) پھندرکیہ کے لئے دو ملازم۔
ایک مہاوت، تنخواہ ایک سو دام۔
ایک میٹھ، تنخواہ مذکورۂ بالا۔

(۷) موکل کے لئے دو ملازم۔
ایک مہاوت، تنخواہ پچاس دام۔

ایک ملیٹھ، تنخواہ مذکورۂ بالا۔

فوجدار۔ بادشاہ عالم پناہ نے دس دس، بیس بیس، تیس تیس ہاتھیوں کے حلقے مقرر فرما کر ہر حلقہ ایک ہوشیار کارگزار کے سپرد فرمایا ہے۔

ہاتھیوں کے گروہ کو حلقہ اور پاسبان کو فوجدار کہتے ہیں۔

فوجدار، جانوروں کی فربہی وتیر آموزی کی دیکھ بھال کرتا ہے اور آتش افروزی وتوپ اندازی میں جانور کو دلیری کے ساتھ میدان میں ثابت قدم رہنے کی تعلیم دیتا ہے۔ غرضکہ جانور کے ہر نیک و بد کا یہ شخص جواب دہ ہے۔

جو فوجدار کہ صدی یا اس سے زیادہ کا منصبدار ہوتا ہے اُس کے سپرد پچیس سے لے کر تیس تک جانور کر دئے جاتے ہیں۔ اور دیگر بستی دہ باشی فوجدار اس منصبدار کے ماتحت ہوتے ہیں۔ غرضکہ دہ باشی سے لے کر ہزاری تک تمام فوجداروں پر اسی قاعدے کا عمل ہوتا ہے۔ صدی سے بالاترین فوجداروں کی تنخواہ مختلف ہے۔ اکثر فوجدار مرتبۂ امارت تک فائز ہوئے ہیں۔

صدی فوجدار دو اسپ کو داغ دلاتے ہیں۔

بستی اوّل کے تیس روپے، دوم کے پچیس روپے اور سوم کے بیس روپے مقرر ہیں۔

دہ باشی اوّل کو بیس روپے، دوم کو سولہ روپے، سوم کو بارہ روپے ادا کئے جاتے ہیں۔

بستی اور دہ باشی ایک ہی اسپ کو داغ دلاتے اور گروہ احدیاں میں داخل سمجھے جاتے ہیں۔

وہ فوجدار جس کے سپرد تیس یا پچیس جانور ہوتے ہیں وہ ایک اُس ہاتھی کے مہاوت اور ایک بھوئی کے اخراجات جو وہ اپنی سواری کے لئے مخصوص کر لیتا ہے خود ادا کرتا ہے۔

جو فوجدار کہ بیس یا دس جانوروں کے ذمہ دار ہوتے ہیں وہ صرف اپنے ہاتھی کے مہاوت کا خرچ خود برداشت کرتے ہیں۔

جہاں پناہ ان کارگزاروں کی خدمت پر اکتفا نہیں فرماتے،

حضرت نے مختلف امرا کو حلقے سپرد فرما دئے ہیں، لیکن ان ہاتھیوں کی خوراک محکمۂ سرکار سے دی جاتی ہے۔

قبلۂ عالم نے ایک مستعد ہوشیار اور قابل منشی اس صیغے میں مقرّر فرمایا ہے۔ یہ منشی سر رشتے کی آمد و خرچ کا حساب قلمبند کرتا اور آئین مقرّرہ کی پابندی کی دیکھ بھال کر کے تمام حالات معروضے کے ذریعے سے حضور میں پیش کرتا ہے۔

آئین (۴۴)

رخت

دھرنہ۔ یہ ایک بہت طویل آہنی زنجیر ہے جو بعض اوقات سونے اور چاندی کی بھی تیار کی جاتی ہے۔ اس میں ساٹھ طولانی حلقے ہوتے ہیں، اور ہر حلقے کا وزن تین سیر قرار دیا گیا ہے۔

ہاتھی کی طاقت کا اندازہ کر کے زنجیریں طول و وزن میں مختلف ہوتی ہیں۔ زنجیر کا ایک سرا زمین میں گاڑتے یا کسی ستون سے باندھتے ہیں اور دوسرا سرا ہاتھی کے بائیں پاؤں میں باندھا جاتا ہے۔

پیشتر دوسرا سرا ہاتھی کے ہاتھ میں باندھا جاتا تھا، ایک روز اس کی وجہ سے جانور کے سینے پر چوٹ آئی اور قبلۂ عالم نے اس قاعدے کو منسوخ فرمایا۔

آنڈو۔ یہ ایک زنجیر ہے جس سے جانور کے دونوں ہاتھ باندھے جاتے ہیں۔ وہ زنجیر و جانور کو نقصان و تکلیف پہنچائے قبلۂ عالم کو پسند نہیں ہے۔

بیڑی۔ اس زنجیر سے ہاتھی کے دونوں پاؤں باندھے جاتے ہیں۔

بلند۔ یہ ایک قسم کی بیڑی ہے جو خود قبلۂ عالم نے ایجاد فرمائی ہے۔ یہ ہاتھی کے پاؤں میں ڈالی جاتی ہے جس سے جانور چل تو سکتا ہے لیکن دوڑ نہیں سکتا۔

گدھ بیڑی ۔ اس کی قطع آنڈو سے مشابہ ہے۔ اس بیڑی کا زور آور اور تیز رفتار ہاتھی کے پاؤں میں اضافہ کیا جاتا ہے۔

لوہ لنگر ۔ ایک بڑی زنجیر کا نام ہے جو ہاتھی کی حیثیت کے مطابق تیار کی جاتی ہے۔ اس کا ایک سرا جانور کے داہینے ہاتھ میں باندھتے ہیں اور ایک سرا ایک گو کے کندے میں مضبوط باندھتے ہیں۔

اس رسّی کو فیلبان اپنے پاس رکھتے ہیں۔ جانور کی تیز رفتاری و کجروی کے وقت جب ہاتھی قابو سے باہر ہو جاتا ہے تو اس زنجیر کو اگلے پاؤں میں ڈال دیتے ہیں۔ زنجیر کے ڈالتے ہی زنجیر تو پاؤں میں لپیٹ جاتی ہے اور کندے سے جانور کو تکلیف پہنچتی ہے اور ہاتھی کھڑا ہو جاتا ہے۔

یہ زنجیر بھی جہاں پناہ کی ایجاد ہے جس نے مکانوں کو محفوظ اور اور اہل مکان کو مطمئن بنایا۔

چرخی ۔ یہ ایک کھوکھلی نئے ہے جس کے بیچ میں ایک سوراخ ہے۔ نئے نصف گز دو طسوج لابنی ہے۔ اس کے بیچ میں مٹّی بھر کر درمیان سے بند کر دیتے ہیں اور ہر دو سروں کی جانب بارود ڈال کر دونوں طرف ایک ایک فتیلہ لگاتے ہیں اور فتیلوں کو کاغذ میں لپیٹ دیتے ہیں۔

درمیانی سوراخ میں ایک لکڑی لگاتے ہیں۔ یہ لکڑی نئے کے پار ہو جاتی ہے اور چرخی کی شکل صلیب کی سی نمودار ہوتی ہے۔ اسی لکڑی سے چرخی کو پکڑتے ہیں۔

چرخی میں آگ دینے سے یہ گھومتی اور خوفناک آواز دیتی ہے۔

ایک جری پیادہ اس کو ہاتھ میں لے کر آگے رہتا ہے۔ اُس کی آواز و گردش سے ہاتھی اپنے ہمسر کی جنگ و دیگر بے روشی سے باز رہتا ہے۔

پیشتر ہاتھیوں کو جنگ آزمائی سے روکنے کے لئے آگ روشن کی جاتی تھی، جس میں محنت زائد اور فائدہ کم ہوتا تھا، جہاں پناہ نے اس چرخی کو ایجاد کر کے اہل عالم کو تکلیف سے نجات دی۔

اندھیاری ۔ جس کو قبلۂ عالم نے اُجیالی کے نام سے موسوم کیا۔

:: ایک چہار گوشہ کتانی لباس ہے جو نصف گز یا اس سے کچھ زائد لانبا ہوتا ہے۔ آجیالی زربفت ومخمل وغیرہ بیش قیمت کپڑوں کی بھی تیار کی جاتی ہے۔ اس کے سرے کو کلاوے سے باندھ کر ہاتھی کے منھ پر ڈال دیتے ہیں اور جانور کچھ دیکھ نہیں سکتا جس کی وجہ سے بیشمار انسان اذیت وتکلیف سے نجات پاتے ہیں۔ اکثر اوقات غصّے کی حالت میں یہ اندھیاری جانور کے منھ پر سے ہٹالی جاتی ہے۔

قبلۂ عالم نے آجیالی کے آخر میں تین وزنی گھونگرو نصب کیے جن کی وجہ سے لباس اور زائد لٹک گیا اور حضرت کی جدّت آفرینی سے اس طرح کمی کو پورا کر دیا۔

کلاوہ۔ چند رسیّوں کو بلا لپیٹے ہوئے یکجا کرتے ہیں اس طرح کہ مختلف رسیّوں کا پھیلاؤ یا موٹائی آٹھ انگشت اور اس کی درازی ڈیڑھ گز ہوتی ہے۔ اس مجموعے کے دو طرف سے حلقے ڈال کر جانور کے گلے میں باندھتے ہیں۔ فیلبان اپنے دونوں پاؤں اس رسّی میں ڈال کر ہاتھی کی گردن پر بیٹھتا ہے۔ یہ رسّی ریشم و چمڑے کی بھی بنائی جاتی ہے۔

بعض رسیّوں میں لوہے کی تیز سلاخیں بھی لٹکا دیتے ہیں۔ اس شئے سے فائدہ یہ ہوتا ہے کہ جانور سر کی جنبش سے فیلبان کو زمین پر نہیں گرا سکتا۔

ڈلیٹھی۔ ایک گز کی ایک طناب ہے جو لاٹھی کے برابر ہوتی ہے، اس کو کلاوے سے اوپر باندھتے ہیں جس کی وجہ سے کلاوے میں اور زیادہ استحکام ہو جاتا ہے۔

کنار یہ ایک تیز سیخچہ ہے جو نصف گز لانبا ہوتا ہے، اس کو بھی کلاوے میں لٹکاتے ہیں۔ ہاتھی کو جوش میں لانے یا اس کی رفتار کو تیز کرنے کے لئے اس سیخچے کو ہاتھی کے کان میں چبھوتے ہیں۔

ڈُور۔ یہ گندہ رسّی ہے جو دُم سے گلے تک باندھی جاتی ہے۔ اس کو نہایت سلیقے سے باندھتے ہیں۔ علاوہ زیبائش کے کجروی کے عالم میں اسی رسّی کو پکڑ کر جانور کو قابو میں رکھتے ہیں

اسی رسی میں آرائش کی بیشمار چیزیں لٹکائی اور باندھی جاتی ہیں۔

گدیلہ - ایک تکیہ ہے جس کو ہاتھی کی پیٹھ پر رکھ کر نیچے طناب سے باندھتے ہیں۔ اس سے زخم نہیں لگتا اور جانور کو آرام حاصل ہوتا ہے۔

گڈوئی - پیتل کی ایک زنجیر ہے جو دُم کے قریب باندھی جاتی ہے۔ یہ زنجیر دُم کو طناب کے گزند اور بوجھ سے محفوظ رکھتی ہے اور زینت و آرائش کا سبب بھی ہے۔

پچھوہ - رسّیوں کا ایک قسم کا جال ہے جو جانور کے سرین پر باندھا جاتا ہے۔ بھوئی اس سے سہارا لیتا ہے اور یہ جال تیر اندازی میں معین ہوتا ہے۔

چوراسی - چند گھونگرو تاگے میں گوندھ کر بانات کے ایک ٹکڑے میں سی دیتے ہیں اور اس کو ہاتھی کے سُرین و سینے کے قریب آگے کی طرف باندھتے ہیں۔ اس زیور سے ہاتھی کی آرائش اور اُس کی شان میں نمایاں اضافہ ہو جاتا ہے۔

پیٹ گچھہ - یہ دو زنجیریں ہیں جو جانور کے دونوں طرفیں باندھی جاتی ہیں اور ایک گھنٹا زنجیروں میں لٹکا کر شکم کے نیچے باندھتے ہیں۔ اس سے بھی جانور کی خوبصورتی اور شان میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

بڑے گھنٹے - چھ دونوں پہلوؤں اور تین کلاوے میں لٹکائے جاتے ہیں۔ یہ خاص قبلۂ عالم کی ایجاد ہیں۔

قطاس (تبت کے بیل کی دُم کے چھوٹے مورچل) یہ ساٹھ یا اس کے کم و زائد ہوتے ہیں اور جانور کے گلے، دانتوں، گردن اور پیشانی پر لٹکاتے ہیں۔ رنگ میں سیاہ، سفید اور ابلق ہوتے ہیں۔ ان سے بھی جانور کی آرائش بڑھ جاتی ہے۔

ٹیا - پانچ لوہے کی تیلیوں کو جو ایک ایک گز لانبی اور چار چار انگشت چوڑی ہوتی ہیں، لوہے کے چھلّوں سے ایک دوسرے سے باندھتے ہیں اور دونوں طرف دو دو زنجیریں ڈالتے ہیں جو ایک ایک گز لانبی ہوتی ہیں۔ ایک زنجیر کو کان کے اوپر سے اور دوسری کو کان کے نیچے سے اوپر لاکر کلاوے میں مضبوط باندھتے ہیں۔ ان دونوں کے درمیان میں ایک دوسری زنجیر باندھ کر اُس کو سر کے اوپر لاکر کلاوے سے باندھتے ہیں اور نیچے کی طرف چار سوئیوں کو جن کے سرے خمدار ہوتے ہیں صلیب کی طرح نصب کرتے ہیں۔ ان سوئیوں میں لٹو ہوتے ہیں اور

اسی مقام پر قطاس آویزاں کیئے جاتے ہیں۔

نیچے کی جانب بھی اسی طرح تین زنجیریں لٹکاتے ہیں۔ اس کے بعد چار زنجیریں دوسرے حلقوں میں آویزاں کی جاتی ہیں۔ پہلی تین زنجیروں میں دو کو سونڈ کے گرد باندھتے ہیں، تیسری کو درمیان میں آویزاں چھوڑ دیتے ہیں۔ انھی حلقوں میں پیشانی کے اوپر مورچل وغیرہ زیب و زینت کے ساتھ نصب کیئے جاتے ہیں۔ اس زیور سے بھی جانوروں کی آرائش بڑھ جاتی ہے اور ہاتھی بیحد خوبصورت معلوم ہوتا ہے اور اُس کو دیکھ کر اونٹ اور گھوڑے بھاگتے ہیں۔

پاکھر۔ برگستوان کی شکل کا ہوتا ہے اور فولاد کا تیار کیا جاتا ہے۔ یہ جامہ سر اور خرطوم کے لیئے ایک جداگانہ زیور کا کام دیتا ہے۔

گج جھمپ۔ یہ ایک پوشش ہے جو پاکھر کے اوپر ڈالی جاتی ہے۔ اس سے شان و شکوہ میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ ولایتی ٹاٹ کو تین تہ کر کے سیتے ہیں اور باہر کی جانب اس میں چوڑے بند ٹانکتے ہیں۔

میگھ ڈنبر۔ یہ ایک شامیانہ ہے جس کو قبلۂ عالم نے ایجاد فرمایا ہے۔ ہاتھی کے اوپر تانا جاتا اور جانور کی شان و شوکت کو بڑھاتا ہے۔ فیلبان اُس کے سائے میں آرام پاتا ہے۔

رن بھل۔ پیشانی بند ہے۔ زربفت وغیرہ قیمتی کپڑوں کا تیار کیا جاتا ہے اس کے دامن میں بہترین نادوختہ کپڑے اور مورچل لٹکاتے ہیں جو ہوا میں ہلتے اور خوشنما منظر پیش کرتے ہیں۔

گیتیلی۔ چار چھلوں کو باہم ملاتے ہیں اور تین حلقے ان کے اوپر اور دو حلقے سب سے اوپر جوڑ کر ہاتھی کے پاؤں میں لٹکاتے ہیں جس سے اُس کی شان دوبالا ہو جاتی ہے۔

پائے رنجن۔ چند گھونگرو کے مجموعے کا نام ہے جو گیتیلی کی طرح پاؤں میں باندھے جاتے ہیں۔

انکش۔ یہ ایک چھوٹی لوہے کی سلاخ ہے۔ قبلۂ عالم اس کو گج باگھ کہتے ہیں۔ اس سے ہاتھی کو قابو میں رکھتے اور جہاں چاہیں کھڑا کر لیتے ہیں۔

گدڑ۔ لوہے کا دوزبانہ نیزہ ہے جو بھوئی کے ہاتھ میں رہتا ہے۔ بھوئی اس نیزے سے جانور کو کجرفتاری سے روکتا ہے۔
بنگری۔ لوہے اور پیتل کے چند چھلّوں کو کہتے ہیں جو زینت اور استحکام کے لئے جانور کے دانت میں پہنائے جاتے ہیں۔
گدڑآنسا۔ ایک ہاتھ لانبا نیزہ ہے۔ اس سے بھوئی ہاتھی کو اکساتا اور تیز رو کرتا ہے۔
جھنڈا۔ علم کی طرح ہوتا ہے، اس میں خرد مورچل لٹکا کر جانور کی کمر میں باندھتے ہیں۔

ہاتھی کی زیب وزینت اور آرائش کا بیان معرض گفتار میں نہیں آسکتا۔ ہر سال مست اور شیر گیر و سادہ کے لئے سات چادریں روئی دار کپڑے کی اور چار کنبل بافتہ سن کے اور چار عمدہ پشمینے کی رسّیاں جن کو کنبل کہتے ہیں اور آٹھ گائے کے چمڑے کی چادریں دی جاتی ہیں۔ روئی دار کپڑے کی قیمت آٹھ دام، کنبل دس دام اور چمڑے کی آٹھ دام مقرّر ہے۔

منجھولے اور کرہے کے لئے روئی دار چار کنبل کی تین اور چمڑے کی سات چادریں مقرّر ہیں۔
پھندرکیہ، موکل اور مادہ فیل کے لئے تین روئی دار چادریں، دو کنبل اور چار چمڑے کی چادریں مقرّر ہیں۔ ابرہ واستر کو باہم سی کر ہاتھی کی جھول تیّار کرتے ہیں۔ ہر جھول کے لئے نصف سیر ریمانی سَن دوختت کے لئے دی جاتی ہے۔ ایک من دانے کے ساتھ دس سیر لوہا زنجیر وغیرہ کے لئے مقرّر ہے۔ دانے کے مقرّرہ وزن کے مطابق لوہے کا حساب کر کے افسر حلقہ کے سپرد کیا جاتا ہے۔ ایک سیر کی قیمت دو دام مقرّر ہے۔
ہر پوست کے لئے ایک سیر روغن کنجد مقرّر ہے۔ ایک من تیل کی قیمت ساٹھ دام ادا کی جاتی ہے۔

پانچ سیر صاف شدہ روئی ایک کلاوے کے لئے مقرّر کی گئی ہے۔ لیکن یہ اُس جانور کے ساتھ مخصوص ہے جو فوجدار کی سواری میں رہتا ہے۔ ایک سیر روئی کی قیمت آٹھ دام مقرّر ہے۔
دوسرے ہاتھیوں میں چمڑے وغیرہ دیگر اشیا جو صرف ہوتی ہیں وہ حلقہ دار خود فراہم کرتے اور اُن سے کلاوے تیّار کرتے ہیں۔ جامۂ کہنہ کے عوض ہر سال بارہ دام وضع کرلئے جاتے ہیں۔

آئین (۴۵)

خاصہ فیلاں

خاصے کی سواری کے لئے ہمیشہ ایک سو ایک ہاتھی جدا و مخصوص رہتے ہیں۔ خوراک، تعداد و وزن کے اعتبار سے دیگر جانوروں کی غذا کے موافق لیکن اقسام و نوعیت کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہے۔

اکثر ہاتھیوں کے لئے پانچ سیر شکر، چار سیر روغن زرد اور نصف من چاول فی راس کے حساب سے مقرر ہیں۔ اس میں سیاہ و سرخ مرچیں وغیرہ بھی ملا لیتے ہیں۔

بعض جانوروں کو اس خوراک کے علاوہ ڈیڑھ من دودھ بھی دیا جاتا ہے۔

گنے کی فصل میں ہر ہاتھی کو تین سو یا اس سے کم و زائد نیشکر دو بار تک روزانہ دئے جاتے ہیں۔ ان کے مہاوت خود قبلۂ عالم ہیں۔

جانور کی مستی کے عالم میں اُس کی خدمت پر تین اور ہوشیاری کے زمانے میں دو بھوئی مقرر ہیں۔

ان کی تنخواہ چار سو دام سے زائد اور ایک سو بیس دام سے کم نہیں ہے۔

تنخواہ کا تقرر قبلۂ عالم کے حضور میں کیا جاتا ہے۔ ہر جانور پر چار تنجھ مقرر ہیں۔

بڑے جانوروں کے حلقوں میں مادہ فیل کمتر شامل کی جاتی ہیں۔

خاصے کے ہاتھیوں میں ہر حلقے میں تین مادہ اور بعض حلقوں میں زائد داخل ہیں

مادہ فیل اوّل کے لئے ڈھائی، دوم کے لئے دو، اور سوم کے لئے ڈیڑھ ٹیمہ مقرر ہیں۔ دوسری قسموں کے جانوروں پر خدمتگاروں کا تقرر بھی حلقوں کے مطابق ہوتا ہے۔

جس طرح کہ ہر حلقہ ایک امیر کے سپرد ہے اسی طرح خاصے کے ہر جانور کی دیکھ بھال بھی ہر امیر کے حوالے کی گئی ہے۔

ہر دس ہاتھیوں کی نگہداشت ایک تجربہ کار کے ذمے ہے جس کو دہائی دار کہتے ہیں۔ اوّل کی تنخواہ بارہ دام، دوم کی دس دام، سوم کی آٹھ دام مقرر ہیں۔

ہر دس خاصے کے ہاتھیوں پر ایک تیز دست زبان آور خدمتگار مقرر ہے جس کو نقیب کہتے ہیں۔ یہ شخص جانوروں کی کم خوراکی، ملازمین کی خیانت، ہاتھیوں کی بیماری و نیز خلاف عادت واقعات کی قبلۂ عالم کو اطلاع دیتا ہے۔

نقیب ایک گھوڑے کی داغ دہی کرتا اور احدیوں کے سررشتے سے تنخواہ پاتا ہے۔ اس سے یہ مراد ہے کہ ایک گھوڑے کے رکھنے کی اُسے اجازت ہے۔

ان کے علاوہ خاصے کے ہر دس جانور پر ایک مقرب و باحضوری ملازم متعین کیا گیا ہے جو خود ہر ہفتے فیل خانے میں جا کر اپنے سپرد کردہ جانوروں کی دیکھ بھال کرتا ہے۔

آئین (۴۶)

خاصۂ سواری

بادشاہ عالم پناہ ابتدا سے تا ایندم اس آسماں پیکر جانور پر سوار ہوتے ہیں۔ اور اس دیو نژاد حیوان کو اپنے قابو میں رکھتے ہیں۔ قبلۂ عالم اس سواری میں اس قدر مشاق ہیں کہ ہاتھی کے عالم مستی میں جانور کے دانتوں پر پاؤں رکھ کر اُس پر سوار ہو جاتے ہیں جس سے تماشائیوں کو سخت حیرت و تعجب ہوتا ہے۔

جہاں پناہ کے حکم سے دلکش عماریاں ہاتھیوں پر کسی جاتی ہیں اور رفتار کی حالت میں بھی خوابگاہیں جانور پر باندھ کر اُس پر آرام فرماتے ہیں۔

خاصے کا ایک ہاتھی ہمیشہ بارگاہ عالی پر کھڑا رہتا ہے۔

سواری کے روز بھوئی کو ایک ماہ کی تنخواہ بطور انعام عطا ہوتی ہے۔

جب حلقے کے دسوں ہاتھیوں پر سواری ہو جاتی ہے تو مقرب ملازم ہفتے میں جلوداری کرتے ہیں، اُن کو انعام مرحمت ہوتا ہے۔ انعام کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

جلودار کو سو دام، دہائی دار کو اکتیس، نقیب کو پندرہ، سیاہہ نویس کو ساڑھے سات۔

اس انعام کے علاوہ ہمرکابی کے وقت ملازمین حسن خدمت کے صلے میں

بیشمار عطیات سے فیضیاب ہوتے ہیں۔

ہر ہاتھی کا ایک حریف بھی مقرر ہے جو ہر روز بارگاہ عالی پر موجود رہتا ہے اور حسب الحکم اپنے رقیب سے آویزہ کشی کرتا ہے۔ لڑائی کے ختم ہونے کے بعد خاصے کے بھوئیوں کو ڈھائی سو دام اور دوسرے بھوئیوں کو دو سو دام بطور انعام مرحمت ہوتے ہیں۔

فیلان خاصہ میں بھوئی اور میٹھ کی تنخواہ سے دہائی دار ہر روپے میں ایک دام مشرف نصف دام اور نقیب ربع دام اپنے حق کا لے لیتے ہیں۔

صدی والے حلقوں میں افسر حلقہ سو میں ایک دام اپنا حق لیتا ہے اور مشرف و نقیب بدستور سابق نصف و ربع دام پاتے ہیں۔

آئین (۴۷)

غرامت

(ندامت و سزا)

جانوروں کے آرام و آسائش اور نیز ملازمین کو تعلیم خدمت کے لحاظ سے اس سررشتے میں بھی مثل دوسرے محکموں کے جرمانے مقرر فرمائے گئے ہیں۔

خاصے کے نر یا مادہ کی موت سے بھوئیوں کی تین ماہ کی تنخواہ واپس لی جاتی ہے۔

اگر جانور کا کوئی سامان گم ہو جاتا ہے تو بھوئی سے دس اور میٹھ سے پندرہ دام بطور جرمانہ وصول کئے جاتے ہیں۔

جھول کے تاوان کا بھی یہی دستور ہے۔

اگر مادہ لاغری اور کمی خدمت کی وجہ سے ہلاک ہو جاتی ہے تو اس کی قیمت بھوئی سے وصول کی جاتی ہے۔

اگر فیلبان جانور کو مستی میں لانے کے لئے دوائیں کھلاتا ہے اور جانور اس طرح ہلاک ہو جاتا ہے تو مجرم کو قتل وہاتھ کاٹنے یا اس کو بردے کی طرح فروخت کر ڈالنے کی سزائیں دی جاتی ہیں۔

اگر جانور خاصے کا ہوتا ہے تو بھوئی سے بھی تین ماہ کی تنخواہ بازیافت ہوتی ہے اور ایک سال کے لئے معطل کیا جاتا ہے۔ ہر ماہ دو تجربہ کار اشخاص

فیل خانے میں جاکر جانور کی لاغری اور فربہی کا اندازہ کرتے ہیں۔ جانوروں کی لاغری کی صورت میں آئین پاؤ گوشت کے مقررہ اوزان کے متعلق امیر متعلقہ سے رقم بازیافت ہوتی ہے اور اُس رقم کے مطابق بھوئی کی تنخواہ میں بھی کمی کردی جاتی ہے، چنانچہ پاؤ گوشت کی کمی پر تنخواہ کا ایک ربع بطور جرمانہ وصول کیا جاتا ہے

فیلان حلقہ میں دستور یہ ہے کہ احدی فیل خانے میں جاکر جب جانوروں کی جانچ کرتا ہے اور جہاں پناہ کو جانوروں کی حالت سے بذریعہ معروضے کے مطلع کرتا ہے۔ اگر جانور مرگیا ہے تو مہاوت اور بھوئی کی تین تین ماہ کی تنخواہیں بطور جرمانہ ضبط کرلی جاتی ہیں۔

اگر جانور کا دانت ٹوٹ جاتا ہے یا بکلی پر زخم لگتا ہے اور جانور ساقط ہو کر بیکار ہو جاتا ہے تو اُس کی قیمت کا ایک ثمن بازیافت ہوتا ہے جس میں دو حصے داروغہ کو اور ایک حصہ فوجدار کو ادا کرنا پڑتا ہے۔

جانور کو دانت کی شکست یا زخم سے نقصان نہیں پہنچا تو اُسی طریقے پر اُس کی قیمت کا سولھواں حصہ وضع کرلیتے ہیں، لیکن اب قیمت کا ۱/۱۰ حصہ بازیافت کیا جاتا ہے۔

خاصے کے ہاتھیوں میں اس قسم کے نقصان کا تاوان و سزا خود قبلۂ عالم اپنی زبان سے مقرر فرماتے ہیں۔

آئین (۴۸)

اصطبل

گھوڑا ہر سہ آبادی میں بلند مرتبہ رکھتا ہے اور کشور کشائی و عمر زندگی کا بہترین ذریعہ ہے۔ قبلۂ عالم اس جانور پر خاص توجّہ فرماتے ہیں۔

سوداگروں کے قافلے جہاں پناہ کے شوق کا اندازہ کر کے عراق و عجم، عرب و روم و ترکستان و بدخشان و شروان و قرغز و تبت و کشمیر و دیگر ممالک سے بہترین گھوڑے ہندوستان لاتے ہیں اور ہمیشہ ایران و توران سے قافلے کے قافلے چلے آتے ہیں۔ اس زمانے میں شاہی اصطبل میں بارہ ہزار گھوڑے موجود ہیں اور جس طرح کہ ہر روز جانوروں کی تعداد بڑھتی جاتی ہے اسی طرح قبلۂ عالم کی بخشش میں روز افزوں ترقی ہے۔

تیز نظر و تجربہ کار حضرات اس سمجھدار و انسان خو جانور کی نسل افزائی میں مصروف ہوتے اور قلیل زمانے میں عرب، ہندوستان کا خراج گزار بن گیا۔ اور بیشمار عربی و عراقی گھوڑوں میں فرق باقی نہ رہا۔

اگرچہ جانور کی نسل ہر مقام پر بڑھائی جاتی ہے لیکن سرزمین کچھ کا گھوڑا بالکل عربی نژاد معلوم ہوتا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ عرب کا ایک جہاز تباہ ہو کر کچھ میں لنگر انداز ہوا۔ اس تباہ شدہ جہاز میں سات عربی گھوڑے تھے

جن کی نسل بڑھائی گئی اور اس زمانے کے گھوڑے اُسی نسل کے ہیں۔

پنجاب میں بھی عراقی نما گھوڑے پیدا ہوئے، خاصکر وہ حصۂ ملک جو دریائے سندھ و دریائے تبت کے درمیان واقع ہے، بہترین جانور پیدا کرنے لگا۔ اس قسم کے گھوڑے کو سنوجی کہتے ہیں۔

صوبۂ دارالحکومت میں ہیبت پور و پچوارہ و تہارہ میں اور صوبۂ اجمیر میں میوات میں جو گھوڑے پیدا ہوتے ہیں اُن کو پچواریہ کہتے ہیں۔

ہندوستان کے شمالی کوہسار میں ایک قسم کے چھوٹے گھوڑے پیدا ہوتے ہیں جو گوٹ کے نام سے مشہور ہیں۔

بنگالے کے آخری حصۂ ملک اور کوچ بہار کے قریب ایک قسم کا گھوڑا پیدا ہوتا ہے جس کا قد ترکی اور گوٹ کے مابین ہوتا ہے، اس گھوڑے کو ٹانگھن کہتے ہیں۔ یہ جانور قوی اور مضبوط ہوتا ہے۔

جہاں پناہ نے اپنی دوربینی و آگاہ دلی سے اس جانور کے تمام و کمال حالات سے واقف ہو کر اُس کے مراتب مقرر فرمائے قبلۂ عالم نے اپنی شناسائی و تجربے سے طرح طرح کے اسباب و زیورات ایجاد فرمائے اور کاروبار میں رونق و قوت عطا فرما کر ضروریات زمانہ کو پورا فرمایا۔

جہاں پناہ گھوڑوں کے معاملات و حالات پر، جو حکومت ستانی کا زیور اور عظمت و شان کا ذخیرہ ہیں، بیحد توجہ فرماتے ہیں

قبلۂ عالم نے ایک جگہ خاص گھوڑوں کی خرید و فروخت کے لئے مقرر فرما دی ہے تاکہ سوداگر انتظار کی تکلیف برداشت کئے بغیر آرام سے قیام کریں اور ہر طرح کے نقصان و ضرر سے محفوظ رہیں اور خریداروں کی کثرت اور عام رعایا کی خواہش سے جو سوداگروں میں حرص و طمع کی گرم بازاری ہو گئی ہے اس کی وجہ سے گھوڑوں میں بے اعتدالی نہ واقع ہو، اور جو اشخاص نیک نہاد اور گھوڑوں کے شائق ہیں اُن سے بچ کر جانور کم مرتبہ افراد کے ہاتھ میں نہ جائے۔

جس سوداگر کی ایمانداری کا ثبوت مل چکا ہے، وہ اپنے وعدہ وفائی میں نیک نام مشہور ہو چکا ہے، اُس کو اختیار ہے جس جگہ مناسب خیال کرے

اپنے گھوڑوں کو رکھے اور قرارداد کے وقت اُن کو لے آئے۔

دوسرے یہ کہ جہاں پناہ نے ایک صاحب فہم ور استباز شخص کو کاروان سرائے کی امینی پر مقرر فرمایا تاکہ یہ شخص اپنے تجربہ و واقفیت سے سوداگروں کو قوانین واحکام بادشاہی سے تجاوز نہ کرنے دے، اور بدطینت سخن ساز افراد کو گرفت وطعنہ زنی کا موقع نہ ملے۔

تیسرے یہ کہ جہاں پناہ نے ایک قابل تبکچی اس سررشتے میں مقرر فرمایا جس کا فریضہ یہ ہے کہ گھوڑوں کے امور اور اُن کی نمائش کا کافی انتظام رکھے اور شاہی آئین وقوانین کو گوشۂ دل سے فراموش نہ ہونے دے۔

چوتھے یہ کہ قبلۂ عالم نے راستباز، قیمت شناس مقرر فرمایا ہے جو گھوڑے کے مدارج اور ترتیب آمد کے لحاظ سے ان کی قیمت کا تعین کرتے ہیں۔

قبلۂ عالم ان اشخاص کو اپنی نوازش شاہانہ سے قرارداد سے بہت زیادہ عطا فرماتے ہیں اور یہ بغیر انتظار کی تکلیف برداشت کئے ہوئے کامیاب واپس آتے ہیں۔

آئین (۴۹)

مراتب اسپ

گھوڑے دو قسم کے قرار پائے، خاصگی و غیر خاصگی۔

منتخب و بہترین عربی و عراقی گھوڑوں کے چھ طویلے قائم کئے گئے ہیں اور ہر طویلے میں چالیس گھوڑے ہیں۔

دیگر طویلے شاہزادوں کے ہیں۔ ان کے علاوہ ترکی نژاد جانوروں کے طویلے اور خانہ زاد گھوڑوں کے اصطبل میں ہر طویلہ ایک نام سے موسوم ہے جس میں تیس گھوڑوں سے زائد نہیں جمع کئے جاتے۔

قبلۂ عالم ہر چھ طویلوں کے جانوروں پر سوار ہوتے ہیں۔

خانہ زاد طویلے تین قسم کے ہیں۔ سی اسپی، بست اسپی، و دہ اسپی۔

جس گھوڑے کی قیمت دس اشرفی تک قرار پاتی ہے وہ دہ تھہری طویلوں میں رکھا جاتا ہے اور جو گھوڑا گیارہ سے لے کر بیس اشرفیوں تک خریدا جاتا ہے وہ وہ بست تھہری گھوڑوں کے طویلے میں داخل کیا جاتا ہے اور علیٰ ہذا القیاس۔

اس سررشتے کی نگہبانی کے لئے بھی امراو منصبدار و بزرگ احدی مقرر ہیں۔

جانور کے لئے سوکھی گھاس اور دلا ہوا دانہ سرکار سے دیا جاتا ہے۔

چونکہ فرمان مبارک یہ ہے کہ طویلے کا محافظ ایک گھوڑا اپنی سواری میں رکھے، اس کے جانور کے چارے اور تمام اخراجات کا یہ شخص خود کفیل ہوتا ہے۔

آئین (۵۰)

خوراک

خاصے کے ہر گھوڑے کے لئے آٹھ سیر دانہ مقرر تھا جب کہ سیر اٹھائیس دام کا تھا لیکن جب سیر کے وزن میں دو دام کا اضافہ ہوا تو بجائے آٹھ سیر کے ساڑھے سات سیر روزانہ دانہ دیا جانے لگا۔

جاڑے میں موٹھ یا ماش پکا کر دیتے ہیں اور گرمیوں میں چنا دیا جاتا ہے، خوراک میں دو سیر آٹا اور ڈیڑھ سیر شکر بھی داخل ہے۔ جاڑے میں قبل تر گھاس دینے کے نصف سیر روغن زرد بھی دیا جاتا ہے۔

دو دام روزانہ گھاس کے لئے دئے جاتے ہیں لیکن تر گھاس کے زمانے میں خشک گھاس نہیں دی جاتی۔ ایک گھوڑا تین بیگے کی پیداوار کھا جاتا ہے۔ جب شکر کے عوض گڑ دیا جاتا ہے تو گھی بھی بند کر دیا جاتا ہے۔

جب جانور کو تازی گھاس کھلانا شروع کرتے ہیں تو ابتدا میں تین روز دانہ بند رہتا ہے اس کے بعد چھ سیر دانہ اور دو سیر گڑ ہر روز بطور راتب مقرر کر دیا جاتا ہے۔

دوسرے عراقی و ترکی طویلوں میں ہر جانور کو ساڑھے سات سیر دانہ روزانہ دیا جاتا ہے۔ چھ ماہ جب تک کہ ہوا میں خنکی رہتی ہے، دانہ پکا کر دیا جاتا ہے۔ دانہ پکانے کے لئے ایک من کا خرچ ایک دام مقرر ہے۔ ایک ہفتے میں

چار سیر نمک دیا جاتا ہے۔ جس زمانے میں کہ گھی اور تر گھاس دی جاتی ہے تو جن گھوڑوں کی قیمت اکتیس اشرفیوں سے زائد ہوتی ہے ان کو ایک سیر شکر بھی دینا ضروری ہے اور جو جانور اکتیس اشرفی سے کم لیکن اکتیس اشرفیوں سے زاید کی قیمت کے ہوتے ہیں اُن کے لئے نصف سیر شکر روزانہ مقرر ہے۔ ا سے کم قیمت کے گھوڑوں کو شکر مطلق نہیں دی جاتی

تر گھاس دینے کے قبل ہر اُس گھوڑے کو جس کی قیمت اکیس اشرفیوں سے لے کر سوا اشرفیوں تک ہوتی ہے، ایک من دس سیر روغن زرد دیا جاتا ہے اور اُس جانور کو جس کی قیمت گیارہ اشرفیوں سے بیس اشرفیوں تک ادا کی جاتی ہے تیس سیر روغن دیا جاتا ہے۔

جو گھوڑے گیارہ اشرفی سے کم قیمت کے ہیں اس کو روغن و شکر و تر گھاس نہیں دی جاتی۔

ہر گھوڑے کے لئے روزانہ ½ دام نمک مقرر ہے۔ اگرچہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ گھوڑوں کو تمام نمک یکبارہی کھلا دیتے ہیں۔ اُن عراقی و ترکی گھوڑوں کے لئے جو ہمرکاب رہتے ہیں، دو دام روزانہ مقرر ہیں اور جو جانور پرگنات کو روانہ کر دئے جاتے ہیں، اُن کے لئے فی راس ڈیڑھ دام مقرر ہے۔

جاڑے میں ہر گھوڑے کے لئے سوکھی گھاس کے عوض ایک بیگہ تازہ دانے کا مقرر ہے جس کے لئے ہمرکابی کے جانوروں پر دو سو چالیس دام اور پرگناتی گھوڑوں پر دو سو دام صرف ہوتے ہیں۔

تردانے کی خورش کے زمانے میں ہر گھوڑے پر دو مَن گڑ خرچ ہوتا ہے۔ لیکن اسی قدر قیمت دانے کی رقم میں سے کم کر دیا جاتا ہے۔ کارخانے کے عمال تمام اخراجات کی برآورد تیار کرتے ہیں اور بہترین قاعدے کے مطابق مقررہ وقت پر تنخواہ پاتے ہیں۔

جانور کی علالت کے زمانے میں بیطار کے صداقت نامے کے مطابق جانور کے علاج میں جو رقم صرف ہوتی ہے وہ ادا کی جاتی ہے۔ جو گھوڑا کہ گلۂ مادیان میں باندھا جاتا ہے اُس کی خوراک خاصے کے جانور کی قرار پاتی ہے

گوٹ گھوڑوں کے لئے ساڑھے پانچ سیر دانہ مقرر ہے۔ نمک بدستور سابق دیا جاتا ہے۔ خشک گھاس کے لئے ہمرکابی کے جانوروں کو ڈیڑھ دام اور پرگناتی گھوڑوں کو $\frac{3}{5}$ ۱ دام مقرر ہیں۔

ان جانوروں کو قند و روغن و تر دانہ نہیں دی جاتی۔

قسراق (مادۂ اسپ) ان جانوروں کو ہمرکابی کی حالت میں ساڑھے چار سیر دانہ اور نمک بدستور اور گھاس کے لئے ایک دام۔ پرگناتی گھوڑی کے لئے نمک کا وزن بدستور سابق مقرر ہے لیکن خشک گھاس کی قیمت ہمرکابی کے گھوڑوں کے مطابق ایک دام اور پرگناتی کے لئے $\frac{3}{4}$ دام مقرر ہے۔

مادۂ اسپ کے لئے $\frac{3}{4}$ ۲ سیر دانہ، اُن کے لئے خشک گھاس و نمک و لکڑی کی رقم مقررہ نہیں ہے۔

بچہ پیدا ہونے کے بعد تین ماہ ماں کا دودھ پیتا ہے اور اس کے بعد نو ماہ تک اُس کو دو گاؤں کا دودھ دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد چھ ماہ تک $\frac{3}{4}$ سیر دانہ پاتا ہے۔

اس مدت کے گزرنے کے بعد ہر چھ ماہ کے بعد ایک سیر دانہ زیادہ کیا جاتا ہے۔

تین سال گزرنے کے بعد مذکورۂ بالا دستور کے موافق خوراک دی جاتی ہے۔

آئین (۵۱)

رخت

خاصے کے گھوڑوں کو سواری کے وقت جن انواع و اقسام زیورات و جواہرات و مختلف پوشاک سے آراستہ کرتے ہیں، اُن کی تفصیل دراز و دشوار ہے۔

ہر سالہ پوشش کے لئے دو سو ساڑھے ستتر دام دئے جاتے ہیں، جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

ارتک۔ چھینٹ کا لباس ہے، جس میں روئی بھری جاتی ہے۔ قیمت سینتالیس دام۔

یال پوش بتیس دام..... روپاک پشمیں دو دام۔

یہ چیزیں ہر چھ ماہ پر دی جاتی ہیں اور پرانے ارتک کے عوض اصل کا ½ حصہ قیمت وضع کر لیا جاتا ہے۔ اسی طرح یال پوش میں اصل قیمت کا ¼ حصہ بازیافت کر لیا جاتا ہے۔

جل۔ ایرہ بالوں کا بنایا ہوا اور استر نمد کا ہوتا ہے۔ بیالیس دام۔

تختہ یا سر بند و پائے بند ریسمانی۔ چالیس دام۔

پشت تنگ۔ آٹھ دام۔

تنگس ران۔ تین دام۔

تختہ وقینرہ (دہانہ) چودہ دام۔
خرخرہ ۔ ڈیڑھ دام۔
توبرہ ۔ چھ دام۔
مٹی کا برتن، دانہ کھلانے کے لئے ایک دام۔

یہ تمام اشیا سال میں ایک بار دی جاتی ہیں اور پرانی چیزوں کے معاوضے میں ½ ۱۵ دام وضع کر لئے جاتے ہیں ۔غیر خاصے کے جانوروں میں اکتیس اشرفیوں کی قیمت تک کے گھوڑوں کے لئے ایک سال میں ½ ۱۹۶ دام صرف ہوتے ہیں۔ پرانے اسباب کے معاوضے میں ½ ۲۵ دام منہا کر لئے جاتے ہیں گیارہ اشرفیوں سے لے کر بیس اشرفیوں کی قیمت کے جانوروں پر سال ¼ ۱۵۵ دام خرچ ہوتے ہیں ۔ اخراجات کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

ارتک ¾ ۳۹ دام	یال پوش ¼ ۷ دام۔
نمدی جل ...... تیس دام	پشت تنگ چھ دام۔
تختہ وقینرہ ۔ دس دام	تختہ بند و پائے بند پتیس دام
تکس ران ۔ دو دام	دست مال ½ ۱ دام
خرخرہ ...... ¼ ۱ دام	مٹی کا برتن ۔ ایک دام
توبرہ .... ½ ۴ دام	....

پرانے اسباب کے عوض میں بیس دام وضع کر لئے جاتے ہیں۔
دَہ مُہری وقسراق وگوٹ جانوروں پر ¼ ۱۱۷ سالانہ خرچ ہوتے ہیں۔

ارتنک ..... سینتیس دام	یال پوش ۔ چوبیس دام و نصف
جُل .... چوبیس دام	تختہ بند و پائے بند ۔ آٹھ دام
تختہ وقینرہ ..... آٹھ دام	پشت تنگ .... پانچ دام
تکس ران و دست مال تین دام	خرخرہ .... ¼ ۱ دام
مٹی کا برتن .... ایک دام	توبرہ ۔ چار دام و نصف

بازیافت مذکورہ بالا۔
کراہ آہنین (لوہے کا کڑھاؤ) یہ وہ برتن ہے جس میں دس گھوڑوں کے لئے

دانہ پکایا جاتا ہے۔ ایک من لوہے کی قیمت ۱۴۰ دام ادا کی جاتی ہے۔ اس رقم میں لوہار کی اجرت بھی شامل ہے
تانبے کا طشت، اس میں جانوروں کو پانی پلایا جاتا ہے۔ خاصے کے دس گھوڑوں میں ایک۔ قیمت ۱۴۰ دام۔ دوسری قسم کے گھوڑوں کے بھی اسی طویلے وغیرہ میں ایک۔
کمند جس میں لوہے کی میخیں بھی لگی ہوتی ہیں۔ اس سے گھوڑوں کو باندھتے ہیں۔
یہ زنجیر ساہچل اسپی طویلے میں تین اسّی اسپی میں دو اور بقیہ میں ایک دی جاتی ہے۔
ہر زنجیر بیس سیر وزنی ہوتی ہے۔ لوہے کی قیمت ایک سو چالیس دام اور مزدوری کے سولہ دام ادا کیے جاتے ہیں۔
لوہے کی میخ۔ ہر زنجیر میں دو ہوتی ہیں۔ ہر میخ کا وزن پانچ سیر ہے جس کی قیمت پندرہ دام مقرر ہے۔
ہتوڑا پانچ سیر وزنی ہوتا ہے میخ ٹھوکنے کے کام آتا ہے۔ ہر طویلے کے لئے ایک عدد مقرر ہے۔ پرانی تانبے اور لوہے کی چیزیں جو خاصے کے جانوروں کے لئے دی جاتی ہیں، شکست ہو جانے پر حسب حد تک درست ہو سکتی ہیں داروغہ اُن کو ٹھیک کر لیتا ہے اور جب بیکار ہو جاتی ہیں تو نرخِ حال کے مطابق رقم وضع کر کے بقیہ نقد ادا کر دی جاتی ہے۔
خاصے کے علاوہ دیگر اقسام کے جانوروں میں تین برس کے بعد نصف قیمت بازیافت ہوتی ہے۔
نعل سال میں دو بار بندھتے ہیں اور چاروں ہاتھ اور پاؤں میں نعل بندی کی اُجرت آٹھ دام دی جاتی تھی لیکن اب اجرت میں دو دام کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔
کونڈلان، دس گھوڑوں میں ایک۔ قیمت ۸۰/۳/۴ روپے۔

خدمتگار

آختہ بیگی۔ تمام جانوروں کے حالات سے واقفیت رکھتا اور اُن کی دیکھ بھال و علاج وغیرہ میں دیگر ملازمین کی رہنمائی کرتا ہے۔ یہ عہدہ بجید بلند و بالا ہے جس پر کوئی نامی امیر مقرر کیا جاتا ہے۔

اس زمانے میں یہ خدمت خانخاناں کے سپرد ہے۔

داروغہ، ہر طویلے میں ایک ارادتمند و نیک خصال ملازم مقرر ہے۔ اس عہدے پر پنجہزاری امرا سے لے کر عالی رتبہ احدیوں تک کا تقرر ہوتا ہے۔

مشرف، جانوروں کا شمار کرنا اور خرچ کی نگہداشت و نیز اخراجات کی برآورد تیار کرنا اُس کے فرائض میں داخل ہیں۔ یہ افسر بھی امرا کے گروہ میں سے منتخب کیا جاتا ہے۔

اغتچی، یہ شخص سازوسامان کی حفاظت کرتا اور گھوڑوں پر زین کستا ہے۔

دیدہ ور، جانور کے حضور میں پیش ہونے کے قبل، یہ شخص گھوڑے کے تمام حالات کی تفتیش کر کے اُس کی نوعیت و مرتبہ کا تعین کرتا ہے۔ ان ملازمین کی بیان کردہ کیفیت کو مشرف قلمبند کرتا ہے۔ ان میں سے اکثر ملازمین گروہ احدیاں میں داخل اور اسی سررشتے سے تنخواہ پاتے ہیں۔

چابک سوار، جانور پر سوار ہو کر اُس کی تیزی رفتار و طے کردہ مسافت کا اندازہ کر کے مشرف کو تمام حالات قلمبند کراتا ہے۔ اس ملازم کو بھی احدی کے برابر تنخواہ دی جاتی ہے۔

ہاڈا، یہ ملازمین قوم کے راجپوت ہیں، جو جانوروں کو مختلف اُصول کی تعلیم دیتے ہیں، جن میں سے چند احدیوں کے گروہ میں تنخواہ پاتے ہیں۔

میردہ، یہ شخص ایک سائیس ہے جو اپنے ماتحتوں سے زیادہ پیشے سے واقفیت رکھتا اور دس سائیسوں کا سردار ہے۔ یہ بھی گروہ احدیاں میں داخل ہے۔ خاصے کے طویلوں میں اس کی تنخواہ ایک سو بہتر دام ہے طویلۂ خانہ زاداں میں ایک سو ساٹھ۔ دیگر طوائل سی اسپی میں ایک سو چالیس دام بست اسپی میں سو دام اور دہ اسپی میں بتیس دام مقرر ہے۔

یہ کارکن بھی دو گھوڑوں کی تیمارداری کرتا ہے۔

بیطار (گھوڑوں کا طبیب) احدیوں کے گروہ میں تنخواہ پاتا ہے۔

نقیب یا محافظ، چند تیز دست و ہوشیار اشخاص کا اس غرض سے تقرر کیا جاتا ہے کہ طویلوں کے حالات سے داروغہ و مشرف کو آگاہ کرتے ہیں۔

گھوڑوں کو حاضر کرنے کی خدمت الٰہی سے متعلق ہے۔ اس گروہ کے دوسر دار احدیوں میں داخل ہیں اور تیس اشخاص ان کے ماتحت ہوتے ہیں۔ ان کی تنخواہیں ایک سو سے لے کر ایک سو بیس دام تک مقرر ہیں۔

سائیس، دو گھوڑوں پر ایک شخص کا تقرر ہوتا ہے۔ اس کی تنخواہ طویلوں کے لحاظ سے مختلف ہے۔

چہل اسپی طویلے میں ایک سو ستّر دام شاہزادۂ ولی عہد کے طویلے میں ایک سو اڑسٹھ دام، دوسرے شاہزادوں کے طویلے میں ایک سو چھتیس دام، خانہ زاد طویلے میں ایک سو چھبیس دام طوائل سی اسپی میں ایک سو چھ دام، بست اسپی طویلوں میں ایک سو تین دام، اور طوائل دہ اسپی میں ایک سو دام مقرر ہیں۔

جلودار یا پیک ان کی تنخواہیں بارہ سو دام سے زائد اور ایک سو بیس دام سے کم نہیں ہیں۔ اس کے علاوہ تیز رفتاری و حسن خدمات کے لحاظ سے تنخواہ میں تغیر بھی ہو جاتا ہے۔ اکثر اشخاص پچاس سے سو کوس تک ایک روز میں دوڑتے ہیں۔

نعلبند، اکثر احدی اور پیادے ہوتے ہیں۔ ہر کس کی تنخواہ ایک سو ساٹھ دام مقرر ہے۔

زین دار، یہ ملازم بھی مثل نعلبند کے ہے۔ خاصۂ چہل کافی طویلے میں ہر دو گھوڑوں کے لئے ایک زین مقرر ہے۔

جانوروں کی ترتیب حسب ذیل ہے۔

پہلا اور اکیسواں۔ دوسرا اور بائیسواں تیسرا اور تیئیسواں۔ علیٰ ہٰذالقیاس۔

اگر پہلا گھوڑا طویلے میں نہیں رہتا تو زین تو اپنی جگہ برقرار رہتی ہے لیکن دوم گھوڑا اوّل ہو جاتا ہے اور دوسرے کی زین تیسرے کو اور تیسرے کی چوتھے کو ملتی ہے۔ اسی طرح درجہ بدرجہ تبدل ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ نمبر ختم ہو جاتا ہے۔ اگر درمیان کا گھوڑا طویلے سے باہر ہو گیا تو اس کی زین اس کے مابعد کو ملتی ہے۔

آب کش، چہل اسپی طویلے میں تین شخص۔ سی اسپی میں دو، اور دوسرے طویلوں میں ایک مقرر کئے جاتے ہیں۔ ہر آب کش کی تنخواہ سو دام ماہانہ ہے۔

خاکروب، ہندوستان میں کنا اس کو حلال خور کہتے ہیں۔ قبلۂ عالم نے اس کو خاکروب کے لقب سے یاد فرمایا۔

چہل اسپی طویلے میں دو شخص، سی و بست اسپی طویلوں میں ایک شخص مقرر کیا جاتا ہے۔ ہر خاکروب کو پینسٹھ دام ماہوار دیئے جاتے ہیں۔

کوچ کے وقت وہ داروغہ جو پیادوں کی تنخواہ ہی پاتے ہیں، چند خاکر دیوں کو جانوروں کے کھینچنے کے لئے اپنے ساتھ لے لیتے ہیں۔ سی اسپی طویلے میں پندرہ خاکروب اسی طرح ساتھ جاتے ہیں۔

جو داروغہ کہ تنخواہ میں اضافہ نہیں پاتے اُن کے لئے خاکروب یا قُلی سرکار سے نامزد کئے جاتے ہیں۔

ہر خاکروب کو روزانہ دو دام دیئے جاتے ہیں۔

آئین (۵۲)

بارگیر

قبلۂ عالم اپنی قدر شناسی سے اکثر اشخاص کو سواری کا مستحق و سزاوار خیال فرماتے ہیں، لیکن ان افراد کو گھوڑوں کا بہترین محافظ نہیں سمجھتے۔

جہاں پناہ نے چند طویلے جدا کر کے داروغگاں کے سپرد فرمائے ہیں اور ان طویلوں کے لئے جداگانہ مشرف کا تقرر فرمایا ہے۔ ضرورت کے وقت تبکچی کی تحریر کے مطابق ان اشخاص کو سواری کے لئے جانور عطا ہوتے ہیں اور یہ حضرات بلا نگہداشت کی تکلیف برداشت کئے ہوئے آرام حاصل کرتے ہیں، ایسے افراد کو بارگیر سوار کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔

آئین (۵۳)

داغ

تغیر و پریشانی رفع کرنے اور شبہ کو مٹانے کے لئے داغ اندازی کا آئین وضع کیا گیا ہے۔ کبھی نظر و کبھی داغ کا لفظ اور ایک زمانے میں سات کا ہندسہ داغ ہی کے لئے مقرر فرمایا گیا تھا۔

اگر سرکار بادشاہی میں داخلہ ہوتا تو نقش جانور کے رخسار راست پر لگایا جاتا ہے اور اگر جانور سرکار کے طویلے سے واپس ہوتا ہے تو اس کے بائیں رخسار پر داغ لگاتے ہیں۔

کبھی کبھی قیمت کا ہندسہ عراقی و مجنّس کے رخسار راست پر اور ترکی و تازی کے رخسار چپ پر نقش کیا جاتا تھا۔

اس زمانے میں ہر طویلے کے جانور قیمت کے ہندسوں سے داغ انداز کیے جاتے ہیں۔

دہ مہری گھوڑوں کے لئے دس کا اور بیست مہری جانوروں کے لئے بیس کا ہندسہ مقرر ہے اور علیٰ ہذا القیاس۔

اسی طرح جبکہ بیشی میں جانور کی قیمت میں اضافہ یا کمی ہوتی ہے تو قدیم نقش کو مٹا کر جدید قیمت کے لحاظ سے داغ اندازی کرتے ہیں۔

آئین (۵۴)

پُر کردن

بیشتر یہ دستور تھا کہ اگر چہل اسپی و خانہ زاد طویلے کے دس جانور اور راہوار پانچ طویلوں میں کم ہو جاتے تھے تو اُن کی اس طرح خانہ پُری کر دی جاتی تھی۔

چہل اسپی طویلے کے جانوروں کیلئے شاہزادوں کے بہترین گھوڑے طویلۂ شاہی میں داخل کر دئے جاتے تھے اور خانہ زاد جانوروں کی اُن کے ہمجنس گھوڑوں سے اور راہوار کی دوسرے طویلوں کے جانوروں سے خانہ پُری کرتے تھے

اگر شاہزادۂ ولی عہد کے طویلے میں پندرہ گھوڑوں کی کمی واقع ہوتی تو دیگر برادران گرامی قدر کے بہترین جانور ولی عہد بہادر کے طویلے میں داخل ہو جاتے تھے۔

اگر منجھلے شاہزادے کے یہاں بیس جانوروں کی کمی ہوتی تو شاہزادۂ خُرد کے طویلے سے خانہ پُری ہوتی تھی۔

اگر شاہزادۂ خُرد کے پچیس جانور کم ہوتے تو دیگر بہترین طویلوں سے ان کا بدل حاصل کر لیا جاتا تھا۔

سینتیس سنہ الٰہی میں فرمان مبارک صادر ہوا کہ آیندہ سے ہر سال ہر طویلے میں ایک ایک جانور کا اضافہ کیا جائے۔

چنانچہ اس زمانے میں طویلۂ خاصہ کے گیارہ جانور ضائع ہوئے اور ان کی خانہ پُری فرمان کے مطابق شروع کر دی گئی۔

آئین (۵۵)

تاوان

خاصے کا گھوڑا اگر مر جاتا ہے تو اُس کی اوّلیں قیمت کے لحاظ سے ہر اشرفی کے عوض ایک روپیہ داروغہ سے لیا جاتا ہے اور دس دام میر دھہ کو اور چہارم تنخواہ بھوئی کو تاوان میں دینی پڑتی ہے۔

اگر جانور چوری جاتا ہے یا اُس میں کوئی عیب آجاتا ہے تو ایسی حالت میں تاوان کی رقوم مقرر نہیں ہیں بلکہ اس واقعے کا معروضہ حضور میں پیش ہوتا ہے اور حکم شاہی کے موافق ملازمین سے رقم جرمانہ وصول کی جاتی ہے۔

دوسرے طویلوں میں ایک گھوڑے کے تاوان میں فی اشرفی ایک روپیہ اور دو کے تاوان میں دو روپے اسی طریقے پر داروغہ سے وصول کئے جاتے اور سائیس سے مذکورۂ بالا رقم وصول کی جاتی ہے۔

اس زمانے میں ایک جانور سے لے کر تین جانوروں کے ضائع ہونے پر فی اشرفی ایک روپیہ اور چار جانوروں کی ہلاکت کی صورت میں فی اشرفی دو روپے اور پانچ جانوروں کے ضائع ہونے پر فی اشرفی تین روپے وصول کئے جاتے ہیں۔

اگر گھوڑے کا منہ پھٹ جاتا ہے تو ہر اشرفی پر دس دام میر دھہ سے جرمانہ وصول کیا جاتا ہے۔ اور میر دھہ دوسرے سائیسوں سے تاوان وصول کرتا ہے

آئین (۵۶)

آمادہ داشتن

خاصے کے دو جانور مگر راہوار میں سے تین اور ہفتاد مُہری طویلے سے لے کر ده مُہری طویلے تک ہر طویلے سے ایک ایک اور ایک گوٹ ہمیشہ در دولت پر حاضر ہوتے ہیں اور جانوروں کی جوڑ تیار کرتے ہیں جس میں سے ہر ایک کو مثل کہتے ہیں۔

اوّل۔ ایک چہل اسپی ایک طویلۂ شاہزادۂ بزرگ۔ ایک طویلۂ شاہزادۂ اوسط۔ اور ایک راہوار۔

دوم۔ ایک متعلقۂ شاہزادۂ خُرد، ایک خانہ زاد، ایک چہل اسپی، اور ایک راہوار۔

سوم۔ تین شاہزادوں کے طویلوں سے ہر طویلے سے ایک اور ایک خانہ زاد۔

چہارم۔ چہل مُہری ایک، سی مُہری ایک، بست مُہری ایک اور ده مُہری ایک۔ ان آخری چار گھوڑوں پر قبلۂ عالم خود کم سوار ہوتے ہیں۔

شاہزادہ شاہ مراد کی وفات کے بعد چہل مہری کے بہترین جانور ہی سواریٔ خاصہ کے لئے حاضر کئے جانے لگے اور اب ترتیب حسب ذیل قرار پائی۔

اوّل۔ چہل اسپی ایک متعلقۂ شاہزادۂ بزرگ ایک شاہزادۂ خُرد ایک

اور راہوار ایک۔

دوم۔ خانہ زاد ایک، بیش از ہفتاد مُہری ایک، خاصہ چہل مہری ایک، اور راہوار ایک۔

سوم۔ شاہزادوں کے ایک ایک، خانہ زاد ایک اور ہفتاد مُہری ایک۔

چہارم۔ شصت مُہری ایک، پنجاہ مہری ایک، چہل مہری ایک اور سی مہری ایک۔

بیست مُہری و دہ مُہری و گوٹ بھی گاہ گاہ حاضر کیئے جاتے ہیں۔

آئین (۵۷)

بخشش

جب جہاں پناہ خاصے کے چھ طویلوں کے جانوروں میں سے کسی گھوڑے پر سوار ہوتے ہیں تو خدمت آموزی اور ہنگامۂ سواری کی گرم بازاری کو ملحوظ خاطر رکھ کر آئین مقرر کے مطابق انعام عطا فرماتے ہیں۔

پیشتر یہ دستور تھا کہ اگر خاصے کے جانور پر سواری فرمائی جاتی تھی تو ایک روپیہ بطور انعام مرحمت ہوتا تھا جس میں ایک دام آختہ بیگی، دو دام جلودار اور نصف دام سائیس اور اسی قدر مشرف ونقیب و آختچی وزیندار باہم تقسیم کر لیتے تھے۔

اگر طویلۂ شاہزادۂ بزرگ کا کوئی جانور شرف سواری سے باریاب ہوتا تو تیس دام انعام عطا ہوتا تھا اور ہر ملازم اس تقسیم میں پہلی تقسیم سے ½ دام کم پاتا تھا۔

اگر شاہزادۂ دوم کے گھوڑے پر سوار ہوتے تھے تو بیس دام عطا ہوتے تھے اور اُسی حساب سے ملازمین باہم تقسیم کر لیتے تھے۔

اگر شاہزادہ خرد کے طویلے سے جانور حاضر کیا جاتا تھا تو سواری کے بعد دس دام اُسی دستور کے مطابق عطا ہوتے تھے۔

لیکن اب قاعدہ یہ ہے کہ چہل گانی کی سواری میں بدستور سابق۔

طویلۂ شاہزادۂ بزرگ میں بیس دام۔

شاہزادۂ خرد کے جانور پر دس، راہوار پر پانچ، خانہ زاد پر چار اور دیگر طوائل کے جانوروں پر دو دام عطا ہوتے ہیں۔

آئین (۵۸)

جلوانہ

جو گھوڑا بطور انعام عطا ہوتا ہے، ملازمین سررشتہ اس کی قیمت پچاس فی صدی بڑھا کر ہر اشرفی پر دس دام وصول کرتے ہیں۔

اس رقم میں پانچ دام آقتہ بیگی کے ڈھائی دام جلوبیگی کے اور سو دام مشرف کے مقرر ہیں۔

بقیہ میں چھبیس حصّے کیئے جاتے ہیں جس میں نَو حصّے نقیبوں کو ایک حصّہ سائیس اور پانچ پانچ حصّے تحصیلدار و زیندار و آفتچی کو دئیے جاتے ہیں۔

اس مُلک میں جانور کی عمر طبیعی بتیس سال ہے اور قیمت کے لحاظ سے پانچ سو اشرفیوں سے لے کر دو روپے تک کے گھوڑوں کی خرید و فروخت ہوتی ہے۔

آئین (۵۹)

شتر خانہ

قبلۂ عالم کو ابتدائے عہد فرمانروائی سے اس عجیب الخلقت جانور کے ساتھ بیحد ذوق ہے۔

چونکہ یہ جانور ہر سہ آبادی میں رونق و معموری کا ذریعہ ہے اور نیز یہ کہ باربرداری کی حالت میں اس کا صبر و تحمّل اور کم خوراکی کے عالم میں اس کی قناعت حضرت کو بیحد مرغوب ہے۔ اسی وجہ سے جہاں پناہ کی توجّہ و مہربانی میں اور زیادہ اضافہ ہوگیا۔

اس مُلک میں بہترین و بلند و بالا جانور پیدا ہوئے اور شترخیزی میں ہندوستان ایران و توران پر بھی سبقت لے گیا۔

جہاں پناہ اپنی عظمت وشان و نیز دیگر حاضرین کی نشاط اندوزی کے لحاظ سے ان جانوروں کی باہمی جنگ آزمائی کا تماشا ملاحظہ فرماتے ہیں اور چند بہترین شتر اس کام کے لئے ہمیشہ تیّار رکھے جاتے ہیں۔ خاصے کا بہترین جنگ آزما جانور شاہ پسند نام دوازدہ سالہ خانہ زاد جانور ہے جو اپنے ہمسروں پر ہمیشہ غالب رہتا ہے اور حریف کو پچھاڑنے میں کشتی کے داؤں پیچ اور عجیب و غریب کرتب دکھاتا ہے۔

یہ جانور نواحِ اجمیر و جودھپور و ناگور و بیکانیر و جیسلمیر و بھٹنڈا و بھٹنیر میں بکثرت پایا جاتا ہے اور صوبۂ گجرات میں کچھ کے قریب بیشمار بہترین و خالص النّسل جانور پیدا ہوتے ہیں لیکن صوبۂ سندھ افزائش شتر میں تمام ممالک و بلاد پر فوقیت رکھتا ہے۔

اکثر سندھی امیر دس ہزار یا اس سے بھی زائد جانوروں کے مالک ہوتے ہیں۔

تیز رفتاری میں اجمیری اونٹ اور بار برداری میں ٹھٹھہ کے جانور مشہور ہیں۔

اونٹ کی نسل میں بہترین و سرمایۂ آفرینش مادہ ہے جس کو آروانہ کہتے ہیں۔

مادۂ شتر ہر ملک میں جاڑے کے موسم میں مست ہو کر نر سے ہاتھا پائی کرتی ہے۔

اگر نر دو کوہانی ہے تو اس کو بغر کہتے ہیں اور بچے کو نر اور مایہ۔

قبلۂ عالم نے نر کو بغدی اور مادہ کو جمازہ کے نام سے موسوم کیا۔

بار برداری و جنگ آزمائی کے لئے بغدی زیادہ قوی ہے اور تیز رفتاری میں جمازہ بہتر ہے۔

ہندی جانور جس کو لوک کہتے ہیں اور آروانہ بھی تیز رفتاری میں جمازہ کے قریب قریب ہیں بلکہ اکثر جانور زیادہ ہیں۔

اگر بغر، جمازہ کے ساتھ جفتی کھاتا ہے تو نر بچے کو گہرد کہتے ہیں اور مادہ کو مایہ گہرد۔

اگر بغدی یا لوک جمازی سے جفتی کھاتا ہے تو بھی بچے کو انھی ناموں سے موسوم کرتے ہیں۔ لیکن اگر بغدی یا لوک آروانہ سے جفتی کھاتا ہے تو نر باپ کے نام سے موسوم ہوتا ہے اور مادہ ماں کے نام سے پکاری جاتی ہے۔

لوک، گہرد و مایہ گہرد سے زیادہ خالص النّسل ہوتا ہے۔

بار برداری میں اونٹوں کی قطاریں باندھتے ہیں ہر قطار میں پانچ جانور ہوتے ہیں۔ پہلے جانور کو پیشنگ، دوسرے کو پیش درہ، تیسرے کو میانہ قطار، چوتھے کو دم دست، اور پانچویں کو دمدار کہتے ہیں۔

آئین (۶۰)

خوراک

باربرداری کے جانوروں میں بغدی کو ڈھائی سے تین برس کے سن تک جب کہ وہ گلے سے کام کیلئے باہر نکالا جاتا ہے، دو سیر دانہ روز دیتے ہیں۔

سہ و نیم سالہ و چہار سالہ جانوروں کو پانچ سیر دانہ دیا جاتا ہے اور اس کے بعد سے سات سالہ تک نو سیر اور ہشت سالہ اور بغر کو دس سیر روزانہ دیا جاتا ہے۔

اسی طرح جمازہ و گھرژ و مایہ گھرژ کو چار سال کی عمر تک بدستور سابق اور چار سالہ کے بعد سے ہفت سالہ جانور تک ہر اونٹ کو روزانہ سات سیر اور ہشت سالہ کو ساڑھے سات سیر۔

یہ مقدار اُس وقت مقرر فرمائی گئی تھی جب کہ سیر اٹھائیس دام کا تھا۔ اب جب کہ سیر کے وزن میں دو دام کا اضافہ ہو گیا ہے، دانے کی مقدار اُسی حساب سے کم کردی گئی ہے۔

مستی کے عالم میں بغدی دانہ کم کھاتا ہے، لیکن آئین پاؤ گوشت کے مطابق دانے کے وزن میں کمی نہیں کی جاتی۔

داروغہ عالم مستی کے اندوختہ غلّے کو ہوشیاری کے زمانے میں روزانہ خوراک میں ملا کر کھلاتے ہیں۔

اگر مستی طاری ہونے کے قبل معین مقدار سے دانہ زیادہ دیا گیا ہے اور اضافہ روزنامچے میں درج ہے تو اس زیادتی کو پاؤ گوشت میں مجری دیتے ہیں۔

اسی طرح اگر کسی دوسری وجہ سے اضافے کی نوبت آتی ہے تو اس زیادتی کو بھی پاؤ گوشت کے حساب میں شمار کر لیتے ہیں۔ قیام کے زمانے میں آٹھ ماہ گھاس دی جاتی ہے۔

جو جانور کہ شہر کے اندر اور داخل کشک ہیں (یعنی کارسرکاری میں لگائے گئے ہیں) اُن کے لئے فی جانور دو دام مقرر ہیں۔ اور جو شہر سے باہر ہیں اُن کو ڈیڑھ دام فی راس دئے جاتے ہیں۔

چار ماہ بارش و سفر میں گھاس کی قیمت نہیں دی جاتی۔ ساربان جانوروں کو چراگاہ میں لے جا کر چرالاتے ہیں۔

آئین (۶۱)

رخت

جانوران خاصہ۔ افسار (سربند) دُم افسار (دُمچی) مہار، کاٹھی جو زین کی مانند لیکن اُس سے کسی قدر بڑی ہوتی ہے، یہ سب جہاں پناہ کی ایجاد ہیں۔ جن سے جانوروں کی آرائش میں اضافہ ہو گیا ہے۔ ان کے علاوہ کوہی چار جامے کا کام دیتی ہے۔

قطارچہ، سرپچی (ایک قسم کا بالا پوش) تنگ، سرتنگ، تازیانہ بند، گھونگرو بند، گردن بند اور سہ چادر۔ یہ چادریں یہ بانات بافتۂ رنگین و موم جامے کی تیار کی جاتی ہیں۔

ان جاموں کی آرائش و زینت میں جس قدر جواہرات، ریشم و چاندی سونے کے تار و دیگر بیش قیمت کپڑے خرچ ہوتے ہیں اُن کی قیمت کا اندازہ امکان سے خارج ہے۔

قاعدہ ہے کہ اونٹوں کی پانچ مکمل قطاریں سواری کے لئے اور دو محافہ کشتی کے لئے ہمیشہ تیار رہتی ہیں۔

محفہ لکڑی کا دو ستونی خوبصورت خیمہ ہے جو سواری کے وقت دو اونٹوں پر باندھا جاتا ہے۔

سامان آرائش رنگین بھی ہوتا ہے اور سادہ بھی۔ دس سادہ قطاروں میں

تین رنگین ہوتی ہیں۔ رنگین قطاروں کے ہر جانور کے سامان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

بغدی پر دو سو ۲۵ ۳/۴ دام صرف ہوتے ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

افسار مہرہ ۲۰ ۱/۲ دام، حلقہ برنجی ۱ ۱/۲ دام، زنجیر آہنی ۴ ۱/۲ دام، طلگی پانچ دام، پشت پوزی کے لیئے آٹھ دام۔

دُم افسار کی تیاری میں ۱ ۱/۲ دام، تنگلو اور سر بچی میں بیس دام کا نمک خرچ ہوتا ہے، جُل ۶۸ دام، جہاز گج کاری جو مہار کاٹھی کا کام دیتا ہے، چالیس دام، تنگ و تازیانہ بند و گلو بند چوبیس دام، طناب بارکش، جس کو ساربان طاقہ طناب اور خروار کہتے ہیں، اڑتیس دام، بالا پوش پندرہ دام،

جمازہ میں علاوہ مذکورہ بالا پوششوں کے دو چیزیں زائد ہوتی ہیں، جن کے اخراجات کی تفصیل ذیل میں درج ہے۔

گردن بند دو دام، سینہ بند سولہ دام۔

ہفت قطاروں میں بغدی اور جمازہ پر حسب تفصیل ذیل ۱۶۸ ۱/۲ دام صرف ہوتے ہیں۔

افسار مہرہ دوز دس دام، دُم افسار ۱/۲ دام، جہاز ۱۶ ۱/۲ دام، جل ۱/۲ باون دام، نصف تنگ و پشت بند و گلو بند چوبیس دام، طاقہ طناب ۲۷ ۱/۲ دام، بالا پوش اٹھائیس دام،

لوک پر مندرجۂ ذیل تفصیل کے مطابق ایک سو تینتالیس دام صرف ہوتے ہیں۔

افسار و جہاز و خروار بدستور۔

جل ۳۷ ۱/۲ دام، تنگ و پشت بند و گلو بند ۱۴ ۱/۲ دام، بالا پوش اٹھائیس دام،

بجز آہنی و چوبی ساز و سامان کے رنگین و سادہ تین سال کے بعد ایک ایک عدد نئے جاتے ہیں۔ پرانے رنگین محفّے کے عوض ایک قطار میں سولہ دام، اور سادہ میں چودہ دام وضع کر لیئے جاتے ہیں۔

تین سال گزرنے پر برآورد تیار کرتے ہیں اور چوتھائی حصہ قیمت منہا کرتے ہیں اور اس کارروائی کے بعد بقیہ رقم کا دسواں حصہ وضع کر کے باقی رقم تنخواہ میں ادا کی جاتی ہے۔ اس حساب سے برآورد کا ۲۷/۴۰ خزانۂ سرکار سے

اداکیا جاتا ہے۔

علفی جانوروں کو (غلّہ انباری کے جانور جو سامان خوراک لادتے ہیں) پوشش سال میں ایک بار نئی دی جاتی ہے۔

خانہ زاد ولوک بر حسب تفصیل ذیل ۵۲ ½ دام خرچ ہوتے ہیں۔

افسار پانچ دام، جُل چھتّیس دام، سر دوز نیم دام، تنگ وپشت بند ¾ ۱۰ دام۔

افسار و تنگ وپشت بند بدستور جل چھیالیس ۴۶ ¾ ۴۵ دام ربع کم سرزوز ¾ دام۔

ہر سال بر آورد کا چوتھائی حصّہ وضع کر کے بقیّہ کا اجازت نامہ دیا جاتا ہے۔

شلیتہ ٹاٹ۔ دانہ کھلانے کے لئے دیا جاتا ہے۔ ہر قطار میں ایک مقرر ہے۔

بندی وجمازہ میں اس کی قیمت ¾ ۳۰ دام ادا کی جاتی ہے اور لوک میں ½ ۲۴ دام۔

اسی نرخ کے مطابق قیمت ہمیشہ بر آورد سے منہا کر لی جاتی تھی گویا ساربانوں سے ایک قسم کا ٹھیکہ ہو جاتا تھا اور اُسی پر عملدرآمد ہوتا تھا۔

سنہ ۴۲ الٰہی میں معروضہ پیش ہوا کہ منہائی رقم کا یہ طریقہ سخت ہے اور ساربانوں کو نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے۔ قبلۂ عالم نے اس نرخ کو منسوخ فرما کر ہر زمانے کے مطابق رقم منہائی مقرر کرنے کا حکم صادر فرمایا۔

یہ حساب نرخ کے تغیّر و تبدّل کی وجہ سے ہر سال مختلف ہوتا ہے۔

نوروز کے آغاز پر افسر ساربان جانوروں کے بال تراشنے اور تیل وغیرہ روغن چکنائی کی اجازت حاصل کر کے اپنے فرائض کو انجام دیتے ہیں اور علفی جانوروں کے اسباب و سامان کے لئے جدید معاہدہ کرتے ہیں۔

آئین (۶۲)

تیل ملنے اور جانوروں کی ناک میں تیل ٹپکانے کے آئین

روغن مالی و روغن چکانی کو تطلیہ اور تجریع کہتے ہیں لیکن اگر تجریع کی بجائے تنشیق کہیں تو زیادہ مناسب ہے۔ کیونکہ تنشیق کے لفظی معنی بھی "ناک میں ٹپکانے" کے ہیں۔

ہر لغیدی جمازہ پر سال میں ۳¾ سیر روغن کنجد صرف ہوتا ہے جس میں ایک سیر بدن پر ملنے اور تین پاؤ ناک میں ٹپکانے کے لئے مقرر ہے۔

اس کے علاوہ تین پاؤ گندھک اور ساڑھے چھ سیر چھاچھ بھی دی جاتی ہے۔

دوسری قسم کے جانوروں کے لئے ۲½ پاؤ گندھک اور ساڑھے چھ سیر چھاچھ مقرر ہے۔

ان جانوروں کی ناک میں ٹپکانے کے لئے تین پاؤ روغن دیا جاتا ہے۔

پیشتر روغن و نیز دیگر اشیا سال میں تین بار دی جاتی تھیں اب صرف ایک بار دیتے ہیں۔

پایۂ شتران و خدمتگاراں

جہاں پناہ نے جانوروں کو قطاروں میں تقسیم فرمایا اور ہر قطار

ایک ساربان کی نگہداشت میں سپرد فرمائی۔ ساربانوں کی تنخواہ کے چار مدارج مقرر فرمائے۔
اوّل چار سو دام، دوم تین سو چالیس دام، سوم دو سو اسی دام اور چہارم دو سو بیس دام۔
قطاروں کی تین طرح پر ترتیب دی گئی۔
اوّل۔ پانچ قطاریں ایک تجربہ کار شخص کے سپرد کی گئیں اور یہ ملازم بست پنجی کے نام سے موسوم ہوا۔ اس کی تنخواہ سات سو بیس دام قرار پائی۔ یہ شخص ایک یابو کی داغ دوزی کراتا اور چار ساربانوں کا افسر ہے۔
دوم۔ اس ترتیب میں دس قطاریں شامل ہیں۔ یہ قسم بھی ایک تجربہ آموز کے سپرد ہے جس کو پنجاہی کہتے ہیں۔ اسپ کی داغ دوزی کراتا اور نو سو ساٹھ دام تنخواہ پاتا ہے۔ نو ساربان اس کے ماتحت ہیں۔
سوم۔ ایک تجربہ کار و ہوشیار شخص کے سپرد نو قطاریں کی گئیں اس شخص کو پانصدی کہتے ہیں۔
دس قطاریں خاص اُس کے زیر اہتمام ہیں اور سو ایک قطار کے بقیہ کے لئے ساربان سرکار سے عطا ہوتے ہیں۔ پنجاہی و بست پنجی اس کے ماتحت ہیں۔
اس کی تنخواہ میں اضافہ و کمی سے اختلاف ہوا کرتا ہے۔ اس زمانے میں اکثر یوز باشی امیر اس خدمت پر مامور ہیں۔
اس کے علاوہ قبلۂ عالم نے ایک اونٹ فراشوں کے لئے خاص کر دیا ہے۔ ایک تنکچی بھی مامور کیا گیا ہے۔
جہاں پناہ نے اپنی بےنظیر قوت عمل سے ہر پانصدی کو ایک امیر کی ماتحتی میں دیا ہے، نیز چند ہوشیار پیادے مقرر فرمائے ہیں۔
یہ ملازم سررشتے کی تمام جزئی و کلی حالات سے اطلاع دیتے ہیں اور اس طریقے پر عمال سررشتہ لاپروائی نہیں کر سکتے۔
سال میں دو بار پیش سوار جانوروں کی فربہی و لاغری کا اندازہ کرتے ہیں۔

آغاز برسات میں اور ہیشی کے وقت۔

جانور کی کمی کی صورت میں ساربان اُس کی قیمت کے مطابق رقم تاوان داخل کرتا ہے۔ پنجاہی اور یانصدی بھی اس تاوان میں شرکت کرتے ہیں۔

اگر جانور اندھا یا لنگڑا ہو جاتا ہے تو اس کی قیمت کا چہارم حصہ بطور جرمانہ داخل کرنا پڑتا ہے۔

ریباری۔ اکثر اہل ہند اس جانور کے حالات سے بخوبی آگاہ ہوتے ہیں۔ اور ہندی نژاد لوگ، کورہ نوردی (تیز رفتاری) ایسی عمدہ سکھاتے ہیں کہ جانور قلیل مدت میں بہت مسافت طے کر سکتا ہے۔ ان اشخاص کو ریباری کہتے ہیں۔

ہر چند کہ پائے تخت سے انتہائے قلمرو سلطانی تک ہر چہار طرف ڈاک یہاں مقرر کیے گئے ہیں اور ہر پانچ کوس کے فاصلے پر تیز رو پیادے متعین ہیں، لیکن جہاں پناہ نے اپنی دور اندیشی سے ان شتر سواروں میں سے بعض کو ہمیشہ درگاہ بادشاہی پر حاضر و موجود رہنے کا حکم دیا ہے۔

ہر پچاس آروانہ انھیں ریباریوں میں سے ایک شخص کے سپرد کی گئی ہیں اور افزائش نسل کے لئے ایک بغر اور دو لوک اُن کے ہمراہ ہیں۔ بغر و لوک کے لئے دانہ حسب دستور سرکار سے عطا ہوتا ہے لیکن گھاس نہیں دی جاتی اور اروانہ کے پچاس نفر کے لئے دانہ بھی نہیں دیا جاتا۔

سال میں ایک بار تطلیہ و تنشیق کے لئے بغر و بغدی و جمازہ پر فی راس چار سیر روغن کنجد اور تین پاؤ گندھک اور ساڑھے چھ سیر چھاچھ دی جاتی ہے جس میں سے تین پاؤ روغن تنشیق کے لئے مخصوص ہے۔

لوک و آروانہ و گہرد و مایہ گہرد کے لئے فی راس ۳ ۵/۸ سیر روغن، ساڑھے چھ سیر چھاچھ اور ۵/۸ سیر گندھک مقرر ہے جس میں ۵/۸ سیر روغن تنشیق کے واسطے متعین ہے

بوتہ اور دنبالہ کے لئے فی راس ڈھائی سیر روغن جن میں ۱/۲ سیر تنشیق کے لئے، آدھ سیر گندھک اور ۱/۴ ۴ چھانچھ مقرر کیا گیا ہے۔

بوتہ اور دنبالہ، یہ دونوں شتر بچے ہیں۔ فرق اس قدر ہے کہ بوتے پر کچھ بوجھ لادا جاتا ہے اور دنبالہ باربرداری سے آزاد ہے۔ اور ہر ہفتے بوتہ کے لئے آدھ سیر شورہ و نمک اور دنبالہ کے لئے پاؤ سیر مقرر ہے۔

گلہ بانوں کی ماہوار تنخواہ دو سو دام مقرر ہے۔ ہر پچاس جانوروں پر

پانچ چرواہے بھی دئے جاتے ہیں جن کو روزانہ دو دام اُجرت دی جاتی ہے۔
دو گلّہ پنجاہی افسر کے لئے ضروری ہے کہ ہر سال تین اروانہ پیش کرے
ورنہ ان جانوروں کی قیمت اُس کی تنخواہ سے وضع کرلی جاتی ہے۔
پیشتر بغدی و جمازہ کے بال کے عوض چہارم حصّہ تنخواہ کا وضع کرلیا جاتا تھا۔
ہر جانور کے بال وزن میں چار سیر ہوتے تھے۔
قبلۂ عالم نے بالوں کی قیمت گلّہ بانوں کو بطور انعام عطا فرمائی اور
اُس کے عوض میں گلّہ بان دُم افسار وغیرہ پوشش جانوروں کے لئے مہیّا کرنے لگے۔
بغدی کی قیمت پانچ مُہر سے بارہ مہر تک مقرّر ہے جمازہ کی قیمت تین چار مہر سے
دس مُہر تک، بغر تین مُہر سے لے کر سات مُہر تک فروخت ہوتا ہے۔ مادہ بغر کی قیمت
تین مُہر سے پانچ مُہر تک ہے۔ بقیہ جانوروں کی قیمت حسب ذیل ہے۔
گہرد تین مُہر سے آٹھ مُہر تک، مادہ گہرد و لوک تین مہر سے سات مُہر تک،
لوک دوغلہ آٹھ مہر سے نو مُہر تک۔ لوک ہندوستانی و بلوچی تین مہر سے آٹھ مہر تک،
اروانہ دو مُہر سے چار مُہر تک۔
قبلۂ عالم بہترین بغدے پر دس من تک وزن کا سامان لدواتے ہیں اور
اور قسم دوم پر آٹھ من تک۔
عمدہ ترین جمازہ و لوک وغیرہ آٹھ من تک کے بوجھ سے لادے جاتے ہیں
اور قسم دوم چھ من تک۔
ہندوستان میں اونٹ کی عمر طبیعی چوبیس سال ہے۔

آئین (۶۳)

گاؤ خانہ

مُلکِ ہندوستان میں اس جانور کو بجید مبارک و مقدس سمجھ کر اس کی ہر طرح پر خدمتگزاری کرتے ہیں۔

ہند میں کھیتی باڑی کا کام بھی اسی جانور کی اعانت و جفاکشی پر چلتا ہے اور مایحتاج زندگی کی فراہمی اسی کی محنت کا ثمرہ ہے۔ اس کے دودھ دہی وگھی سے دسترخوان کی زیب و زینت ہے۔ یہ جانور باربرداری اور ہل چلانے میں بجید قوی وطاقتور ہے اور ہر سہ آبادی کی معموری و مرفہ الحالی میں بہترین معین ومددگار ہے۔ اگرچہ یہ جانور ہندوستان میں ہر جگہ پایا جاتا ہے اور اپنی مختلف اقسام سے مُلک کی گرم بازاری کو تازہ رونق دیتا ہے لیکن گجرات کے جانور بہترین خیال کئے جاتے ہیں۔ گجراتی گاؤ کی ایک جوڑ کی قیمت سو مُہر وی جاتی ہے۔ جو شبانہ روز میں اسی کوس تک کی مسافت طے کرسکتے ہیں۔ اس قسم کے بیل تیز رفتار گھوڑے پر بھی سبقت لے جاتے ہیں اور راہ میں بول و براز نہیں کرتے۔

بست مُہری و دہ مُہری جانور بکثرت ہیں۔

بنگال و دکن میں بھی عمدہ جانور پیدا ہوتے ہیں۔ بار کرتے وقت جانور بیٹھ جاتے ہیں اور ان ممالک کی گائے نصف من تک دودھ دیتی ہے۔

دہلی میں بیشتر جانور دس روپے تک میں خرید ے جاتے ہیں۔

قبلۂ عالم نے ایک جفت جانور ایک لاکھ دام (پانچ ہزار روپے) میں خرید فرمائی۔ کشمیر و تبت میں ایک خاص قسم کی گائے بیل پائے جاتے ہیں جن کو شکل و صورت عجیب و خوش آیند ہوتی ہے، ان کو قطاس کہتے ہیں۔

اس جانور کی عمر طبیعی پچیس سال ہے۔

بادشاہ قدر دان نے اس جانور کی عجیب و حیرت انگیز کارگزاریوں کو ملاحظہ فرما کر اس کی پرورش و پرداخت پر خاص توجہ فرمائی اور ان کو مختلف گروہ میں تقسیم کر کے انھیں نیک دل نگہبانوں کے سپرد فرمایا۔

جہاں پناہ نے سو جانور منتخب فرما کر ان کو خاصے کے لئے مخصوص فرمایا اور انھیں کوتل کے نام سے موسوم کیا۔ ان میں سے چالیس جانور سفر و شکارگاہ میں ہمراہ رہتے ہیں۔ اکاون جانور نیم کوتل اور اسی تعداد کے جانور پاؤ کوتل قرار دئے گئے۔ کمی کی صورت میں اوّل کی دوم سے اور دوم کی سوم سے خانہ پری کی جاتی ہے۔

ان جانوروں کے گورو باڑے کو گاؤخانۂ خاصہ کہتے ہیں۔ ان اقسام کے علاوہ دوسرے باڑے میں ترتیب دئے گئے ہیں۔

جہاں پناہ نے پچاس سے سو تک جانوروں کے مختلف باڑے بنائے اور راستباز خدمت گزاروں کے سپرد کئے۔ حضوری کے وقت جانوروں کے مراتب و مدارج مقرر کئے جاتے ہیں اور اس کے بعد جانور اپنے ہمسروں کے باڑوں میں داخل کئے جاتے ہیں

اسی طرح گروہ کے گروہ بہل کشی و آب کشی وغیرہ کے لئے مقرر فرمائے گئے۔

ایک قسم اس جانور کی گوٹ سے مشابہ ہوتی اور بید خوش شکل ہوتی ہے۔ اس کو گینی کہتے ہیں۔

اسی طرح دودھاری گائیں اور بھینسیں بھی مختلف گروہ میں تقسیم کر کے تجربہ کار خدمتگزاروں کے سپرد فرمائی گئیں۔

آئین (۶۴)

خوراک

کارخانۂ خاصہ میں ہر جانور کے لئے سوا چھ سیر دانہ اور ڈیڑھ دام کی گھاس مقرر ہے۔ ہر گوسالے کے لئے روزانہ ایک من انتیس سیر قند سیاہ مقرر ہے۔ داروغہ ہر جانور کو اُس کی خدمت و حالات کے لحاظ سے غذا دیتا ہے۔

دیگر خاصے کے جانوروں کے لئے چھ سیر دانہ اور گھاس بدستور لیکن اُن کو قند سیاہ نہیں دیا جاتا۔

دوسرے کارخانوں میں اوّل کو چھ سیر دانہ اور ہمرکابی کے جانوروں کو ڈیڑھ دام اور غیر کو ایک دام کی گھاس روزانہ دی جاتی ہے۔

دوم کو پانچ سیر دانہ اور گھاس بدستور۔

بہل کش بیلوں کو چھ سیر دانہ اور گھاس بدستور۔

گینی اوّل کو تین سیر دانہ اور ایک دام گھاس کے لئے اگر حضور میں رہے، ورنہ ۱/۴ دام۔

دوم کو ڈھائی سیر دانہ اور اگر حضوری میں رہے تو ۳/۴ دام کی گھاس، ورنہ ۱/۴ نصف دام کی۔

بھینسا جس کو آرنہ کہتے ہیں۔ اس جانور کو روزانہ آٹھ سیر گیہوں کا آٹا،

پختہ دو سیر روغن زرد نیم سیر قند سیاہ و نیم سیر دانہ اور دو دام کی گھاس دی جاتی ہے۔ یہ جانور عالم شباب میں عجیب و غریب اقسام کی آویزہ گری کرتا ہے اور شیر کو پارہ پارہ کر ڈالتا ہے۔ جب اُس کی طاقت کم ہو جاتی ہے تو نمبر دوم کے جانوروں میں داخل کیا جاتا ہے اور آب کشی میں لگا دیا جاتا ہے اور اُس وقت اُس کو آٹھ سیر دانہ اور دو دام کی گھاس روزانہ دی جاتی ہے۔

آب کشی کی بھینسیں۔ ہر جانور کو چھ سیر دانہ اور دو دام کی گھاس روزانہ دی جاتی ہے۔

عرابۂ چیتا کے اوّل نمبر کے بھینسے کو ½ ۶ سیر دانہ اور اس کے علاوہ دیگر اقسام کے جانور کو پانچ سیر اور ہر دو کو کاہ بدستور سابق۔

عرابۂ بارکشی کے بیلوں ہر جانور کو پیشتر پانچ سیر دانہ اور ڈیڑھ دام کی گھاس دی جاتی تھی لیکن اب دانے میں پاؤ سیر کی کمی کر دی گئی ہے اور گھاس بدستور سابق ہے۔

دودھاری گائیں اور بھینسیں اگر ہمرکاب رہتی ہیں تو دانہ دودھ کے وزن کے مطابق دیا جاتا ہے۔ گائے اور بھینس کے گلّے کو ٹھاٹ کہتے ہیں۔

ہر گائے روزانہ ایک سیر سے پندرہ سیر تک اور بھینس دو سیر سے تیس سیر تک دودھ دیتی ہے۔

پنجاب کی بھینس بہترین خیال کی جاتی ہے۔

ہر گائے کا تھوڑا دودھ الگ کر لیتے ہیں، بیشتر ہر گائے کے دودھ کی نوعیت کا تقرر ہوتا ہے اور ایک سیر دودھ میں دو دام کے برابر گھی نکلنے سے جانور کی نوعیت کا اندازہ کیا جاتا ہے۔ ایک سیر دودھ سے دو دام گھی نکلتا ہے۔

آئین (۶۵)

خدمتگاران

خاصے کے کارخانوں میں ہر چار جانوروں پر ایک خدمتگار مقرر ہے۔ کارخانۂ اوّل میں اٹھارہ ملازم ہیں۔ ہر شخص کو پانچ دام روزانہ دئیے جاتے ہیں۔ دوسرے کارخانوں کے ملازم چار دام روزانہ پاتے ہیں۔

خاصے کے علاوہ دوسرے کارخانوں میں بھی ملازمین کو اجرت اسی حساب سے دی جاتی ہے لیکن ہر ملازم بجائے چار کے چھ جانوروں کی دیکھ بھال کرتا ہے۔

اکثر بہلبان احدیوں کے زمرے میں تنخواہ پاتے ہیں۔ بعض بہلبان جو گروہ احدیاں میں داخل نہیں ہیں اُن کی تنخواہ تین سو ساٹھ دام سے زیادہ اور ایک سو بارہ دام سے کم نہیں ہے۔

بہل کی دو قسمیں ہیں۔ چھتری دار جس کے اوپر چار لکڑیاں یا اس سے زیادہ باندھ کر چھتر کو اُن پر آراستہ کرتے ہیں۔ اس قسم کی بہل کو گھر بہل کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ سادہ بہل بھی ہوتی ہے۔

گھر بہل کو تیز رفتار گھوڑے بھی کھینچتے ہیں۔

دس عرابوں پر بیس عرابچی اور ایک بڑھئی مقرر ہے۔ میردھہ اور بڑھئی کو روزانہ پانچ دام اور دوسروں کو چار دام روزانہ دئیے جاتے ہیں۔